كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ (القرآن)

مومن کی وفات

مُصنّف:

حضرت علامہ عبدالستار ہمدانی المعروف برکاتی

مصنف مردانِ عرب

انس پبلیکیشنز لاہور

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ (القرآن)

مومن کی وفات

مصنف:
حضرت علامہ عبدالستار ہمدانی المعروف برکاتی
مصنف مردانِ عرب

انس پبلیکیشنز
40-اردو بازار، لاہور
Mob: 0300-8852283

Marfat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

کتاب	:	''مومن کی وفات''
مصنف	:	علامہ عبدالستار ہمدانی ''مصروفؔ'' (برکاتی، نوری)
کمپوزنگ	:	مولانا ارشد علی جیلانی و محمد معین ترکی
تصحیح وتقدیم	:	حضرت مولانا نعمان اعظمی الازہری
ناشر	:	
باراول	:	
رسم اجراء	:	

-/350 روپے

Marfat.com

قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِیْ

تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلَاقِیْکُمْ ثُمَّ

تُرَدُّوْنَ اِلٰی عَالِمِ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ

فَیُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ

(پارہ ۲۸، سورہ الجمعہ، آیت : ۸)

ترجمہ:

''تم فرماؤ! وہ موت جس سے تم بھاگتے ہو، وہ تو ضرور تمھیں ملنی ہے، پھر اس کی طرف پھیرے جاؤ گے، جو چھپا اور ظاہر سب کچھ جانتا ہے، پھر وہ تمھیں بتادے گا جو تم نے کیا تھا۔''

(کنزالایمان)

Marfat.com

"شرف انتساب"

میں اپنی اس کاوش کو سلسلۂ قادریہ کی ہندوستان کی راجدھانی اور عظیم خانقاہ یعنی خانقاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ کے عظیم المرتبت بزرگ عارف باللہ، فنافی الرسول، رئیس الاولیاء والاتقیاء، ھادی الصوفیاء، رہبر علماء، مخزن علم و حکمت، سراج السالکین، نور العارفین **سید ابوالحسین احمد نوری مارہروی** رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ارضاہ عنا کی طرف منسوب کرتے ہوئے سعادت عظیمہ کا یقین کرتا ہوں۔ جن کی نگاہ کیمیاء اثر نے میرے پیر و مرشد، آقائے نعمت، تاجدار اہل سنت، شہزادۂ اعلیٰ حضرت سیدی وسندی وماوائی وملجائی و ذخری و مرشدی **حضور مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں** علیہ الرحمۃ والرضوان کو اپنے فیوض خاص سے نواز کر دنیائے سنیت کے افق پر درخشاں آفتاب کی طرح چمکایا اور دیگر ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں کے قلوب کو ضیاء بخشی۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل ہم غربائے اہل سنت کو مارہرہ مقدسہ کی عظیم خانقاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ کے تمام بزرگوں کے فیوض و برکات سے مشرف فرمائے۔ آمین۔

-: مصنف :-

Marfat.com

مؤمن کی وفات

فہرست عناوین

نمبر	عنوان	صفحہ
①	شرف انتساب	4
①	تقریظ: خلیفۂ مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی مجیب اشرف صاحب، مہتمم جامعہ امجدیہ، ناگپور۔	19
①	تقریظ: خلیفۂ مفتی اعظم ہند، حضرت علامہ مفتی اشرف رضا صاحب، صدر مفتی ادارۂ شرعیہ مہاراشٹر، بمبئی۔	21
①	تأثر: ماہر علوم احادیث حضرت مولانا محمد عیسیٰ رضوی، گرسہائے گنج۔	23
①	تقریظ: خلیفۂ مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد مطیع الرحمٰن صاحب، صدر مفتی ادارۂ شرعیہ کرناٹک، بنگلور۔	27
①	تقریظ: خلیفۂ مفتی اعظم ہند وخلیفۂ محدث اعظم ہند حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اشفاق صاحب قبلہ، مفتی اعظم راجستھان، دارالعلوم اسحاقیہ، جودھپور۔	28
①	تقدیم: حضرت علامہ مولانا نعمان اعظمی ازہری۔	31
①	آغاز سخن: مصنف۔	36

Marfat.com

38	پہلا باب: ـــــ ’’موت کا بیان‘‘	1
39	موت کیا ہے؟ اور کیا موت سے بھاگنا ممکن ہے۔	ﷺ
40	موت کے سب قائل ہیں۔	ﷺ
41	موت کا وقت مقرر ہے۔	ﷺ
43	موت کی جگہ مقرر ہے۔	ﷺ
45	انسان موت سے کیوں ڈرتا ہے؟	ﷺ
48	اقوال علمائے دین۔	ﷺ
50	دوسرا باب: ـــــ ’’زندگی اور موت‘‘	2
51	زندگی اور موت۔	ﷺ
52	موت مؤمن کے لئے رحمت ہے۔	ﷺ
54	موت کی یاد اور تیاری۔	ﷺ
57	نکتہ۔	ﷺ
60	تیسرا باب: ـــــ ’’موت آنے کی دعا وتمنا‘‘	3
61	موت آنے کی دعا اور تمنا کرنا کیسا ہے؟	ﷺ
63	مدینہ طیبہ میں مرنے کی دعا کرنا مستحب ہے۔	ﷺ
64	موت کے اسباب اور علامتیں۔	ﷺ
70	چوتھا باب: ـــــ ’’موت کی آمد‘‘	4

Marfat.com

ﷺ	موت کی آمد۔	71
ﷺ	ماں سے بھی زیادہ مہربان رب۔	72
ﷺ	علامت خاتمہ بالخیراور موت کی سختیاں۔	73
ﷺ	موت کے وقت نیک اور بد کی پہچان۔	76
ﷺ	نکتہ۔	78
ﷺ	سکرات کا عالم اور تلقین کرنے کا بیان۔	79
ﷺ	ضروری وضاحت۔	81
ﷺ	جو جس حالت میں مرے گا، اسی حالت میں اٹھے گا۔	86
5	**پانچواں باب: ــــــ ''روح نکلنے کا بیان''**	88
ﷺ	روح کا قبض ہونا۔	89
ﷺ	نکتہ۔	89
ﷺ	موت کے وقت آنکھیں کھلی کیوں رہتی ہیں؟	90
6	**چھٹا باب: ــــــ ''بعد موت کے مسائل''**	94
ﷺ	موت کے فوراً بعد کے مسائل۔	95
ﷺ	میت کے کفن اور دفن میں جلدی کرنا چاہیئے۔	95
ﷺ	موت کا اعلان کریں۔	97
ﷺ	مردہ عورت کے پیٹ میں زندہ بچہ ہے تو کیا کریں؟	98

7	ساتواں باب: ـــــ "میت کے غسل کا بیان"	100
۞	میت کو غسل دینے کا بیان۔	101
۞	میت کو غسل دینے کا طریقہ۔	101
۞	نکتہ۔	106
۞	متفرق مسائل اور احادیث۔	106
۞	میت کے غسل کے تعلق سے ضروری مسائل۔	112
8	آٹھواں باب: ـــــ "میت کے کفن کا بیان"	116
۞	کفن ضرورت۔	117
۞	کفن کفایت۔	117
۞	کفن سنت۔	118
۞	کفن کی مقدار یعنی ناپ۔	118
۞	کفن پہنانے کا سنت طریقہ۔	119
۞	کفن کے تعلق سے ضروری مسائل۔	121
۞	کفن کیسا ہونا چاہیئے۔	125
9	نواں باب: ـــــ "کفن اور قبر میں تبرکات رکھنا"	132
۞	کفن کے ساتھ تبرکات رکھنا۔	133
۞	حضرت انس کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چھڑی (عصا) دفن کی گئی۔	133

Marfat.com

134	حضرت علی کی والدہ حضرت فاطمہ بنت اسد کے لیے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا قمیص کفن میں عطا فرمایا۔	ﷺ
135	حضرت انس بن مالک کی زبان کے نیچے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک رکھے گئے۔	ﷺ
136	حضرت امیر معاویہ کے ساتھ حضور اقدس کا کرتا، ناخن اور موئے مبارک دفن کیے گئے۔	ﷺ
137	حضرت امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی وصیت۔	ﷺ
138	حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت ام کلثوم کے کفن میں اپنا تہبند شریف عطا فرمایا۔	ﷺ
138	ارشادات علماء ومحدثین کرام۔	ﷺ
139	کفن پر کلمۂ شہادت، عہد نامہ وغیرہ لکھنا۔	ﷺ
141	عذاب الٰہی سے نجات کا پروانہ۔	ﷺ
144	دسواں باب : ـــــ "جنازہ لے چلنے کا بیان"	10
145	گھر سے جنازہ اٹھا کر قبرستان لے جانا۔	ﷺ
145	متفرق مسائل اور احادیث کریمہ۔	ﷺ
151	جنازہ دیکھ کر کھڑے ہونے کے بارے میں ضروری وضاحت۔	ﷺ
153	جنازہ دیکھ کر کھڑے ہونے کے تعلق سے پیش کردہ احادیث کی وضاحت۔	ﷺ

Marfat.com

157	جلوس جنازہ میں بلند آواز سے میلاد شریف پڑھنا۔	؏
158	تفصیل مع احادیث کریمہ۔	؏
164	ایک مزید حوالہ۔	؏
168	جنازہ لے چلنے کے متعلق اہم مسائل۔	؏
172	**گیارھواں باب : —— "نماز جنازہ کا بیان"**	**11**
173	نماز جنازہ کیا ہے؟ اور نماز جنازہ پڑھنے کا ثواب۔	؏
176	سب سے پہلی نماز جنازہ۔	؏
176	ام المؤمنین حضرت خدیجہ کی نماز جنازہ نہ پڑھی گئی۔	؏
177	نماز جنازہ پڑھنے کا حکم۔	؏
178	نماز جنازہ کی ادائیگی کی تفصیل۔	؏
178	نماز جنازہ پڑھنا کس پر واجب ہے؟	؏
179	نماز جنازہ کی کیا شرطیں ہیں؟	؏
180	نماز جنازہ کے فرائض اور شرائط۔	؏
180	نماز جنازہ پڑھنے کا طریقہ۔	؏
182	نماز جنازہ کی نیت۔	؏
182	عربی زبان میں کس طرح نیت کریں؟	؏
182	اگر عربی زبان میں نیت یاد نہ ہو تو؟	؏
182	ثنا۔	؏

Marfat.com

✿	درود ابراہیمی۔	183
✿	بالغ مرد اور عورت کے لیے نماز جنازہ کی دعا۔	183
✿	نابالغ بچہ کی نماز جنازہ کی دعا۔	184
✿	نابالغ بچی کی نماز جنازہ کی دعا۔	185
✿	کس کی نماز جنازہ پڑھی جائے اور کس کی نہیں؟	185
✿	نماز جنازہ کے متعلق متفرق مسائل۔	187
✿	نماز جنازہ کہاں پڑھی جائے؟	191
✿	نماز جنازہ پڑھنا مسجد میں منع ہے، اہم نکتہ۔	194
✿	مسجد میں نماز جنازہ کی ممانعت کی وجہ۔	195
✿	میت کو بغیر غسل اور نماز جنازہ کے دفن کر دیا، تو اب کیا کریں؟	199
✿	بغیر غسل دیئے میت کی نماز جنازہ پڑھی تو ہوئی یا نہیں؟	200
✿	نماز جنازہ کے اوقات کی تفصیل۔	200
✿	نماز جنازہ میں میت اور نمازی دونوں کی طہارت۔	204
✿	نماز جنازہ کی امامت کا حق کس کو ہے؟	208
✿	نماز جنازہ میں ولی کا اختیار۔	213
✿	نماز جنازہ کے متعلق ضروری مسائل۔	219
✿	نماز جنازہ کی صف بندی۔	224
✿	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز جنازہ کس طرح پڑھی گئی؟	226

Marfat.com

12	بارھواں باب : ——— ''نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنا''	232
✿	نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنے کا احادیث سے ثبوت۔	233
✿	ضروری نکتہ۔	235
✿	دلیل نمبر ۱۔	236
✿	دلیل نمبر ۲۔	236
✿	تنبیہ اور وضاحت۔	237
✿	نماز جنازہ کے بعد طویل دعا کے تعلق سے وضاحت۔	240
✿	حوالہ نمبر ۱۔	243
✿	حوالہ نمبر ۲۔	244
✿	حوالہ نمبر ۳۔	245
✿	نماز جنازہ کے بعد دعا کرنا مسنون ہے۔	248
13	تیرھواں باب : ——— ''دفن اور قبر کا بیان''	252
✿	میت کو کیسے دفن کریں؟	253
✿	قبر کیسی ہو؟	254
✿	قبر کی قسمیں۔	256
✿	قبر کی پہلی قسم لحد یعنی بغلی۔	256
✿	لحد یعنی بغلی قبر کا نقشہ۔	256

۞	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے لحد بنائی گئی تھی۔	257
۞	قبر کی دوسری قسم شق یعنی صندوق۔	258
۞	شق یعنی صندوق قبر کا نقشہ۔	258
۞	لحد اور صندوق قبر کے متعلق ضروری وضاحت۔	259
۞	قبر اور دفن کے ضروری مسائل۔	259
۞	میت کو قبر میں اتار کر کیسے رکھیں؟	264
۞	مٹی ڈالتے وقت کیا پڑھیں؟	267
۞	مرد کے لیے۔	267
۞	عورت کے لیے۔	268
۞	قبر میں شجرہ شریف اور عہد نامہ رکھنا جائز ہے۔	269
۞	قبر پر پانی چھڑکنا سنت ہے۔	270
۞	قبر پر پانی چھڑکنے کی حکمت۔	271
۞	علامت کے لیے قبر پر پتھر رکھنا مستحب ہے۔	273
۞	پہچان کے لیے قبر پر مدفون کا نام لکھنا۔	275
۞	قبر پر سبز شاخ لگانا، پھول اور چادر ڈالنا۔	278
۞	اولیاء کرام کے مزارات پر قبہ بنانا اور چراغاں کرنا۔	283
۞	اولیاء کرام کے مزارات پر روشنی کرنا۔	286
۞	ضروری وضاحت۔	289

Marfat.com

291	اہم نکتہ۔	۞
294	یہ بھی ذرا سوچو۔	۞
296	مساجد کی آرائش اور زینت کی ممانعت میں احادیث کی وضاحت۔	۞
297	اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرنا۔	۞
301	دفن کرنے کے بعد کے ضروری مسائل۔	۞
301	دفن کرنے کے بعد کتنی دیر تک قبر کے پاس ٹھہرنا چاہیئے؟	۞
303	بعد دفن قبر کو کھولنا۔	۞
305	پرانی قبر میں دوسری میت دفن کرنا۔	۞
307	میت کو منتقل کرنا۔	۞
308	دوسرے کی ملک زمین میں دفن کرنا۔	۞
309	ایک اعتراض اور اس کا جواب۔	۞
311	منکر نکیر کے احوال اور سوال۔	۞
311	منکر نکیر کی بھیانک اور ہیبت ناک صورت کیسی ہوگی؟	۞
313	قبر کا مردے کو دبانا (دبوچنا) اور منکر نکیر کے سوالات۔	۞
314	صحیح العقیدہ مسلمان کیا جواب دے گا اور اس پر کیا انعامات ہوں گے؟	۞
314	کافر اور بد مذہب صحیح جواب نہ دے گا اور اس پر کیا عذاب ہوگا؟	۞
317	منکر نکیر کے سوالات کے وقت شیطان دھوکہ دینے قبر میں آتا ہے۔	۞
320	چودھواں باب: —— **"بعد دفن تلقین کا بیان"**	14

Marfat.com

۞	تلقین کا بیان۔	321
۞	بعد دفن تلقین کا مقصد۔	321
۞	بعد دفن تلقین کرنے کے ثبوت میں حدیث۔	322
۞	تلقین کی حدیث کے آگے کے الفاظ اور حدیث کی سند۔	323
۞	تلقین کے تعلق سے فقہائے کرام کے اقوال۔	324
15	پندرھواں باب: ——— ''اذان قبر''	326
۞	بعد دفن قبر پر اذان دینا جائز ہے۔	327
۞	اذان قبر کے جواز کی پہلی دلیل۔	327
۞	اذان قبر کے جواز کی دوسری دلیل۔	330
۞	اذان قبر کے جواز کی تیسری دلیل۔	335
۞	اذان کے کلمات نکیرین کے سوالات کے جوابات سکھاتے ہیں۔	336
۞	اذان قبر پر جاہلانہ اعتراض اور اس کا علمی جواب۔	338
۞	اس جواب پر منکرین کا مضحکہ خیز اعتراض۔	339
۞	جواب اعتراض۔	340
16	سولھواں باب: ——— ''تعزیت کا بیان''	344
۞	تعزیت کی فضیلت میں احادیث کریمہ۔	345
۞	تعزیت سے متعلق اہم مسائل۔	345
۞	نوحہ یعنی بلند آواز سے رونا، پیٹنا، چلانا۔	348

☜	نوحہ بالا جماع حرام ہے۔	348
☜	نوحہ کی مذمت میں احادیث کریمہ۔	349
☜	نوحہ کرنے سے مردہ روتا ہے اور تکلیف محسوس کرتا ہے۔	350
17	**ستر ھواں باب : ــــــ ''سوگ اور عدت کا بیان''**	352
☜	عورت پر عدت واجب ہے۔	353
☜	عدت میں عورت کو کیا کیا کام منع ہیں؟	353
☜	شوہر کے علاوہ کسی کی موت پر تین دن سے زیادہ سوگ منع ہے۔	355
☜	عدت کی مدت۔	356
☜	اگر عورت حاملہ ہے تو اس کی عدت کی مدت۔	356
☜	عدت میں نکاح کرنا بلکہ نکاح کا پیغام دینا بھی حرام ہے۔	357
☜	عورت عدت کے دن کہاں گزارے؟	358
☜	موت کی عدت کے درمیان عورت گھر سے باہر نکل سکتی ہے یا نہیں؟	358
☜	عدت کے متعلق ضروری مسائل۔	359
18	**اٹھارھواں باب : ــــــ ''نماز جنازہ کی تکرار''**	362
☜	نماز جنازہ کی تکرار نا جائز اور غیر مشروع ہے۔	363
☜	نماز جنازہ کی تکرار کی ممانعت میں چھ معتبر کتابوں کے حوالے۔	363
☜	مزید حوالوں کی وضاحت۔	366

Marfat.com

368	ضروری ہدایت۔	۞
368	ایک اہم نکتہ۔	۞
369	نماز جنازہ کی تکرار کی ممانعت میں احادیث کریمہ کے دلائل۔	۞
374	تیمّم کر کے نماز جنازہ پڑھنے کے تعلق سے روایات۔	۞
376	**انیسواں باب: —— "غائبانہ نماز جنازہ"**	**19**
377	غائبانہ نماز جنازہ پڑھنا منع ہے۔	۞
377	نکتہ۔	۞
378	غائبانہ نماز جنازہ کے ممنوع ہونے پر تین معتبر حوالے۔	۞
379	مزید حوالوں کی کتابوں کے نام۔	۞
380	عام طور پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے زمانۂ اقدس میں غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھی۔	۞
383	تین مواقع میں حضور اقدس نے غائب کی نماز جنازہ کیوں پڑھی؟	۞
383	نجاشی بادشاہ کا واقعہ۔	۞
384	نجاشی بادشاہ کا جنازہ حضور اقدس کے سامنے حاضر کر دیا گیا تھا۔	۞
387	حضرت معاویہ لیثی کا واقعہ۔	۞
388	حدیث: حضرت جبرئیل نے اپنا پر مار کر زمین ہموار کر دی اور حضرت معاویہ لیثی کا جنازہ حضور کے سامنے ہو گیا۔	۞
389	نکتہ۔	۞

Marfat.com

390	حضرت جبرئیل نے جنازہ حاضر کر دینے کی خدمت انجام دینے کی عرض کیوں کی؟	ﷺ
391	حضور اقدس نے غائب کی نماز جنازہ پڑھی اس کی وجہ۔	ﷺ
392	موت کے بعد کیا؟	ﷺ
395	ماخذ و مراجع۔	ﷺ

Marfat.com

تقریظ جلیل

از: خلیفۂ مفتی اعظم ہند، اشرف العلماء، حضرت مولانا مفتی مجیب اشرف صاحب قبلہ، بانی ومہتمم الجامعہ الرضویہ دار العلوم امجدیہ، ناگپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

برادر طریقت، **حضرت مولانا عبد الستار قادری**، برکاتی، نوری، زید مجدہ کی شخصیت پورے ملک میں جانی پہچانی جاتی ہے، بہت سی کتابوں کے کامیاب مصنف ہیں، میرے خیال سے گجراتی اور اردو زبانوں میں ایک سو سے زیادہ کتابیں آپ لکھ چکے ہیں، آپ کے لکھنے کا انداز دلچسپ اور انوکھا ہوتا ہے، ہر بات کی توضیح وتفصیل اس انداز سے ہوتی ہے کہ کم سے کم پڑھا لکھا آدمی اس کو آسانی کے ساتھ سمجھ لیتا ہے۔

ابھی ماضی قریب میں آپ کی ایک کتاب بنام ''**مومن کی نماز**'' اردو، گجراتی، ہندی اور انگریزی چار زبانوں میں شائع ہوئی، اور ملک وبیرون ملک ہاتھوں ہاتھ لی گئی۔ عوام وخواص سب نے یکساں پسند کیا، اب ''**مومن کی وفات**'' جو موصوف کی نئی تصنیف ہے، اس کتاب کو میں نے دو چار مقامات سے پڑھا، پوری کتاب پڑھنے کا موقع نہ مل سکا، لیکن جتنا پڑھا اس کو صحیح پایا۔

مجھے امید ہے کہ یہ کتاب بھی شرف قبول پائے گی اور اہل علم قدر کی نگاہوں سے دیکھیں گے، اور مولانا موصوف کو دعاؤں سے نوازیں گے، میں بھی دعا کرتا ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل موصوف کو آفات روزگار سے

Marfat.com

بچائے اور ان کے مقاصد خیر میں کامیابی عطا فرمائے، نیز کتاب مذکور کو ان کے لیے توشۂ آخرت اور پڑھنے والوں کے لیے باعث عبرت بنائے۔

آمین ثم آمین بجاہ النبی الکریم علیہ التحیۃ و التسلیم۔

محمد مجیب اشرف غفر اللہ لہ
بانی و مہتمم الجامعہ الرضویہ دار العلوم امجدیہ
ناگپور

۳/رمضان المبارک ۱۴۲۶ھ
مطابق
۸/اکتوبر ۲۰۰۵ء روز شنبہ

Marfat.com

تقریظ جلیل

از: خلیفۂ مفتی اعظم ہند، عالم جلیل، حضرت علامہ مفتی اشرف رضا صاحب قبلہ، صدر مفتی ادارۂ شرعیہ، مہاراشٹر، بمبئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین و الصلوٰۃ و السلام علیٰ سیدنا و مولانا محمد وعلی آلہ و اصحابہ و اتباعہ و بارک وسلم الف الف مرۃ فی کل لمحۃ و لحظۃ الیٰ یوم الدین

ناشر اسلام وسنیت، ناصر مسلک اعلیٰ حضرت، مناظر اہل سنت، ماہر رضویات، حضرت، علامہ، الحاج عبد الستار صاحب ہمدانی ''مصروفؔ'' قادری برکاتی نوری مدظلہ النوری کی کئی تصنیف وتالیف دیکھنے کو ملی۔ نافع ومفید پایا۔ انہیں میں ''مومن کی وفات'' کا بیشتر حصہ پڑھا ماشاء اللہ ان کی ندرت ترتیب، سہل ترین انداز مفید سے مفید تر مباحث و مسائل کا انتخاب لائق تحسین وقابل تبریک ہے۔ قرآن وحدیث، فقہ وفتاوی اور سیر و اخلاق کی درجنوں کتابوں بالخصوص اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، امام اہل سنت، مجدد دین وملت، واصف شاہ ہدیٰ سیدنا امام احمد رضا قادری رضی اللہ عنہ کے فتاوی ورسائل سے مبرہن ومدلل فرمایا۔ مولیٰ تعالیٰ عزوجل اپنے حبیب ومحبوب، دانائے جمیع خفایا وغیوب، منزہ عن الخطاء والعیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وازواجہ واصولہ وفروعہ وبارک وسلم کے صدقہ وطفیل شرف قبولیت عطا فرمائے۔ اور حضرت مولانا ہمدانی مصروفؔ کو جو واقعی ہمہ اوقات مصروف ہیں، خدمت دین واشاعت کتب کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔

Marfat.com

مرکز اہل سنت برکات رضا پور بندر کی اہم مطبوعات مثلاً نسیم الریاض، جواہر البحار، جامع کرامات اولیاء، وفاء الوفاء، المواہب اللدنیہ، شرح مسلم، فتاوی رضویہ مترجم، مدارج النبوۃ وغیرہم لوجہ اللہ موصول ہوئیں۔ جزاہ اللہ تعالیٰ فی الدارین خیرا۔ مرکز کی اہم مطبوعات پاکر دل وجان اور قلب وروح کو راحت حاصل ہوتی رہتی ہے۔

مرکز حاضر ہوا، یہاں کے انتظامی امور وطریقہ کار اور علم دوستی نے بہت متاثر کیا۔ ان کا شعبہ نشر واشاعت عزم کئے بیٹھا ہے کہ ہم محامد مصطفیٰ ﷺ وتائید اہل سنت و الجماعت کی اہم سے اہم کتابیں علماء وعوام کو ان کے ذوق کے مطابق ان کے ہاتھوں میں دیدیں گے۔ غیر ملکی مطبوعات کے مقابل ان کی مطبوعات کی قیمت آٹے میں نمک کے برابر ہے۔ دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ قادر وقدیر عزوجل اپنے حبیب، محبوب اور قاسم ومختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وازواجہ واصولہ وفروعہ وبارک وسلم کے صدقہ روح القدس کے ذریعہ ان کی تائید فرمائے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیہ بارك وسلم۔ حسبنا اللہ ونعم الوکیل، نعم المولیٰ و نعم النصیر۔

عبید المصطفیٰ فقیر اشرف رضا قادری صدیقی غفرلہ

خادم الافتاء والقضاء ادارۂ شرعیہ مہاراشٹرا۔ بمبئی ۸

وارد حال: مرکز اہل سنت برکات رضا، پور بندر۔ گجرات

۱۷ ربیع النور ۱۴۲۵ھ

Marfat.com

تاثر

ماہر علوم احادیث، صاحب تصانیف جلیلہ، حضرت علامہ مولانا محمد عیسیٰ رضوی صاحب، صدر المدرسین الجامعۃ الرضویہ، گرسہائے گنج، ضلع قنوج (یوپی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

موت کی صداقت وسچائی ہر جاندار کو تسلیم ہے، ہر ذی روح کو موت کا تلخ احساس ہے۔ خواہ وہ عقل وادراک والے ہوں یا بے علم و بے شعور والے، ہر عہد اور ہر زمانے میں جاندار پر موت کا خوف مسلط رہا، ہر جان کو موت سے بچنے کی فکر دامن گیر رہی لیکن اس سے کسی کو آج تک رستگاری نہ ملی اور نہ مل سکتی ہے، البتہ انسانی دنیا میں موت کے اسباب وعلل تلاش کیے گئے اور اسے فکر ونظر اور فہم وفراست کے ترازو میں تولنے کی کوشش کی گئی مگر عقل انسانی اس بات سے حیران وششدر رہ گئی کہ آخر موت کیا چیز ہے؟

کسی نے کہا کہ جسم انسانی میں دوڑتے ہوئے خون کا نام زندگی اور اس کے فقدان ومنجمد ہونے کا نام موت ہے، کسی نے کہا کہ حرکت قلب کا نام حیات اور اس کے بند ہو جانے کا نام موت ہے۔ حالاں کہ یہ سب موت نہیں بلکہ موت کے عوارض ہیں۔ موت وحیات کی تشریح میں یہ ان لوگوں کا ذہنی اختراع اور قیاس آرائیاں ہیں، جو اسلام وشریعت کے دامن رحمت سے منسلک و وابستہ نہ ہوئے اور جنھیں تلاش حق کی توفیق نہ ملی، مگر وہ لوگ جن کے قلوب واذہان میں ایمان ویقین کی شمع روشن وفروزاں ہے، جو اسلامیات کے حقائق ومعارف سے واقف و آشنا ہیں، وہ بخوبی جانتے ہیں کہ موت وحیات دونوں وجودی شئی ہیں، دونوں خدا کی پیدا کردہ اور مخلوق ہیں، ان کے ذریعہ سے انسانوں کو آزمایا گیا کہ کون ایمان وعمل کی منزل میں حسن

Marfat.com

کارکردگی کا مظاہرہ کرتا ہےاورکون ان سے انحراف وروگردانی کرتا ہے۔

اسلامی عقیدہ اورنظریہ یہ ہے کہ روح خدا کا ایک امراورحکم ہے۔ جب تک یہ انسان یا حیوان کے جسم عنصری میں موجود ہے تو اسے زندگی کی قیمتی دولت حاصل ہےاور جب یہ جسم سے جدا ہوجائے تو یہی اس کی موت ہے، حیوان وجاندار کے جسم عنصری سے روح کی جدائی ہی کوموت کہا جاتا ہے، خارجی عوارض کا نام ہرگز موت نہیں۔

اسلامی نقطۂ نظر سے موت وحیات کے حقائق وسچائیاں تسلیم کرلینے کے بعد یہ ماننا پڑے گا کہ انسان جب تک دنیا میں زندہ رہتا ہےاس پرشریعت مطہرہ کےاحکام وقوانین نافذو عائد ہوتے ہیں، شریعت اسلامیہ نے جوراہیں متعین کی ہیں انسان کوعمل استقامت کے ساتھ ان پرگامزن رہنا لازم وضروری ہوتا ہے۔ اور جب انسان مرجاتا ہےتو وہ تو شرعی دنیاوی تقاضوں اور پابندیوں سے نجات وچھٹکارا پالیتا ہے مگر جواس کے وارث اورآس پڑوس والے دوسرے مسلمان ہوتے ہیں ان پراس میت کے تعلق سے کچھ احکام وذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں، جن سے اس کے وارث یادیگر مسلمانوں کا عہدہ برآ ہونا ضروری قرار پاتا ہے۔ یعنی ایک مسلمان کی موت کے بعد یہ مسائل سامنے آتے ہیں کہ:

- تجہیز وتکفین کس طرح کی جائے؟
- تدفین وتلقین کا طریقہ کیا ہے؟
- جنازے کی نماز ادا کرنا کس درجہ ضروری ہے؟
- نماز جنازہ کے تعلق سے دیگر مسائل کیا کیا ہیں؟
- نماز جنازہ صرف حاضر ہی کی ہوتی ہے یا غائب کی بھی ہوسکتی ہے؟
- میت کودفن کرنے کے بعد قبر پراذان دینا سنت ومستحب ہے یانہیں؟
- مردے کوایصال ثواب کرنا جائز ہے یانہیں؟

Marfat.com

- تعزیت کا طریقہ کیا ہے اور وہ سنت ہے یا مستحب؟ وغیرہ وغیرہ

زیرِ نظر کتاب ''**مومن کی وفات**'' میں آپ کو مذکورہ تمام مسائل کا مفصل و واضح بیان مستند ومعتبر کتابوں کے حوالوں کی روشنی میں ملے گا، اس کتاب کا ہر صفحہ ان مسائل واحکام میں آپ کی الجھنوں کا حل پیش کرے گا۔

یہ حسین وجمیل اور تحقیقی کتاب مناظر اہل سنت، مفکر ملت، ناشر مسلک اعلیٰ حضرت، **حضرت علامہ عبدالستار ہمدانی ''مصروف''** برکاتی نوری رضوی کی ایک منفرد اور عظیم خوبصورت کاوش ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ کتاب قبولیت عام سے سرفراز و شرفیاب ہوگی۔ اور اسے پسندیدگی کی نظروں سے دیکھا جائے گا۔ فقہ وفتاوی کی کتابوں میں تجہیز و تکفین اور نماز جنازہ سے متعلق مسائل موجود تو ہیں مگر اس شرح وبسط اور تفصیل کے ساتھ کسی ایک کتاب میں موجود نہیں اور یہ کہ وہ سب کتابیں ہر ایک کی دسترس ومطالعہ میں بھی نہیں ہیں۔

علامہ ہمدانی صاحب نے تجہیز و تکفین سے متعلق مختلف ابحاث و مسائل کو زیر مطالعہ کتاب ''**مومن کی وفات**'' میں ڈھیر ساری کتابوں کے حوالوں سے یکجا ومجتمع فرما دیا ہے جو فقہ اسلامی کی متعدد کتابوں میں منتشر ہیں خصوصاً اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کی بعض تصانیف ورسائل سے جس انداز سے استفادہ کیا گیا ہے وہ بھی یقیناً سراہنے کے لائق ہے اس لیے علامہ ہمدانی صاحب پوری ملت کی طرف سے قابل مبارکباد اور مستحق صد تحسین ہیں۔

فجزاه الله خير الجزاء۔

ہماری جماعت میں علامہ ہمدانی صاحب کی شخصیت ایک باوقار محقق، عظیم مناظر، جلیل القدر وسنجیدہ مصنف، دوررس مفکر، قوم وملت اور مذہب اہل سنت ومسلک اعلیٰ حضرت کی بہی خواہ کی حیثیت سے ابھری اور دیکھتے ہی افق سنیت پر چھا گئی، ان کی قلمی واشاعتی خدمات اور مرکز اہل سنت برکات رضا کا قیام اور اس ادارہ کے حوالے سے جو کارہائے نمایاں منصۂ شہود پر

Marfat.com

آے وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں، مستقبل کا مورخ ان کی دینی وعلمی خدمات کوضرور اپنی تاریخ کی زینت بنائے گا، رب کائنات انھیں عمر فاروق کا جوش و جذبہ اور خالد بن ولید کی شجاعت وہمت کا پیکر بنائے ،آمین!

محمد عیسیٰ رضوی قادری

الجامعۃ الرضویہ مظہر العلوم

گرسہائے گنج ،قنوج (یوپی)

نزیل

مرکز اہل سنت برکات رضا

پور بندر، گجرات

۱۶/شعبان المعظم ۱۴۲۶ھ

۲۱/ستمبر ۲۰۰۵ء

Marfat.com

تقریظ جلیل

خلیفۂ مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مولانا مفتی محمد مطیع الرحمٰن صاحب قبلہ، صدر مفتی ادارۂ شرعیہ کرناٹک، بنگلور۔

بسم الله الرحمن الرحیم

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم

برادر طریقت حضرت مولانا عبدالستار ہمدانی مدظلہ سے مجھے تقریباً تیس سالہ ملاقات کا شرف حاصل ہے مگر آج وہ مختلف الجہات خدمت دین وسنیت اور حفاظت مسلک اعلیٰ حضرت کی بدولت پورے برصغیر بلکہ اس سے آگے یورپ وافریقہ تک میں اپنی ایک مخصوص شناخت کے ساتھ جانے مانے جاتے ہیں۔ ابھی ملک پور ضلع کٹیہار کے تاریخ ساز کامیاب مناظرہ کے سلسلہ میں ان کی جدو جہد اور علمی و مالی قربانیاں ناقابل فراموش ہیں۔ چار پانچ سال ہوئے ان کی تصنیف ''مومن کی نماز'' جو عمومی مسائل پر حاوی ہونے کے ساتھ ساتھ نادراً پیش آمدہ صورتوں کے حل پر مشتمل اور سہل نگاری میں اپنی مثال آپ ہے، جابجا سے دیکھی تھی۔ آج ''مومن کی وفات'' کا مسودہ میرے سامنے ہے جس میں انہوں نے احادیث وفقہ کی مستند کتابوں، بالخصوص ''بہار شریعت'' اور ''فتاوی رضویہ'' کے حوالوں کے التزام کے ساتھ موضوع کا پورا پورا حق ادا کرتے ہوئے بھی سہل نگاری میں کوئی فرق نہیں آنے دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ برادر موصوف کی اس محنت کو بھی شرف قبولیت سے سرفراز فرمائے، ان سے مزید دین کی خدمتیں لے اور عام مسلمانوں کو ان کے فیوض وبرکات سے متمتع فرمائے، آمین۔

۳ رشوال المکرم ۱۴۲۶ھ

فقیر محمد مطیع الرحمٰن رضوی غفرلہ

Marfat.com

تقریظ جلیل

خلیفۂ مفتی اعظم ہند و خلیفۂ محدث اعظم ہند حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اشفاق صاحب قبلہ، مفتی اعظم راجستھان، دار العلوم اسحاقیہ، جودھپور

نحمده ونصلی و نسلم علی حبیبه الکریم۔

حضرت مولانا عبدالستار صاحب ہمدانی زید مجدہ ہماری جماعت کے ایک فعال اور وسیع المطالعہ عالم باعمل ہیں۔ جن کی پچھلی ۲۰/۲۵ سالہ زندگی کا روشن باب زریں حروف میں لکھنے کے لائق ہے۔ رد وہابیت میں موصوف کی قابل افتخار خدمات ملت کا باہوش طبقہ کبھی فراموش نہیں کرسکتا۔ تقریر و تحریر دونوں میدان کے شہسوار موصوف ہمہ وقت ملت بیضاء کی خدمت میں مصروف رہتے ہیں۔ آپ کی تقاریر نے جہاں خوش عقیدہ فرزندان توحید کے ایمان و عقیدہ کا تحفظ کیا۔ وہیں کم خواندہ برگشۂ راہ ہدیٰ کو راہ راست پر لانے میں اہم رول نبھایا۔

موصوف کی تقاریر دلائل و براہین سے مزین ہو کر دلوں کی دنیا کو آراستہ و پیراستہ کرتی رہیں۔ وہیں وہابیت کے جراثیم کا بھی قلعہ قمع کرتی رہیں۔ تقاریر کے ساتھ ساتھ فروغ سنیت اور احقاق حق و ابطال باطل میں موصوف کی مساعی جلیلہ بھی قابل تقلید ہیں۔ صدہا آسان اردو میں کتب تحریر فرما کر مفت تقسیم کرنا، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی عبقری شخصیت سے خوش عقیدہ فرزندان توحید کو روشناس کروانا اور آپ کی فقید المثال تبحر علمی شخصیت کو حزب مخالف کے سامنے پیش کر کے ان کو سوچنے پر مجبور کرنا، موصوف کا ایسا کارنامہ ہے، جو زرین حروف میں لکھا جائے گا۔ سیرت طیبہ پر مشتمل نایاب عربی کتب

Marfat.com

اکابر کو طبع کروا کر عرب دنیا میں مفت تقسیم کروانا، اور خوش عقیدہ علماء عرب سے روابط قائم کر کے ان کو سیرت طیبہ کی نایاب کتب عربی تحفۃً پیش کر کے عظمت محبوب داور ﷺ کو اجاگر کرنے کی ترغیب دینا، اپنی مثال آپ ہے۔ یہ وہ خدمات جلیلہ ہیں جن کو ملت بیضاء ہمیشہ یاد رکھے گی۔ اور آنے والا مورخ آپ کی فروغ سنت وتوضیح مسلک اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ پر مشتمل خدمات جلیلہ کو نمایاں مقام دے گا۔

موصوف تحفظ سنت اور ناموس رسالت پر کئی ایک نایاب کتب تحریر کر کے عاشق مسلک اعلیٰ حضرت اور شیفتۂ محبت رسول کا واضح ثبوت دے چکے ہیں۔ مع ذالك آپ کا برق بار قلم تا ہنوز رواں دواں ہے۔ رب العزت آپ کے قلم و بیان میں اور زور مرحمت فرمائے۔ رد وہابیت میں جہاں آپ نے فقید المثال خدمات پیش کی ہیں، وہیں اصلاح معاشرہ کے لئے بھی ہمہ وقت کوشاں رہتے ہیں۔

اسی سلسلۃ الذہب کی زریں کڑی ''مؤمن کی وفات'' نامی کتاب کی تالیف ہے۔ ''مؤمن کی وفات'' نامی کتاب بڑے شستہ انداز میں ترتیب دے کر دلائل وحکم سے مزین کر کے منصۂ شہود پر جلوہ بار کی ہے۔ جس میں بندۂ مومن کو بڑے پاکیزہ و حکیمانہ انداز میں ذہن نشین کروایا گیا ہے، کہ اعمال صالحہ انجام دیکر ہی انسان اپنے خالق ومالک کی خوشنودیاں حاصل کر سکتا ہے۔ اتباع رسول بندۂ مومن کی فیروزمندی کا سرمایۂ لازوال ہے۔ اور اطاعت رسول ابندۂ مومن کی کامرانی ونجات کا طرۂ امتیاز ہے۔ اس فکری پیام ودرس کے ساتھ ساتھ احادیث نبویہ کی روشنی میں کئی ایک اختلافی مسائل کا بہترین حل بھی پیش کیا ہے۔ جس سے مسلک اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا مبنی برحق ہونا اظہر من الشمس ہوتا ہے، کتاب کی زبان عام فہم اور سلیس ہے۔ ہر شخص بآسانی اس کے

Marfat.com

درِ نایاب کو سمجھ سکتا ہے۔ ''ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ''

آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ کے دلائل سے اہم مسائل کو ذہن نشین کرانے کی پاکیزہ کوشش کی گئی ہے۔ موصوف کا اسلوب بیان وتحریر دونوں بے حد دلکش ہیں۔ جس سے قاری کے دل پر گہرا اثر مرتب ہوتا ہے۔ وہ چند لمحوں کے لیے وادئ حقیقت کا سالک بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے قلم میں اور زیادہ تاثیر پیدا فرمائے۔ آمین

کتاب ''مؤمن کی وفات'' کو جستہ جستہ ملاحظہ کیا ہے۔ ضعیفی کے باعث بالاستیعاب دیکھ نہ سکا مگر رب کی ذات والا پر پورا یقین ہے کہ یہ کتاب بھی موصوف کی سابقہ کتب کی مانند مقبول عام اور شرف قبولیت کا مقام پائے گی۔

میری رب العزت کی بارگاہ عالیہ میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف کو صحت و عافیت کے ساتھ عمر خضر عطا فرمائے۔ تاکہ ملت بیضاء کی زیادہ سے زیادہ خدمات انجام دیتے رہیں۔ اور مسلک اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے فروغ میں ہمہ وقت سرگرم عمل رہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو سدا باغ و بہار رکھے۔ آمین

أَرَى الْعَيْشَ كَنْزاً نَاقِصاً كُلَّ لَيْلَةٍ
وَمَا تَنْقُصُ الْأَيَّامُ وَالدَّهْرُ يَنْفَدُ

دعا گو:-

فقیر محمد اشفاق حسین نعیمی غفرلہ

مفتی اعظم راجستھان
و
شیخ الجامعہ الاسحاقیہ، جودھپور
(راجستھان)

۲۰/رمضان المبارک، ۱۴۲۶ھ

مطابق: ۲۵/اکتوبر، ۲۰۰۵ء، بروز یک شنبہ

Marfat.com

تقدیم

فاضل جلیل، عالم نبیل، ماہر علم حدیث، حضرت علامہ ومولانا نعمان اعظمی صاحب، فاضل جامعہ ازہر، مصر

یوں تو دنیا میں بے شمار ادیان و مذاہب کے ماننے والے موجود ہیں۔ اور ہر مذہب میں انسانی زندگی سے متعلق کچھ اصول وضابطے اور قواعد وقوانین ہیں۔ ایسے ہی ہر مذہب میں انسان کی موت کے سلسلہ میں اور اس کے بعد کے لیے بھی کچھ مخصوص عقائد و نظریات ہیں۔ اور ہر مذہب میں انسانی جسم کی موت کے بعد کچھ رسم ورواج بھی ہیں۔ اس وقت ہمیں ان پر کسی تنقید وتبصرہ کے بغیر صرف اسلامی قوانین کے ان پہلوؤں کو اجاگر کرنا ہے، جو انسانی زندگی کے اختتام سے متعلق ہیں۔

اسلامی نظریہ یہ ہے کہ انسان اس دنیا میں ہمیشہ رہنے کے لیے نہیں آیا، بلکہ اس کی حیثیت یہاں فقط ایک مسافر جیسی ہے، جو برابر اپنی منزل طے کر رہا ہے، اور پھر ایک مخصوص مدت گزار کر اسے یہاں سے دوسری دنیا کی طرف کوچ کر جانا ہے۔ مگر اسی کے ساتھ یہ نظریہ بھی اسلامی ہے کہ انسان اپنی ظاہری زندگی کے فنا ہونے کے ساتھ ہمیشہ کے لیے فنا نہیں ہو جاتا، بلکہ اس کے بعد اسے دوبارہ زندہ ہونا ہے، اور اپنی دنیاوی زندگی کا حساب دینا ہے۔

مگر واضح رہے کہ ایسا بھی نہیں کہ یہ انسان جو آج روئے زمین پر دو پاؤں سے چلتا ہے، دو ہاتھوں سے پکڑتا ہے، زبان سے کلام کرتا ہے اور عقل وشعور کا مالک ہے۔ کل دوبارہ اٹھائے جانے کے وقت وہ چار ٹانگوں والا ہو جائے، بے عقل و بے شعور چوپایہ

میں تبدیل ہو جائے، بلکہ جو روح جس بدن میں تھی، اسی میں دوبارہ داخل ہو گی، اس دنیا میں کسی انسان کی روح اگلی دنیا میں کسی حیوان، جماد اور نبات میں سرایت کر جائے، ایسا ہر گز نہیں۔

روح جو کچھ عمل کرتی ہے وہ اپنے خالق کے حکم سے کرتی ہے۔ یہی اسلامی نظریہ اور قرآنی فیصلہ ہے۔ روح بغیر حکم الٰہی کسی جسم سے نکل نہیں سکتی تو بھلا کسی غیر کے جسم میں ازخود داخل کیوں کر ہو سکتی ہے؟

۞ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتَابًا مُّؤَجَّلًا، وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْآخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَ سَنَجْزِی الشّٰكِرِيْنَ''۔ (سورة آل عمران، آية :١٤٥)

ترجمہ: ''اور کوئی جان بے حکم خدا مر نہیں سکتی، سب کا وقت لکھا رکھا ہے۔ اور جو دنیا کا انعام چاہے ہم اس میں سے اسے دیں اور جو آخرت کا انعام چاہے، ہم اس میں سے اسے دیں اور قریب ہے کہ ہم شکر والوں کو صلہ (بدلہ) عطا کریں۔'' (کنز الایمان)

انسانی زندگی کے اختتام پر میت کے لیے اسلام نے جو اصول بنائے ہیں، وہ قابل ستائش اور لائق مطالعہ ہیں۔

بعض مذہب میں مرنے کے بعد انسانی جسم (مردہ) کو کسی سہارے کھڑا کر کے چاروں طرف سے دیواریں چن دی جاتی ہیں۔ اور بعض دیگر مذہب میں مردہ انسانی جسم کو نذر آتش کر دیا جاتا ہے، مگر اسلام نے میت کو زیر زمین دفن کرنے کا جو نظام بنایا ہے، اس پر غور کریں گے تو سائنٹفک طور چند اہم فائدے کھل کر سامنے آئیں گے، جو صرف مسلمان نہیں بلکہ پوری دنیا کے مفاد میں ہیں۔

آلودگی آج پوری دنیا میں موضوع بحث بنا ہوا ہے، آلودگی (Pollution) کے خاتمہ پر بڑی بڑی کانفرنسیں بلائی جارہی ہیں۔ آب و ہوا کو صاف ستھری اور فضا کو آلودگی سے بچانے کے لیے مہم چلائی جارہی ہے۔ آلودگی کے منفی اثرات جو صحت انسانی پر مرتب ہوتے ہیں، اس کے دفاع کے لیے آج سائنس داں حیران ہیں۔

مگر آپ غور کریں کہ انسان کی مردہ لاش کو منوں لکڑیوں کے ڈھیر پر رکھ کر آگ دینے میں کتنی آلودگی پھیل سکتی ہے؟

برخلاف اس کے مردہ مسلم کی لاش ٹنوں مٹی کے نیچے پاک وصاف کر کے چھپا دی جاتی ہے۔ جس سے نہ فضا آلودہ ہوتی ہے، نہ کسی طرح کا تعفن پھیلتا ہے، اور نہ ہی جسم انسانی کی اہانت ہوتی ہے۔

ایسے ہی آپ اسلامی قوانین کے ایک ایک پہلو پر نظر کرتے چلے جائیں، تو آپ پر اس کی حقانیت اور سچائی کا راز کھلتا چلا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہمیں اسلام و ایمان کی دولت سے نوازا، اور ہم کو وہ اعلیٰ نظام حیات عطا کیا جو دنیا کے کسی دوسرے دین و مذہب میں ہرگز نہیں۔

اب یہیں سے یہ واضح ہوگیا کہ پھر اہل اسلام کو ان قوانین اور شعبہ حیات و ممات سے متعلق ضابطوں سے اچھی طرح باخبر کرنا کتنا اہم اور ناگزیر ہے۔ ان پڑھ اور غیر اسلامی معاشرہ میں پلنے والے مسلمانوں کو موت، کفن، دفن اور اس سے متعلق ضروری مسائل پر مطلع کرنا ضروری ہے، تاکہ امت مسلمہ کا ہر ہر فرد جان لے کہ اس کی زندگی کے خاتمہ پر کیا کیا کرنا ہے۔

زیر نظر کتاب ''مومن کی وفات'' فاضل جلیل حضرت علامہ عبدالستار ہمدانی،

Marfat.com

نوری، برکاتی (حفظه الله) نے اسی مقصد کے تحت ترتیب دی ہے، اس کتاب کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ ان تمام مسائل کو محیط ہے جو انسان کے نزع کے وقت سے لے کر قبر تک پہنچنے میں درپیش ہوتے ہیں۔ اور حالت نزع سے لے کر تجہیز و تکفین کے جتنے بھی مراحل ہیں سب کے مسائل واضح اور سلیس انداز میں قلم بند کر دیا ہے، اور سب سے زیادہ استفادہ سیدی اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت **امام احمد رضا** خاں قادری بریلوی (علیہ الرحمۃ والرضوان) کی مشہور زمانہ اسلامی انسائیکلوپیڈیا ''**العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ**'' سے کیا ہے، اور یہی اس کتاب اور اس کے مصنف کی ثقاہت کی ضمانت ہے۔

اختلافی مسائل جو بعض مخالفین نے اٹھائے ہیں، ان کا شافی جواب اور مسئلہ کی وضاحت کے بعد نتیجہ کے طور پر صحیح طریقہ کار، اسلامی عقائد اور قرآن و سنت کے مطابق پیش کیا ہے۔

مثلاً: حالت نزع میں مرنے والے کو کلمہ طیبہ ''لَاۤ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' تلقین کرنا۔

جب کہ مخالفین کی ضد ہے کہ صرف ''لَاۤ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ'' ہی سکھانا چاہیئے کہ یہی حدیث میں وارد ہے۔

عقلمندو! جب صرف ''لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کے اقرار سے بندہ مومن نہیں ہو سکتا ہے تا آں کہ '' مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ '' کا بھی اقرار کر لے، تو بھلا مرنے کے وقت نصف کلمہ کے اقرار پر ایمان کی موت کیسے مرے گا؟

- اسی طرح مومن کی میت کے ساتھ کفن یا قبر میں بزرگوں کے تبرکات رکھنا۔
- میت کی پیشانی یا کفن پر انگلی سے کلمہ طیبہ لکھنا۔
- کسی کا جنازہ دیکھ کر تعظیم کے لیے کھڑا ہونا۔

Marfat.com

- جنازہ کے ساتھ نعت رسول یا دوسرے اوراد و وظائف کا ورد کرنا۔
- قبر پر ہری شاخ، پھول پنکھڑیاں ڈالنا۔
- مزارات اولیاء وصالحین پر قبہ اور نشانی کے لیے تختی لگانا۔
- دفن کے بعد اہل خانہ، متعلقین ومتوسلین کو صبر وشکر اور راضی برضائے الٰہی کی تلقین کرنا۔
- دفن کے بعد قبر پر اذان دینا۔
- نماز جنازہ کی تکرار کے مسائل اور اس کی صورتیں۔
- میت پر غائبانہ نماز جنازہ ادا کرنا۔

ان کے علاوہ اور دیگر اختلافی مسائل پر سیر حاصل بحث جو فاضل مصنف نے کتب احادیث وفقہ اور اقوال ائمہ سے نقل کی ہے وہ انھیں کا حصہ ہے۔ جن کو آپ انھیں کے قلم سے اس کتاب کے اندر مختلف ابواب کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔ یہاں ان پر تبصرہ موزونیت سے خالی ہے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل اس کتاب کو عوام وخواص کے لیے نفع بخش اور مصنف کے لیے اجر جزیل کا باعث بنائے۔ اور مجھے خدمت دین وعلم کی توفیق بخشے (آمین)۔

وصلی اللهم علی سیدنا محمد وآله وصحبه وبارك وسلم۔

رمضان المبارک ۱۴۲۶ھ — طالب دعا

مطابق — **نعمان اعظمی ازہری**

اکتوبر ۲۰۰۵ء — مرکز اہل سنت برکات رضا

Marfat.com

آغازِ سخن

خانقاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ، مارہرہ مقدسہ کے سجادہ نشین، شہزادۂ سرکار احسن العلماء، شیخ المشائخ، پیر طریقت، آبروئے سنیت، ناصر وناشر مسلک اعلیٰ حضرت، مقتدائے اہل سنت، میرے آقائے نعمت، مرشد اجازت، منبع جود وعنایت، پیکر کرم و سخاوت، **امین ملت حضور قبلہ ڈاکٹر سید محمد امین میاں صاحب** دامت برکاتہم القدسیہ کا ایک دن ٹیلی فون آیا کہ میت کی تجہیز و تکفین کے تعلق سے عام لوگوں میں بے علمی اور جہالت کا یہ عالم ہے کہ مجھے اندیشہ ہے کہ قریب المستقبل میں وہ وقت آنے والا ہے کہ لوگوں کو یہ بھی معلوم نہ ہوگا کہ میت کو نہلانے، کفنانے اور دفنانے کا اسلامی طریقہ کیا ہے؟ جہالت کے دلدل میں پھنسے لوگ اپنی میتوں کو بے غسل وکفن اور بغیر نماز جنازہ پڑھے زمین میں دفن کردیں گے۔

لہذا...

وقت کا تقاضا ہے کہ ایک کتاب بالکل سلیس اور آسان زبان میں تجہیز و تکفین کے مسائل پر شائع کی جائے۔

حضور سرکار امین ملت قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ کی گفتگو اور انداز گفتگو میں قوم و ملت کی بھلائی اور بہبودی کا جو درد تھا، وہ پنہاں نہیں رہ سکتا تھا۔ حضرت والا نے اس خدمت عظیمہ کے لیے اپنے خادم وغلام راقم الحروف کا انتخاب فرماتے ہوئے حکم عالی صادر فرمایا کہ ایک کتاب میت کے کفن و دفن کے مسائل پر مشتمل لکھ کر جلد از جلد شائع کرو۔

حضرت سرکار امین ملت قبلہ دامت برکاتہم العالیہ کے اس فرمان ذیشان پر

Marfat.com

سرِ تسلیم خم کرتے ہوئے اپنے آقائے نعمت سے اس خدمت کو جلد از جلد انجام دینے کا وعدہ کرکے ''مومن کی وفات'' نام سے کتاب لکھنے کا آغاز کر دیا اور الحمد اللہ! آج یہ کتاب آپ کے شفقت بھرے ہاتھوں کی زینت بنی ہوئی ہے۔

اس کتاب میں مسائل کی صحت، ان کی تفہیم وافہام، معتبر ومستند کتب حوالہ جات کے سلسلہ میں تحقیق وتفتیش، عربی عبارات کومن وعن نقل کرنے میں ضبط واحتیاط، عربی عبارات کے تراجم میں صحیح معنی، مطلب ومراد کا لحاظ، اختلافی مسائل کے بیان میں مخالفین کے پیش کردہ دلائل کو بھی پیش کرکے ان دلائل کا مبلغ ومسکت جواب، بعد ازاں اپنے دعویٰ کی دلیل میں براہین ساطعہ پیش کرکے، حوالے میں پیش کردہ کتب کے پورے نام مع اسماء مصنفین وسن وفات، اصل کتاب کی مشکل عبارت کے ضمن میں سہل وضاحت وغیرہ امور کا پورا پورا لحاظ کیا گیا ہے۔ جس کا صحیح اندازہ کتاب کے مطالعہ کے بعد ہی ہوگا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب اکرم واعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل میری اس کاوش کو شرف قبولیت سے نوازے اور عوام وخواص میں مقبولیت عطا فرما کر ملت اسلامیہ کے ہر فرد کے لیے نفع بخش بنائے اور میرے لیے نجات اخروی کا سبب بنائے، آمین۔ بجاہ سید المرسلین علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم۔

رمضان المبارک ۱۴۲۶ھ
مطابق
اکتوبر ۲۰۰۵ء

خانقاہ عالیہ برکاتیہ اور
قادریہ نوریہ رضویہ کا ادنیٰ سوالی
عبد الستار ہمدانی ''مصروف''
نوری، برکاتی

1

پہلا باب

موت کا بیان

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

موت کیا ہے؟ اور کیا اس سے بھاگنا ممکن ہے؟

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس عالم رنگ و بو میں جس شئے کو بھی زندگی بخشی ہے اور اسے اس عالم میں حیات عطا فرمائی ہے، پھر وہ چاہے انسان ہو، جن ہو، جانور ہو، یا اور کوئی، اس کے لئے موت لازمی اور یقینی ہے۔

❁ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ'' (سورۃ آل عمران، آیت :۱۸۵)

ترجمہ: ''ہر جان کو موت چکھنی ہے۔'' (کنز الایمان)

موت کیا ہے؟ جواب بہت ہی آسان ہے کہ انسان یا کسی ذی روح یعنی جاندار کا مر جانا۔ جاندار مرتا کیسے ہے؟ جواب صاف ہے کہ اس کے جسم سے روح نکل جاتی ہے۔ تو جب جسم سے روح نکل جاتی ہے، پورا جسم بے حس و بے کار ہو جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ جسم کی بقاء اور اس کے حرکات وسکنات کے لئے روح کا ہونا لازمی اور ضروری ہے۔ عام اصطلاح میں روح کو جان بھی کہا جاتا ہے۔ کسی آدمی کا انتقال ہوتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ اس کی جان نکل گئی۔ یا کوئی شخص کسی کو قتل کر دیتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ فلاں نے فلاں کی جان لے لی۔ المختصر! جسم اور روح کے مرکب مجسمے کو زندہ یا باحیات کہا جاتا ہے۔

ہر ذی روح چاہے وہ انسان ہو یا غیر انسان، اس حقیقت سے اچھی طرح واقف ہے کہ میری حیات اسی وقت تک باقی ہے، جب تک میرے جسم میں روح باقی ہے، اور روح کی عدم موجودگی میں میرا جسم بے کار ہے۔ لہٰذا وہ ہر وقت اس بات سے

Marfat.com

ڈرتا ہے کہ میرے جسم سے کہیں روح نہ نکل جائے اور اسی کا نام موت کا ڈر ہے۔ ہر جاندار موت سے ڈرتا ہے اور موت کو خود سے دور رکھنے کی تمام کوششیں کرتا ہے۔ بلکہ موت سے بھاگتا ہے۔ لیکن موت، جس کو اجل بھی کہتے ہیں وہ اسے وقت آنے پر پکڑ لیتی ہے بلکہ اسے اپنے مضبوط پنجے میں دبوچ کر اس دنیا سے لے جاتی ہے۔

❁ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"قُلۡ اِنَّ الۡمَوۡتَ الَّذِی تَفِرُّوۡنَ مِنۡهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِیۡکُمۡ"

(سورۃ الجمعۃ، آیت ۸)

ترجمہ: "تم فرماؤ! وہ موت جس سے تم بھاگتے ہو، وہ تو ضرور تمہیں ملنی ہے۔"

(کنز الایمان)

❁ قرآن مجید کا صاف صاف ارشاد و اعلان ہے:

"اَیۡنَ مَا تَکُوۡنُوۡا یُدۡرِککُّمُ الۡمَوۡتُ وَ لَوۡ کُنۡتُمۡ فِیۡ بُرُوۡجٍ مُّشَیَّدَۃٍ"

(سورۃ النساء، آیت ۷۸)

ترجمہ: "تم جہاں کہیں ہو، موت تمہیں آلے گی، اگر چہ مضبوط قلعوں میں ہو۔"

(کنز الایمان)

مذکورہ آیات سے ثابت ہوا کہ موت سے بچنا ممکن ہی نہیں اور کوئی بھی تدبیر موت سے چھٹکارا پانے کے لیے کارگر نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا موت سے ڈر کر بھاگنے کے بجائے اس کی تیاری کرنی چاہیئے اور وقت آنے پر موت کو گلے سے لگانا چاہیئے۔

موت کے سب قائل ہیں

اس دنیا میں بے شمار انسان ہیں، بے شمار ممالک، بستیاں، آبادیاں، اقوام و مذاہب ہیں۔ بلکہ ہر مذہب میں بہت سے فرقے اور جماعتیں ہیں۔ مختلف مذاہب کے

Marfat.com

متبعین ضرور کسی نہ کسی چیز کے منکر ہوتے ہیں، کوئی جنت و دوزخ کا منکر ہے، کوئی تقدیر کا، کوئی مرنے کے بعد پھر اٹھنے کا، کوئی حساب و کتاب اور جزا و سزا کا، کوئی فرشتوں کا، تو کوئی کلمہ گو ہونے کے باوجود انبیاء کرام اور اولیاء عظام کی عظمت، خصائص، اختیارات اور کمالات کا منکر ہے۔ بلکہ خود خالق کائنات کے وجود کا انکار کرنے والی مخلوق بھی اس دھرتی پر پائی جاتی ہے۔

المختصر! کوئی ایسی چیز یا حقیقت نہیں پائی جاتی جس کا انکار کرنے والا نہ پایا جاتا ہو، البتہ موت ایک ایسی حقیقت ہے کہ جس کا کوئی منکر نہیں۔ مومن، کافر، مشرک، مجوسی، یہودی، نصاریٰ، مرتد، منافق، بد مذہب، گمراہ، دہریہ وغیرہم جتنے بھی انسان ہیں پھر چاہے وہ ان پڑھ، جاہل، عالم، منطقی یا فلسفی ہو، آج تک کسی نے بھی موت کا انکار نہیں کیا، بلکہ سب کے سب یک زبان ہو کر یہی کہتے ہیں کہ ایک دن ضرور مرنا ہے۔ موت ایک ایسی اٹل حقیقت ہے کہ جس کا نہ کبھی انکار کیا گیا ہے، نہ کیا جا رہا ہے اور نہ ہی کبھی کیا جائے گا بلکہ انکار کیا ہی نہیں جا سکتا اور موت کا انکار کرنے والا نہ کبھی کوئی تھا، ہے اور نہ کبھی ہوگا۔

موت کا وقت مقرر ہے

ہر جاندار مخلوق کی موت کا وقت مقرر ہے۔ نہ اس میں کوئی تقدیم ہوگی اور نہ ہی تاخیر ہوگی، بلکہ وقت مقررہ پر ہی اس کی موت آئے گی۔

❁ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''وَ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ فَاِذَا جَاءَ اَجَلُهُم لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ''

(سورۃ الآعراف، آیت ٣٤)

Marfat.com

ترجمہ: ''اور ہر گروہ کا ایک وعدہ ہے، تو جب ان کا وعدہ آئے گا، ایک گھڑی نہ پیچھے ہو نہ آگے۔'' (کنز الایمان)

اس آیت سے یہ ثابت ہوا کہ ہر جاندار کی اس دنیا میں زندہ رہنے کی میعاد پوری ہوتے ہی اس کو موت آ پکڑتی ہے۔ اس میں ایک گھڑی بھی جلدی نہیں ہوتی اور نہ ہی دیر ہوتی ہے۔ اس کا دانا پانی ختم ہوا اور وہ دنیا سے چل بسا۔ اس کی تقدیر میں جتنا وقت زندہ رہنا اور جتنا رزق لکھا تھا، وہ پورا ہوتے ہی اس کے جسم سے روح پرواز کر جاتی ہے۔

حدیث:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اِنَّ رُوْحَ الْقُدُسِ نَفَثَ فِیْ رَوْعِیْ اَنَّ نَفْسًا لَنْ تَمُوْتَ حَتّٰی تَسْتَکْمِلَ رِزْقَهَا'' یعنی ''بے شک روح القدس نے میرے باطن میں وحی فرمائی کہ کوئی جاندار نہ مرے گا جب تک وہ اپنا رزق پورا نہ کر لے۔''

حوالہ:- (۱) الترغیب والترهیب للمنذری جلد ٦ ص ٥٣٧ مصنف: حافظ زکی الدین عبد العظیم بن عبد القوی المنذری المتوفیٰ سنہ ٦٥٦ھ

(۲) اتحاف السادة المفتیین، مصنف: علامہ السید مرتضیٰ الزبیدی۔ المتوفی سنہ ١٢٠٥ھ جلد ٨ ص ١٥٩

(۳) الکوکبة الشهابیة فی کفریات ابی الوهابیه، مصنف: امام احمد رضا محقق البریلوی سنہ ١٣٤٠ھ ص ٢٣

حدیث:

ابن ابی الدنیا اور ابو الشیخ کی روایت میں ہے کہ ملک الموت حضرت عزرائیل

Marfat.com

علیہ السلام دن میں تین مرتبہ لوگوں کے چہروں کو دیکھتے ہیں۔ جس کی عمر پوری ہو جاتی اور اس کا رزق دنیا سے ختم ہو جاتا ہے، اس کی روح قبض فرماتے ہیں۔

حوالہ:- شرح الصدور بشرح حال الموتیٰ والقبور (اردو ترجمہ) ص ۴۷ مصنف: اما م جلا ل الدین السیوطی المتوفی ۹۱۱ھ

موت کی جگہ مقرر ہے

جس کی موت جس مقام پر لکھی ہوگی، اسی مقام پر اس کی موت آئے گی۔ چاہے وہ اس مقام سے کتنے ہی دور کے فاصلہ پر ہو، جب اس کی موت کا وقت آئے گا تو وہ کسی نہ کسی طرح اس مقام پر پہنچ جائے گا، جس مقام پر اس کی موت لکھی ہوئی ہے۔

ابن ابی شیبہ نے ''مصنف'' میں حضرت خیثمہ بن عبدالرحمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ:

''ایک مرتبہ حضرت ملک الموت علیہ السلام سیدنا حضرت سلیمان علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں آئے اور آپ کے ساتھیوں میں سے ایک شخص کو گھور کر دیکھنے لگے۔ جب حضرت ملک الموت علیہ السلام چلے گئے تو اس شخص نے حضرت سلیمان علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے دریافت کیا یہ شخص کون تھے؟ آپ نے فرمایا کہ یہ ملک الموت حضرت عزرائیل علیہ السلام تھے۔ اس شخص نے عرض کی سرکار ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ میری روح نکالنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ پھر تمھارا کیا ارادہ ہے؟ اس نے عرض کی کہ آپ ہواؤں کو حکم دیں کہ وہ مجھے سرزمین ہند میں پہنچا دیں۔ آپ نے حکم دیا تو ہواؤں نے اس شخص کو آن کی آن میں سرزمین ہند پہنچا دیا۔ پھر ملک الموت تشریف لائے تو حضرت سلیمان علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے دریافت کیا کہ

Marfat.com

تم میرے ایک ساتھی کو گھور کر کیوں دیکھتے تھے؟ انھوں نے کہا کہ حضرت! میں اس پر تعجب کر رہا تھا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اس شخص کی روح ہند میں قبض کروں اور یہ شخص آپ کے پاس بیٹھا ہوا ہے ہند کیسے پہنچے گا؟''

حوالہ:- شرح الصدور بشرح حال الموتیٰ والقبور۔از :امام جلال الدین سیوطی اردو ترجمہ ص ۵۰

مندرجہ بالا واقعہ سے پتہ چلا کہ آدمی اپنی موت کی جگہ ضرور پہنچ جاتا ہے۔ حالانکہ اسے معلوم نہیں ہوتا کہ میں اپنی موت کی جگہ جا رہا ہوں بلکہ وہاں جانے کے لئے بے تاب و بے قرار ہو کر ہر حال میں وہاں پہنچتا ہے۔ جیسے کہ مذکورہ واقعہ میں یہ شخص سرزمین ہند میں جوں ہی وقت مقررہ پر پہنچا، اسی وقت اس کی روح قبض کر لی گئی۔ اپنی موت کی جگہ آدمی کو معلوم نہیں ہوتی، البتہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی عنایت وعطا سے اور اللہ تعالیٰ کے بتانے سے اللہ کے محبوب بندے اپنی جائے اجل بلکہ دوسروں کی بھی جائے اجل جانتے ہیں۔ جیسا کہ جنگ بدر کے دن حضور اقدس ﷺ نے ہر کافر کے مرنے کی جگہ پہلے ہی سے بتا دی تھی۔

حدیث:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو حکم دیا تو وہ چلے، یہاں تک کہ میدان بدر میں اترے۔ ''فَقَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلی اللّٰہ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ: ھٰذَا مَصرَعُ فُلَانٍ وَ یَضَعُ یَدَہٗ عَلَی الْاَرْضِ ھٰھُنَا ھٰھُنَا قَالَ فَمَا مَاتَ اَیّ زَالَ وَمَا تَجَاوَزَ اَحَدُھُم عَنْ مَوْضَعِ یَدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ۔ '' یعنی'' رسول اللہ ﷺ نے زمین پر جگہ جگہ دست اقدس رکھ کر بتایا کہ

Marfat.com

یہ فلاں کافر کے مرنے کی جگہ ہے اور یہ فلاں کی۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس کے لئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جہاں ہاتھ رکھ کر فرمایا تھا وہیں اس کی لاش گری، اس سے قطعاً تجاوز نہ کی۔"

حوالہ:- (۱) الصحیح لمسلم باب غزوۂ بدر، جلد ۲ ص ۱۰۲

(۲) السنن للنسائی، باب ارواح المؤمنین جلد ۱ ص ۲۲۶

(۳) المسند لاحمد بن حنبل جلد ۳ ص ۲۱۹

حدیث:

امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ قسم ہے اس کی جس نے حضور کو حق کے ساتھ بھیجا " مَا أَخْطَئُو الْحُدُوْدَ الَّتِی حَدَّهَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ "یعنی" جو حدیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے لئے مقرر فرمائی تھیں کسی نے اس حد سے تجاوز نہ کیا۔"

حوالہ:- (۱) الصحیح لمسلم، باب عرض مقعة المیت، جلد ۲ ص ۳۸۷

(۲) الدولة المکیة بالمادة الغیبیة ص ۳۵۵

انسان موت سے کیوں ڈرتا ہے؟

جب یہ حقیقت مسلم ہے کہ ایک نہ ایک دن ضرور مرنا ہے اور موت ٹالے سے ٹل نہیں سکتی، پھر بھی انسان موت سے کیوں ڈرتا ہے؟ اس کی کئی وجوہ ہیں۔ سب سے اہم وجہ یہ ہے کہ انسان دنیاوی لذتوں میں اتنا منہمک ہے کہ اسے دنیا کے عیش و عشرت میں زیادہ سے زیادہ لطف لینے کی خواہش رہتی ہے۔ عالی شان مکان ہے، کافی مال و دولت جمع ہے، آرام و آسائش سے زندگی بسر ہو رہی ہے، ہر قسم کی آسودگی ہے، ہر طرح کا چین میسر ہے، ان کو چھوڑ کر اور اپنے اہل و عیال سے بچھڑ کر قبر کی اندھیری کوٹھری میں

Marfat.com

جانے کا جی نہیں چاہتا۔ قبر کی سختیاں اور عذاب کیسے جھیل سکوں گا۔ نہ کوئی مونس ومددگار ہوگا۔ کیا حال ہوگا؟ ان خیالات سے وہ ایسا بزدل بن جاتا ہے کہ لفظ ''موت'' سنتے ہی اس کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور موت کا تصور ہی اس کے لئے وبال جان بن جاتا ہے۔

لیکن مؤمن کے لئے موت دنیا کی زندگی سے بہتر ہے۔ کچھ احادیث کریمہ اور اقوال ائمۂ دین پیش خدمت ہیں۔

حدیث:

حاکم نے مستدرک میں، طبرانی نے معجم کبیر میں، ابن مبارک نے زہد میں، بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عبداللہ سے اور، دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت سیدنا امام حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

- موت مؤمن کا تحفہ ہے۔
- موت مؤمن کا پھول ہے۔

حدیث:

احمد اور سعید بن منصور نے اپنی سنن میں صحیح سند سے محمود بن بسیہ سے روایت کی کہ حضور اقدس، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دو چیزوں کو انسان برا سمجھتا ہے۔ موت کو برا سمجھتا ہے حالانکہ موت اس کے لئے فتنہ سے بہتر ہے۔ مال کی کمی کو برا سمجھتا ہے، حالانکہ مال کی کمی سے قیامت میں حساب میں کمی ہوگی۔

حدیث:

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت زرعہ بن عبداللہ سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ انسان اپنے لئے زندگی کو بہتر سمجھتا ہے

Marfat.com

حالانکہ موت اس کے لئے بہتر ہے۔

حدیث:

ابونعیم نے حضرت عبداللہ بن عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ اے ابوذر! دنیا مؤمن کے لئے قید خانہ اور قبر امن کی جگہ ہے اور جنت اس کا ٹھکانہ ہے۔ اے ابوذر! دنیا کافر کی جنت ہے اور قبر اس کا عذاب ہے اور جہنم اس کا ٹھکانہ ہے۔

حدیث:

ابن ابی شیبہ اور مروزی نے حضرت طاؤس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ مؤمن کے دین کو کوئی چیز نہیں بچاسکتی، سوائے موت کے گڑھے کے۔

حدیث:

طبرانی نے حضرت ابو مالک اشعری سے روایت کی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ اے اللہ! جو لوگ مجھے رسول جانتے ہیں، ان کے دل میں موت کی محبت ڈال دے۔

حدیث:

ترغیب میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضور اقدس، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اگر تم میری وصیت یاد رکھو تو یہ کہ موت سے زیادہ پسندیدہ چیز تمھارے نزدیک کوئی نہ ہو۔

مذکورہ ساتوں احادیث کریمہ ماخوذ از کتاب

حوالہ:- شرح الصدور بشرح حال الموتیٰ والقبور (اردو ترجمہ) ص ۱۷/۲۱

اقوال علمائے دین

ذیل میں کچھ اقوال زریں پیش کیے جاتے ہیں جن سے اندازہ ہوگا کہ صالحین مؤمنین موت کو کتنا محبوب رکھتے تھے اور موت سے ان کو کیسی رغبت تھی۔

قول:۱

حضرت عبدالرحمان بن یزید بن جابر سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن ابی زکریا کہتے تھے کہ:

''اگر مجھے یہ پتہ چل جائے کہ اللہ نے مجھے اختیار دیا ہے کہ چاہے میں سو سال زندہ رہوں یا آج ہی مر جاؤں، تو آج ہی مر جانے کو اختیار کر لیتا، تاکہ اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ملاقات کر سکوں۔''

قول:۲

ابن ابی دنیا نے حضرت سفیان سے روایت کی کہ موت عابد کے لئے راحت ہے۔

قول:۳

حضرت حبان بن اسود نے کہا کہ موت ایک پل ہے، جو ایک دوست کو دوسرے دوست سے ملانے کا ایک ذریعہ ہے۔

قول:۴

ابن ابی الدنیا نے حضرت صفوان بن سلیم سے روایت کیا کہ موت دنیا کی تکالیف سے راحت دیتی ہے، اگرچہ خود اس میں تکالیف ہیں۔

Marfat.com

مذکورہ چاروں اقوال ماخوذ از کتاب:

حوالہ:- شرح الصدور بشرح حال الموتیٰ والقبور، اردو ترجمہ،

ص ۲۱/۲۳

2

دوسرا باب

زندگی اور موت

Marfat.com

زندگی اور موت

انسان کو اپنی زندگی بہت ہی پیاری ہوتی ہے اور وہ اپنی زندگی کی بقا کے لئے ہر ممکن کوشش کرتا ہے لیکن وہ اس حقیقت سے بے خبر ہے کہ جس زندگی کو میں بے حد پیار کرتا ہوں، وہ زندگی ہر لمحہ کم ہوتی جاتی ہے اور وہ موت جس سے میں بہت ہی گھبراتا ہوں، وہ ہر لمحہ قریب ہوتی جاتی ہے۔ کبھی تو اس موت کے بظاہر کچھ بھی آثار نہیں ہوتے وہ دفعتاً بھی آجاتی ہے اور زندگی سے رشتہ منقطع کر کے اپنی آغوش میں لے لیتی ہے۔ اسی لئے تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

حدیث:

حضرت عبداللہ بن عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ''اِذَا اَمْسَیْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ وَ اِذَا اَصْبَحْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الْمَسَاءَ'' یعنی ''اے انسان! جب تو شام کرے، تو صبح کا انتظار مت کر اور جب تو صبح کرے تو شام کا انتظار مت کر۔'' (بخاری و مشکوٰۃ)

خلاصۂ کلام یہ کہ شام کے وقت یہ خیال نہ کرے کہ نیکی کا یہ کام صبح کرلوں گا، ہوسکتا ہے کہ صبح ہونے سے پہلے ہی موت آجائے اور صبح کے وقت یہ خیال نہ کرے کہ نیکی کا یہ کام شام کو کرلوں گا۔ کیا خبر، شام تک زندہ رہے گا یا نہیں؟ لہٰذا ہر انسان کو چاہیئے کہ اپنی موت کو ہر وقت یاد کرتا رہے اور موت سے بالکل ہی نہ گھبرائے۔ بلکہ ایک سچے مسلمان کی شان یہ ہونی چاہیئے کہ وہ ہر وقت موت کے لئے تیار رہے اور اپنی دنیوی زندگی کو شریعت مطہرہ کی پابندی میں بسر کر کے آخرت کے سفر کا توشہ تیار کرتا رہے۔ بلکہ موت کو ایک دلہن کی طرح گلے لگانے کا حوصلہ رکھے کیونکہ موت ایک ذریعہ ہے آخرت

Marfat.com

کے سفر کی ابتدا کا، اوراس کی پہلی منزل قبر ہے اور قبر میں ایک نعمت عظمیٰ نصیب ہوگی اور وہ نعمت ہے حضور اقدس، نور مجسم، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جلوۂ جہاں آرا کے دیدار کی سعادت حاصل ہونا جیسا کہ:

کفن میرا خوشیوں کی سوغات لایا
اسے پہن کر تیرا دیدار ہوگا

(از: مصروفؔ)

موت مومن کے لیے رحمت ہے

عام طور سے لوگ موت کو زحمت سمجھ کر اس سے ڈرتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ موت مؤمن کے لئے زحمت نہیں بلکہ رحمت ہے۔ موت کے سبب سے مؤمن کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں بلکہ موت اس کے گناہوں کا کفارہ ہوتی ہے۔

حدیث:

حضرت امام ابونعیم اور حضرت امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرمایا کہ حضور اقدس، جان عالم ورحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اَلْمَوْتُ کَفَّارَۃٌ لِکُلِّ مُسْلِمٍ" یعنی "موت کفارۂ گناہ ہے ہر مسلمان کے لئے۔"

اس حدیث کے ضمن میں مجدد دین وملت، امام عشق ومحبت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی فرماتے ہیں کہ "بہت بندے خدا کے، جو زندگی میں آلودۂ گناہ تھے، بعد موت پاک وطیب ہوگئے"

حوالہ:- (۱) جامع صغیر للسیوطی، جلد ۲ ص ۵۵۳.

Marfat.com

(۲)اتحاف السادة للزبیدی ، جلد ۱ ص ۲۲۷

(۳)تاریخ بغداد للخطیب، جلد ۱ ص۳۲۸

(٤) اهلاك الوهابیین علیٰ توهین قبور المسلمین.

از امام احمد رضا ، ص ۱۹

قول:

''امام اجل، حافظ الاحادیث، علامہ جلال الدین سیوطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے ضمن میں فرماتے ہیں۔'' قرطبی نے فرمایا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمان مرتے وقت جوتکالیف پاتا ہے، وہ اس کے گناہوں کے معافی کا سبب بن جاتی ہیں۔رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کو اگر کانٹا یا اس سے کم چیز بھی لگ جائے،تو وہ بھی اس کے گناہوں کو مٹاتی ہے،تو جب کانٹے کا یہ حال ہے،تو پھر سکرات موت کا کیا حال ہوگا؟ جس میں تلوار کی تین سو (۳۰۰) چوٹوں سے زیادہ تکلیف ہوتی ہے۔''

حوالہ:- شرح الصدور بشرح حال الموتیٰ والقبور، از: امام جلال الدین سیوطی ، اردو ترجمہ ، ص ۲۲

روایت

''ابن ابی الدنیا نے مالک بن مغول سے روایت کی کہ سب سے پہلی چیز خوشی کی، جومؤمن کو حاصل ہوگی ، وہ موت ہے، کیونکہ اس میں وہ اللہ کا ثواب اوراس کا کرم دیکھتا ہے''

حوالہ:- شرح الصدور، اردو ترجمہ، ص ۱۹

روایت

''حضرت ابونعیم نے اپنی کتاب ''حلیۃ الاولیاء'' میں ابن عبدربہ سے روایت کی

کہ انہوں نے مکحول سے کہا کہ کیا تم جنت کو پسند کرتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ جنت کو کون پسند نہ کرے گا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ موت سے محبت کرو، کیونکہ جنت کو مرے بغیر نہیں دیکھ سکتے۔"

حوالہ:- شرح الصدور، اردو ترجمہ، ص ۲۲

حدیث

"امام ابن ماجہ نے ام المؤمنین، محبوبۂ محبوب رب العالمین، سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ حضور اقدس، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ " مؤمن کو ہر چیز میں ثواب ملتا ہے۔ یہاں تک کہ موت کے وقت جو تکلیف ہوتی ہے اس میں بھی"

حوالہ:-شرح الصدور،اردو ترجمہ،ص ۳٤

موت کی یاد اور تیاری

موت سے کبھی بھی غافل نہیں ہونا چاہیئے بلکہ ہر وقت موت کو یاد کرکے، اس کی تیاری میں رہنا چاہیئے۔ دنیا کی زندگی تو ایک مسافر کی طرح ہونی چاہیئے۔ جس طرح مسافر اپنے سفر کے مقام کو چھوڑ کر اپنے وطن کی طرف لوٹتا ہے اسی طرح دنیا کو مقام سفر سمجھ کر اپنے وطن یعنی آخرت کو ہر وقت پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ ایک دن ضرور یہاں سے کوچ کر کے چلے جانا ہے لہذا جہاں جانا ہے وہاں اچھا توشہ ساتھ لے کر جانا ہے، یہی کوشش ہر وقت کرنی چاہیئے۔ حضور اقدس، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عبد اللہ بن عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا کہ **"دنیا میں ایسے رہو جیسے مسافر بلکہ راہ چلتا"**

Marfat.com

یعنی راہ گیر اپنی منزل مقصود تک جلد از جلد پہنچنے کی ہی لگن میں ہوتا ہے۔ وہ راستہ کے کھیل تماشوں کی طرف التفات نہیں کرتا کہ اس کا سفر تاخیر سے دوچار ہو اور منزل تک وصول دیر میں ہو، بلکہ وہ ہر ممکن کوشش کر کے سفر کی مسافت کو جلد از جلد طے کرتا ہے۔ اسی طرح ہر مومن کو چاہیئے کہ وہ دنیا کی محبت میں نہ الجھے اور نہ ہی دنیوی معاملات میں اس طرح پھنسے کہ دنیا کے تعلقات اسے منزل مقصود تک پہنچنے میں آڑ بنیں۔

لہذا! موت کو ہر وقت یاد کرنا چاہیئے۔ موت کو یاد کرنے کی احادیث کریمہ میں بہت فضیلتیں وارد ہیں، علاوہ ازیں موت کو یاد کرنے سے بے شمار فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں۔ ذیل میں چند احادیث کریمہ اور بزرگان دین کے اقوال زریں پیش ہیں۔

حدیث:

امام ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابونعیم نے امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ حضور اقدس، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اَکۡثِرُوۡا ذِکۡرَ ھَادِمِ اللَّذَّاتَ الۡمَوۡتَ"

ترجمہ: "لذتوں کو توڑنے والی موت کو کثرت سے یاد کرو۔"

حدیث:

"امام ابن ماجہ نے امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ سب سے عقلمند مومن کون ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو موت کو سب سے زیادہ یاد رکھے اور موت

کے بعد کے لئے سب سے اچھی تیاری کرے، یہ ہے عقلمند۔''

حدیث:

''ابن ابی الدنیا نے حضرت عطاء خراسانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک ایسی مجلس کے قریب سے گذرے، جس میں خوب ہنسی مذاق ہو رہا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اپنی مجلس میں لذتوں کو توڑنے والی چیز کی ملاوٹ بھی کرو۔ عرض کی گئی، وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ موت کی یاد۔''

حدیث:

''حضرت امام طبرانی نے حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا نصیحت کرنے کو موت کافی ہے۔''

حدیث:

''امام بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی گئی کہ کیا شہداء کے ساتھ اور کسی کا بھی حشر ہوگا؟ آپ نے فرمایا ہاں! اس کا جو رات و دن میں موت کو بیس مرتبہ یاد کرے گا۔''

الحاصل! موت سے کبھی بھی غافل نہیں ہونا چاہیئے بلکہ ہر وقت موت کا خیال ذہن میں حاضر رکھنا چاہیئے۔ موت کی یاد سے بہت فائدے ہیں۔ ان میں سے چند فوائد ذیل میں مذکور ہیں۔

فائدہ:

(۱) ہر وقت موت کو یاد کرتے رہنے سے دل کو ایک تسلی حاصل ہوتی ہے۔ موت کو ہر وقت یاد کرنے والا ظلم وستم اور آئی ہوئی مصیبت سے پریشان نہیں ہوتا۔

Marfat.com

(۲) موت کی یاد سے دنیاوی تفکرات دور ہو جاتے ہیں۔غم ،رنج ،مصیبت اور دیگر تفکرات سے آدمی غمگین نہیں ہوتا بلکہ اسے ایک قسم کا قلبی سکون ہر وقت میسر ہوتا ہے۔

(۳) موت کو ہر وقت یاد رکھنے والا کسی سے بھی نہیں ڈرتا۔انسان کو سب سے بڑا ڈر موت ہی کا ہوتا ہے۔موت کے مقابلے میں تمام مصیبتیں کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔جب وہ موت سے نڈر ہو جائے گا،اور موت کو یاد کرتا رہے گا،تو وہ کبھی بھی دنیاوی مصائب سے خوف زدہ نہیں ہوگا۔

(۴) موت کی یاد سے نیکیوں کی ترغیب اور گناہوں سے بچنے کی عادت خود بخود پیدا ہو جاتی ہے۔کیونکہ جب انسان کو یہ یقین ہو جاتا ہے کہ موت ضرور آنی ہے اور مرنے کے بعد ایک دیگر جہان میں جانا ہے اور اس جہاں میں نیکیوں کا اچھا بدلہ اور انعام حاصل ہوگا اور گناہوں کا برا انجام اور سزا دی جائے گی،تو وہ ہر وقت نیک کام کرنے کی اور گناہوں سے بچنے کی کوشش کرتا رہے گا۔

(۵) توبہ کی توفیق جلدی نصیب ہوگی ، دل میں قناعت ہوگی اور عبادت میں لذت اور خوشی حاصل ہوگی۔

(٦) خدا کا خوف ہر وقت غالب رہے گا۔دنیا کی رغبت کم ہو جائے گی اور دل سے دنیا اور دنیا کے عیش وآرام کی محبت کم ہو جائے گی۔

نکتہ

موت سے ڈرنے اور دنیا کی محبت میں گرفتار ہونے سے بزدلی پیدا ہوتی ہے۔ نتیجتاً رعب و دبدبہ ختم ہو جاتا ہے۔دشمن غالب ہو جاتا ہے۔ ایک حدیث شریف

Marfat.com

میں ہے:

''حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عنقریب تم مختلف گروہوں کو ایسی دعوت دی جائے گی جیسے ایک برتن پر جمع ہو کر کھانے والوں کو دعوت دی جاتی ہے۔'' (یعنی تم پر حملہ کرنے کے لئے اور تم کو نیست و نابود کرنے کے لئے مختلف گروہوں کے لوگوں کو جمع کیا جائے گا اور وہ تمام گروہ جمع ہو کر تم کو ختم کرنے آئیں گے۔)

اس ارشاد عالی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا اس وقت ہم کم تعداد میں ہوں گے؟ ارشاد فرمایا نہیں! بلکہ اس وقت تم کثیر تعداد میں ہو گے لیکن تم جھاگ کی طرح ہو گے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے دلوں سے تمہارا رعب و دبدبہ نکال دے گا اور دلوں میں وہن (کمزوری) ڈال دے گا۔ ایک صحابی نے بارگاہ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کیا کہ وہن کیا چیز ہے؟ ارشاد فرمایا کہ ''دنیا کی محبت اور موت کو ناپسند کرنا۔'' (یعنی موت سے ڈرنا)

حوالہ:- (۱) ابو داؤد شریف،

(۲) دلائل النبوۃ از بیہقی

(۳) مشکوٰۃ شریف، باب تغیر الناس

مندرجہ بالا ارشاد عالی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قوم مسلم کے حالات حاضرہ کا موازنہ کریں۔ آج یہ عالم ہے کہ دشمنان اسلام گروہ در گروہ جمع ہو کر مسلمانوں پر حملہ آور ہوتے ہیں۔ ہزاروں کی تعداد میں ظالم اور جفاکش عناصر مجموعی طور پر مسلمانوں کے مکانوں پر حملہ آور ہوتے ہیں، انھیں زندہ جلاتے ہیں، عورتوں کی عصمت دری کرتے ہیں اور چھوٹے چھوٹے بچوں کو تہ تیغ کرتے ہیں۔ اور ہماری قوم کا حال یہ ہے کہ ہم کروڑوں

کی تعداد میں ہونے کے باوجود بھی گاجر اور مولی کی طرح کاٹ کر پھینک دیئے جاتے ہیں۔ یہ صرف اس وجہ سے ہے کہ ہمارے دشمنوں کے دلوں سے ہمارا رعب و دبدبہ جاتا رہا ہے اور اس کا سبب صرف یہی ہے کہ ہم دنیا کی محبت میں غرق ہو چکے ہیں اور موت سے ڈرنے لگے ہیں۔

Marfat.com

3

تیسرا باب

موت آنے کی دعا و تمنا

موت آنے کی دعا و تمنا کرنا کیسا ہے؟

بہت سے ایسے لوگوں کو دیکھا گیا کہ ذرا سی مصیبت آپڑی یا کوئی بیماری لاحق ہوگئی کہ زندگی سے مایوس ہوگئے اور مصائب و آلام کا خندہ پیشانی سے مقابلہ کرنے کے بجائے سراسر بزدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے موت کی تمنا اور دعا کرنے لگتے ہیں۔ اور بے صبری اور بے ثباتی کے عالم میں یہ دعا کرنے لگتے ہیں کہ اے اللہ! اب موت دیدے اور اے مالک! اس دنیا سے اٹھالے۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس طرح دعا کرنا سخت منع ہے۔ حدیثوں میں اس کی ممانعت وارد ہے۔

حدیث:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرما:

"لَا یَتَمَنَّیَنَّ اَحَدُکُمُ الْمَوْتَ مِنْ ضُرٍّ اَصَا بَهٗ"

ترجمہ: "تم سے کوئی شخص مصیبت پہنچنے کی وجہ سے موت کی تمنا ہرگز نہ کرے۔"

البتہ اگر کسی کو ایسی مہلک بیماری لاحق ہوگئی ہو یا کوئی ایسی مصیبت میں گرفتار ہو گیا ہو کہ اس کا حل ہونا ناممکن ہو اور وہ نہایت مجبور ہو چکا ہو اور ایسی مجبوری کی حالت میں موت طلب کرنا ہے تو اس طرح طلب کرے، جیسا کہ حدیث شریف میں تعلیم فرمایا گیا ہے۔ یعنی موت طلب کرنے کی وہی دعا کرے جو حدیث میں وارد ہے۔

حدیث:

حدیث شریف میں موت کی طلب کی دعا اس طرح وارد ہے:

"اَللّٰھُمَّ اَحْیِیْنِیْ مَا کَانَتِ الْحَیَاۃُ خَیْرًا لِیْ وَ تَوَفَّنِیْ اِذَا کَانَتِ

Marfat.com

الْوَفَاةُ خَیرًا لِیْ ''

ترجمہ: ''الٰہی! مجھے اس وقت تک زندہ رکھ جب تک زندگی میرے لئے بہتر ہے اور مجھے موت دے جب موت میرے لئے بہتر ہو۔''

حوالہ:- بخاری شریف، مسلم شریف

اس طرح دعا کرنے سے بندہ اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے ہوئے تقدیر الٰہی پر کامل رضامندی کا اظہار کرتا ہے۔

قارئین کرام کی ضیافت طبع کی خاطر مزید احادیث پیش خدمت ہیں۔

حدیث:

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ:

''تم میں سے کوئی بھی موت کی تمنا نہ کرے۔ اگر وہ نیک ہے، تو ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی نیکیوں میں زیادتی کرے اور اگر گناہ گار ہے، تو ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے توبہ کی توفیق عطا فرمادے۔''

حوالہ:- بخاری شریف اور مشکوٰۃ شریف، باب تمنی الموت و نکرہ

حدیث:

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ''اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم موت کی تمنا سے منع نہ فرماتے تو ہم تمنا کرتے۔''

حوالہ:- شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور، از: امام جلال الدین سیوطی، اردو ترجمہ، ص ۱۱

Marfat.com

مدینہ طیبہ میں مرنے کی تمنا کرنا مستحب ہے

افضل البلاد، مدینہ طیبہ میں مرنے کی تمنا کرنا جائز بلکہ مستحب ہے۔ بخاری شریف میں ہے کہ امیر المؤمنین، خلیفۃ المسلمین، غیظ المنافقین، حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ یہ دعا کیا کرتے تھے:

"اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ شَھَادَۃً فِیْ سَبِیْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِكَ"

ترجمہ: "اے اللہ مجھے اپنی راہ میں شہادت نصیب فرما اور مجھے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شہر میں موت عطا فرما۔"

آپ کی ہمیشہ کی اس دعا پر آپ کی صاحبزادی، ام المؤمنین، حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ سے عرض کی کہ یہ کیسے ہوگا؟ یعنی شہادت بھی ملے اور مدینہ طیبہ ہی میں موت آئے، کیونکہ مدینہ طیبہ میں کسی سے جنگ ہونے کا امکان نہیں۔ لہذا مدینہ میں موت آئے اور وہ بھی شہادت کی موت آئے؟ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بطور تعجب یہ عرض کیا تھا۔ امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تبارک وتعالیٰ چاہے گا، تو ایسا ہی ہوگا۔ چنانچہ آپ کی صدق دل سے نکلی ہوئی پر خلوص دعا کو رب تعالیٰ نے شرف قبولیت سے نوازا۔ اور آپ کو اپنے محبوب آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقدس دیار مدینہ طیبہ میں ہی شہادت نصیب ہوئی۔

امام عشق ومحبت، سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محقق بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

Marfat.com

طیبہ میں مر کے ٹھنڈے چلے جاؤ آنکھیں بند
سیدھی سڑک یہ شہر شفاعت نگر کی ہے

حدیث:

حضور اقدس، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

'' مَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ یَمُوْتَ بِالْمَدِیْنَةِ فَلْیَمُتْ ، فَاِنِّی اَشْفَعُ لِمَنْ یَمُوْتَ بِهَا ''

ترجمہ: ''تم میں سے جس سے ہو سکے کہ مدینہ میں مرے، تو مدینہ ہی میں مرنا کہ جو مدینہ میں مرے گا، میں اس کی شفاعت کروں گا۔''

خوش نصیب ہیں وہ حضرات جنہیں مدینہ طیبہ میں مرنا میسر ہو۔ حضور اقدس، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقدس دیار میں موت آنا، بخشش کا پروانہ حاصل ہونا ہے۔

جیسا کہ سرکار اعلیٰ حضرت کے برادر، استاذ زمن، حضرت حسن رضا صاحب حسنؔ بریلوی، بارگاہ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کرتے ہیں:

گر وقت اجل سر تیری چوکھٹ پہ جھکا ہو
جتنی ہو قضا ایک ہی سجدہ میں ادا ہو

موت کے اسباب اور علامتیں

موت کا اصلی سبب صرف اتنا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم سے حضرت عزرائیل علیہ السلام یعنی ملک الموت انسان اور ذی روح کے جسم سے روح قبض کر لیتے ہیں۔ جب انسان کے جسم سے روح قبض کر لی جاتی ہے تب اس کا جسم بے حس و بے

حرکت ہو کر مردہ ہو جاتا ہے اور عام اصطلاح میں یہ کہا جاتا ہے کہ اس پر موت طاری ہو گئی یا وہ مر گیا یا اس کا انتقال ہو گیا وغیرہ وغیرہ۔

لیکن موت کے کچھ ظاہری اسباب ہیں۔ مثلاً کسی کا مہلک بیماری کی وجہ سے انتقال ہو جاتا ہے۔ کبھی ایسا سنا جاتا ہے کہ ہوائی جہاز، ٹرین، موٹر یا کسی اور حادثہ میں انتقال ہو گیا، فلاں کو قتل کر دیا گیا، حاجی صاحب کا دل کا دورہ پڑنے سے انتقال ہو گیا، فلاں صاحب کو سانپ نے کاٹ لیا اور وہ مر گیا، آگ لگنے کی وجہ سے ایک ہی خاندان کے اتنے افراد ہلاک ہو گئے، کشتی ڈوب جانے کی وجہ سے اتنے لوگ غرق دریا ہو کر موت کی آغوش میں سو گئے وغیرہ وغیرہ۔ حالانکہ ان ظاہری اسباب کی اصل وجہ یہ ہے کہ ان ظاہری اسباب کی بناء پر جسم سے روح نکل گئی لیکن عام لوگ اصل وجہ کے بجائے ان ظاہری اسباب کو ہی موت کا باعث کہتے ہیں۔ اس کی وجہ کیا ہے؟

حدیث:

مروزی، ابن ابی الدنیا اور ابو الشیخ نے حضرت جابر بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ:

"ملک الموت پہلے لوگوں کو بلا کسی درد یا مرض کے وفات دیتے تھے، تو لوگ ان کو لعنتیں بھیجتے اور گالیاں دیتے تھے، چنانچہ آپ نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا تو اللہ تعالیٰ نے امراض (بیماریاں) پیدا کر دیئے۔ اب لوگ کہتے ہیں کہ فلاں شخص فلاں بیماری کے باعث مر گیا۔ ملک الموت کا نام کوئی نہیں لیتا۔"

حوالہ:- شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور، از: امام جلال الدین سیوطی، اردو ترجمہ، ص ۵۱

آج کل عام طور سے یہی کہا جاتا ہے کہ فلاں کا اس وجہ سے انتقال ہو گیا۔ کوئی

Marfat.com

یہ نہیں کہتا کہ فلاں کو حضرت ملک الموت نے روح قبض کر کے مار ڈالا۔ یعنی حضرت ملک الموت کا اللہ کے حکم سے روح قبض کرنا انسان کی موت کا اصلی سبب ہے، ان کو لوگ یاد تک نہیں کرتے بلکہ مختلف اسباب کو موت کا باعث قرار دیتے ہیں۔

مذکورہ ظاہری اسباب میں سے کچھ اسباب ایسے بھی ہیں کہ جن کے وقوع پذیر ہونے سے پہلے کچھ علامتیں بھی نمودار ہوتی ہیں۔ جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے۔

حدیث:

قرطبی نے کہا کہ بعض روایات میں ہے کہ حضور اقدس، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ملک الموت سے دریافت فرمایا کہ کیا آپ کے پاس کوئی قاصد ہے؟ جن کو اپنے آنے سے پہلے روانہ کر دیں تا کہ لوگ ڈر جائیں۔ ملک الموت نے جواب دیتے ہوئے عرض کیا کہ بخدا! میرے لئے بہت سے قاصد ہیں۔ مثلاً: مرض، بڑھاپا، کانوں اور آنکھوں کا متغیر ہو جانا۔ جب لوگ ان چیزوں سے بھی نصیحت حاصل نہیں کرتے، تو میں ندا کرتا ہوں کہ اے شخص! کیا یکے بعد دیگرے میرے قاصد تمہارے پاس نہیں آتے رہے؟ اب میں خود آتا ہوں کہ میرے بعد کوئی قاصد نہ آئے گا۔

حوالہ:- شرح الصدور بحال الموتی والقبور، از: امام جلال الدین سیوطی، اردو ترجمہ ص ۳۱

مندرجہ بالا حدیث پر اگر غور و فکر کیا جائے تو اس کی معنویت اور پند و نصیحت سے انسان اپنے کردار کو درست کر سکتا ہے۔ مثلاً کسی کو ہارٹ اٹیک کا ہلکا سا جھٹکا آ گیا اور وقت پر صحیح معالجہ کرنے پر وہ بچ گیا، تو اسے اس ہلکے سے جھٹکے سے بھاری نصیحت اخذ کر لینی چاہیئے کہ اب مجھے عنقریب آنے والی موت کی نوٹس مل گئی ہے۔ کسی بھی وقت اب دوسرا جھٹکا آ سکتا ہے۔ لہٰذا اب مجھے سفر آخرت کی تیاری میں لگ جانا چاہیئے۔ گناہوں

سے صدق دل سے توبہ اور استغفار کر کے کامل طور پر احکام شریعت کی پابندی میں لگ جانا چاہیئے اور میری زندگی کا ہر لمحہ اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب اعظم (جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی اطاعت اور خوشنودی میں بسر ہونا چاہیئے۔

آدمی کی عمر بڑھاپے کی منزل میں داخل ہوگئی، بال سیاہ سے سفید ہو گئے، ہاتھ پاؤں میں کمزوری لاحق ہوگئی، آنکھ کی بینائی کم ہوگئی، جسم میں اب پہلی جیسی طاقت باقی نہ رہی، ضعف اور ناتوانی اپنا اثر دکھا رہی ہے، ایسے وقت میں آدمی کو سمجھ جانا چاہیئے کہ اب میں زندگی کی آخری منزل میں ہوں۔ اب سنبھل جانا چاہیئے، اب دنیا کی طمع کو دل سے نکال کر آخرت اور عقبیٰ کی طرف لو لگانی چاہیئے۔ اس وقت کی زندگی کو غنیمت جان کر اب عبادت و ریاضت میں لگ جانا چاہیئے۔ میری بیماری میرا ضعف اور نقاہت یہ سب حضرت ملک الموت کے قاصد ہیں بلکہ حضرت ملک الموت کے یہ قاصد مجھے موت کی نوٹس دے چکے، اب صرف ملک الموت کا آنا باقی ہے۔ حضرت ملک الموت کے قاصدوں کی آمد سے مجھے نصیحت حاصل کرنی چاہیئے اور اپنی زندگی کو کامل طور پر اسلامی زندگی کا نمونہ بنالینا چاہیئے۔

روایت

ابن ابی شیبہ، عون ابن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ جو شخص موت کو صحیح طور پر جانتا ہے، وہ آئندہ کل کو اپنی زندگی میں نہیں شمار کرتا۔ کیونکہ بہت سے وہ لوگ جو دن کے ابتدائی حصے میں زندہ ہوتے ہیں، وہ دن کو پورا کر نہیں پاتے اور بہت سے کل کے امیدوار اپنی امید کو نہیں پہنچتے۔ اگر تو موت اور اس کی رفتار کو دیکھ لیتا، تو تیری امید اور غرور مٹ جاتا۔

حوالہ:- شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور، از: امام جلال الدین

سیوطی، اردو ترجمہ ص ۲۶

حدیث:

طبرانی نے حضرت طارق محاربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا کہ مجھ سے حضور اقدس، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''موت کے لئے موت کے آنے سے پہلے تیار ہو جاؤ۔'' (حوالہ:- ایضاً)

امام اجل، حافظ الاحادیث، علامہ جلال الدین سیوطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتاب شرح الصدور میں اس عنوان کے تعلق سے بزرگان دین کے کچھ اقوال زریں نقل فرمائے ہیں جو ذیل میں مرقوم ہیں۔

(۱) ابن ابی الدنیا نے حضرت حسن سے روایت کی کہ:

''جس نے موت کو بہ کثرت یاد کیا، اس کی نگاہ میں دنیا ہیچ ہو جائے گی۔''

(۲) ابن ابی الدنیا نے حضرت قتادہ سے روایت کی کہ:

''جو موت کو یاد رکھے، اس کے لیے خوشخبری ہے۔''

(۳) ابن ابی الدنیا نے حضرت مالک بن دینار سے روایت کی کہ:

''موت کی یاد عمل کی زندگی کو کافی ہے۔''

(۴) ابن ابی الدنیا نے حضرت صفیہ سے روایت کی کہ:

''ایک عورت نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شکایت کی کہ میرا دل سخت ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا موت کی یاد بہ کثرت کرو۔''

(۵) حافظ ابوالفضل عراقی فرماتے ہیں کہ:

''لوگ سوئے ہوئے ہیں، جو ان میں سے مرجائے گا، موت اس کی نیند کو ختم کر

دے گی۔"

(٦) حدیث شریف میں ہے کہ:

"جس کو موت کی یاد خوف زدہ کرتی ہو، اس کی قبر جنت کا باغ بن جائے گی۔"

Marfat.com

4

چوتھا باب

موت کی آمد

Marfat.com

موت کی آمد

موت کا آنا یقینی ہے۔ ہر شخص چاہے نیک ہو، چاہے بد ہو، موت سے کئی وجہوں سے گھبراتا ہے۔ ان تمام وجوہات میں سے اہم وجہ یہ ہے کہ اسے یہ ڈر رہتا ہے کہ پتہ نہیں، اللہ تعالیٰ میرے ساتھ کیا معاملہ فرمائے گا؟ احادیث کریمہ میں یہ تعلیم اور تلقین فرمائی گئی ہے کہ اپنے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے نیک گمان رکھو اور اللہ تعالیٰ سے عفو و کرم اور مغفرت و بخشش کی امید و تمنا رکھو۔

حدیث:

امام احمد، امام ترمذی، اور امام ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور اقدس، رحمت عالم، نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک نوجوان شخص کے پاس نزع کے وقت تشریف لائے اور اس سے دریافت فرمایا کہ کیا حال ہے؟ اس نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ سے ثواب کا امیدوار ہوں اور اپنے گناہوں سے ڈرتا ہوں۔ اس پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ دونوں چیزیں جس شخص کے دل میں جمع ہوں گی، اللہ تعالیٰ اس کی امید بر لائے گا اور اسے ڈر سے محفوظ فرمادے گا۔

حدیث:

ابن مبارک، امام احمد اور امام طبرانی نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور اقدس، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو میں تم کو بتاؤں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ قیامت کے دن سب سے پہلے مؤمنین سے کیا فرمائے گا؟ اور مؤمنین اس کا کیا جواب دیں گے؟ ہم نے عرض کی ہاں یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، کیا تم نے میری ملاقات کو پسند کیا؟ مؤمنین جواب دیں گے ہاں! پھر

Marfat.com

اللہ تعالیٰ پوچھے گا کیوں؟ مؤمنین عرض کریں گے کہ ہم نے تیرے عفو ومغفرت کی امید وتمنا کی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، تو میری مغفرت تمہارے لئے واجب ہوگئی۔

روایت:

ابن ابی شیبہ نے ''مصنف'' میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ وہ فرماتے ہیں ''قسم ہے خدائے وحدہ لاشریک کی! کہ بندہ اللہ تعالیٰ سے جو اچھا گمان رکھے گا، اللہ تعالیٰ اسے پورا فرمائے گا۔''

مندرجہ بالا تینوں روایات نقل ہیں:

بحوالہ:- شرح الصدور بشرح حال الموتیٰ والقبور ، از :- علامہ سیوطی ، اردو ترجمہ ، ص ۲۹/۳۰

معلوم ہوا کہ بندے کو اپنے خالق حقیقی کے ساتھ ہمیشہ نیک گمان رکھنا چاہیئے۔ وہ رحمان ورحیم وکریم ورؤف، رب العالمین اپنے بندوں پر نہایت مہربان وکرم فرمانے والا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ مسبب الاسباب ہے۔ وہ سبب کا پیدا فرمانے والا ہے۔ جیسا کہ فارسی زبان کا محاورہ ہے کہ ''رحمت حق بہانہ می جوید'' یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت بہانہ تلاش کرتی ہے۔

ماں سے بھی زیادہ مہربان رب

ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں حمید سے روایت کی، انھوں نے کہا کہ:

''میرا ایک بھانجہ تھا، جو بڑا ہی نافرمان تھا۔ وہ بیمار ہوگیا۔ اس کی ماں نے مجھے بلوایا، جب میں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اس کی ماں اس کے سرہانے کھڑی ہوکر رورہی ہے۔ اس لڑکے نے مجھ سے پوچھا کہ اے ماموں! میری ماں کیوں رو رہی ہے؟ میں نے

Marfat.com

جواب دیا کہ یہ تمہاری برائیوں کی وجہ سے رو رہی ہے۔ لڑکے نے کہا کہ کیا میری ماں مجھ پر رحم نہ کرتی تھی؟ میں نے جواب دیا کہ کیوں نہیں! تو اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر میری ماں سے بھی زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ جب وہ مر گیا، تو میں اور کچھ دوسرے لوگوں نے اس کو قبر میں اتارا۔ جب میں نے اس پر اینٹیں رکھیں تو میں نے جھانک کر قبر میں دیکھا تو معلوم ہوا کہ جہاں تک نگاہ پہنچتی ہے، وہاں تک اس کی قبر کشادہ کر دی گئی ہے۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ کیا تم نے بھی وہی دیکھا، جو میں دیکھ رہا ہوں؟ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ تو میں سمجھ گیا کہ یہ اسی کلمہ کی وجہ سے ہے، جو اس نے مرتے وقت کہا تھا۔"

حوالہ:- شرح الصدور، اردو ترجمہ، ص ۳۱

علامت خاتمہ بالخیر اور موت کی سختیاں

حدیث:

امام ترمذی اور حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے، تو اسے موت سے پہلے عمل خیر کی توفیق دیتا ہے۔

حدیث:

ابن ابی الدنیا نے ام المومنین، سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے، تو اس کے مرنے سے ایک سال پہلے ایک فرشتہ مقرر فرما دیتا، جو اس کو راہ راست پر لگا تا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ خیر پر مر جاتا ہے اور لوگ کہتے ہیں کہ فلاں شخص اچھی حالت پر مرا ہے۔ جب ایسا شخص مرنے لگتا ہے، تو اس کی جان نکلنے میں جلدی کرتی ہے۔ وہ اس وقت خدا سے ملاقات کو پسند کرتا ہے اور خدا اس کی ملاقات کو۔

Marfat.com

اور جب اللہ تعالیٰ کسی کے ساتھ برائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے مرنے سے ایک سال پہلے اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتا ہے، جو اسے گمراہ کرتا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ اپنے بدترین وقت میں مرجاتا ہے۔ اس کے پاس جب موت آتی ہے، تو اس کی جان اٹکنے لگتی ہے۔ وہ خدا سے ملنے کو پسند نہیں کرتا ہے اور خدا اس سے ملنے کو۔

حوالہ:- شرح الصدور، اردو ترجمہ، ص ۳۲

اب کچھ احادیث اور روایات موت کی سختیوں کے متعلق پیش خدمت ہیں۔

حدیث:

امام بخاری نے ام المؤمنین، سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ حضور اقدس، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے پانی کا ایک برتن تھا۔ جس میں آپ ہاتھ ڈال کر اپنے چہرے پر لگاتے تھے اور فرماتے تھے:

" لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه اِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٍ " یعنی "اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، بے شک موت کی بھی سختیاں ہوتی ہیں۔"

حوالہ:- شرح الصدور، اردو ترجمہ، ص ۳۳

حدیث:

دینوری نے "مجالسہ" میں وہب بن عدی سے اور ابن ابی الدنیا نے زید بن اسلم سے روایت کی کہ:

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میں کسی بندے پر رحم فرمانا چاہتا ہوں، تو اس کی ہر برائی کا بدلہ دنیا ہی میں دے دیتا ہوں۔ کبھی بیماری سے، کبھی گھر والوں میں مصیبت ڈال کر، تنگیٔ معاش سے، پھر بھی اگر کچھ بچتا ہے، تو مرتے وقت اس پر سختی کرتا ہوں۔ حتی کہ جب وہ مجھ سے ملاقات کرتا ہے، تو گناہوں سے ایسا پاک ہوتا ہے جیسا کہ اس دن تھا، جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔

Marfat.com

اور مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! میں جس بندے کو عذاب دینے کا ارادہ رکھتا ہوں، تو اس کو اس کی ہر نیکی کا بدلہ دنیا ہی میں دے دیتا ہوں۔ کبھی جسم کی صحت سے، کبھی فراخیٔ رزق سے، کبھی اہل وعیال کی خوش حالی سے۔ پھر بھی اگر کچھ رہ جاتا ہے، تو مرتے وقت اس پر آسانی کر دی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ جب وہ مجھ سے ملتا ہے، تو اس کی نیکیوں میں سے کچھ بھی نہیں رہتا کہ وہ نار جہنم سے بچ سکے۔"

حوالہ:- شرح الصدور، اردو ترجمہ، ص ٣٤

حدیث:

طبرانی نے "معجم کبیر" میں اور ابونعیم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

"مؤمن کوئی گناہ کرتا ہے، تو موت کے وقت شدت کے ذریعہ اس کا کفارہ ہو جاتا ہے اور کافر جب کوئی نیک کام کرتا ہے، تو موت کے وقت آسانی کر کے اسے بدل دے دیا جاتا ہے۔"

حوالہ:-شرح الصدور، اردو ترجمہ، ص ٣٣

روایت:

ابن ابی الدنیا نے حضرت شداد بن اوس سے روایت کی کہ موت دنیا و آخرت کی ہولناکیوں میں سب سے زیادہ ہولناک ہے۔ یہ آروں کے چیرنے سے، قینچیوں کے کاٹنے سے اور ہانڈیوں کے ابال کھانے سے زائد ہے۔ اگر مردہ زندہ ہو کر موت کی تکلیفیں لوگوں کو بتا دیتا تو لوگوں کا عیش اور نیند سب کچھ ختم ہو جاتا۔

حوالہ:- شرح الصدور، اردو ترجمہ، ص ٣٧

روایت:

ابن ابی الدنیا نے امیر المؤمنین، خلیفۃ المسلمین، سیدنا مولیٰ علی مشکل کشا رضی

Marfat.com

اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا:

''قسم ہے اس کی! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ ایک ہزار (۱۰۰۰) چوٹیں تلوار کی میرے نزدیک بستر پر مرنے سے بہتر (آسان) ہیں۔''

حوالہ:- شرح الصدور، اردو ترجمہ، ص ۳۵

موت کے وقت نیک اور بد کی پہچان

موت کے وقت انسان طرح طرح کی بے چینی اور عجیب عجیب کیفیتیں محسوس کرتا ہے اور وہ کیفیات بطور علامت ظاہر بھی ہوتی ہیں اور ان علامات سے پتہ چلتا ہے کہ مرنے والا شخص نیک ہے یا بد؟ ان علامات کی احادیث کریمہ میں نشاندہی فرمائی گئی ہے۔ جیسا کہ:

حدیث:

جلیل القدر صحابیٔ رسول حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ:

''مرنے والوں میں تین علامتیں دیکھو۔

(۱) اگر اس کی پیشانی پر پسینہ آئے

(۲) آنکھوں میں آنسو آئیں

(۳) اور نتھنے پھیل جائیں

تو اللہ کی رحمت ہے۔ اور اگر

(۱) وہ اس طرح آواز نکالے، جس طرح نوجوان اونٹ جس کا گلا گھونٹا گیا ہو

(۲) رنگ پھیکا پڑ جائے اور

Marfat.com

(۳) جھاگ ڈالنے (نکالنے) لگے

تو یہ اللہ کے عذاب نازل ہونے کی علامت ہے۔"

حوالہ:- (۱) نوادر الاصول فی معرفة اخبار الرسول، مصنف: امام ابو عبداللہ محمد بن علی الحکیم الترمذی، المتوفی سنہ ۲۵۵ھ

(۲) شرح الصدور، اردو ترجمہ، ص ۳۴

حدیث:

حضرت سعید بن منصور خراسانی (المتوفی ۲۷۳ھ) نے اپنی کتاب "سنن" میں اور مروزی نے اپنی کتاب "جنائز" میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ:

"مؤمن کی خطاؤں میں سے اگر کوئی خطا باقی رہ جاتی ہے، تو مرتے وقت پیشانی کے پسینے سے اس کا کفارہ کردیا جاتا ہے۔"

نوٹ:

امام بیہقی نے بھی یہی روایت حضرت علقمہ بن قیس سے کی ہے۔

روایت

ابن ابی شیبہ اور مروزی نے حضرت سفیان بن سعید ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ:

(۱) بزرگان دین میت کی پیشانی کے پسینہ کو نیک فال سمجھتے تھے۔

(۲) علماء نے فرمایا کہ پیشانی پر پسینہ آنا، اس بات کی علامت ہے کہ یہ اپنے کئے ہوئے کاموں پر شرمندہ ہے۔ اور......

(۳) کسی کافر میں حیا کا نام نہیں ہوتا، لہذا اس پر یہ علامت ظاہر نہیں ہوتی۔

حوالہ:- شرح الصدور، اردو ترجمہ، ص ۳۴

Marfat.com

نکتہ

(۱) موت کے وقت مؤمن کی پیشانی پر پسینہ آنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ مؤمن کو موت کی شدت اور تکلیف کی وجہ سے پسینہ آجاتا ہے، جو اس کی پیشانی پر نمودار ہوتا ہے۔ اس کی وجہ سے اُسے گناہوں سے آزادی ملتی ہے اور اس کے درجات بلند ہوتے ہیں۔

(۲) پسینہ آنے سے اس طرف اشارہ ہوتا ہے کہ اس شخص نے دنیا میں مشقت برداشت کرکے، محنت کی اور حلال کی کمائی کا رزق حاصل کیا ہے اور اپنے نفس کو تنگی میں ڈال کر نمازیں ادا کیں اور روزے رکھے۔

(۳) آنکھوں میں آنسو آنا، اس بات کی دلیل ہے کہ یہ شخص دنیا میں جب عبادت کرتا تھا، تو اللہ کی یاد میں یا اللہ کے خوف سے اس کے آنسو بہتے تھے۔

(۴) نتھنے پھولنے کی علامت کا بھی نیک فال ہونا اس لئے شمار کیا گیا ہے کہ یہ شخص خوف وخشیت الٰہی سے جب روتا تھا، تو رونے کی وجہ سے اس کی ناک سے تیز سانس چلنے سے آواز نکلنے کے باعث اس کے نتھنے پھولتے تھے۔ وہی صورت اب موت کے وقت بھی ہوگئی ہے۔

(۵) کافر کی موت کے وقت جو تین علامتیں نمودار ہوتی ہیں وہ ملک الموت حضرت عزرائیل علیہ السلام کی خوفناک شکل وصورت دیکھ کر خوف، رعب، ڈر اور ہیبت طاری ہونے کی وجہ سے ہیں۔

Marfat.com

جاں کنی (سکرات کا عالم) اور تلقینکرنے کا بیان

مسئلہ :

جب موت کا وقت قریب آئے اور موت کی علامتیں پائی جائیں تو سنت طریقہ یہ ہے کہ:

(۱) اس کو داہنی کروٹ پر لٹا کر اس کا منہ قبلہ کی طرف کر دیں۔ یا

(۲) یہ بھی جائز ہے کہ اس کو چت لٹا کر اس کے پاؤں قبلہ کی طرف کر دیں کہ اس صورت میں بھی قبلہ کی طرف منہ ہو جائے گا۔ لیکن اس صورت میں سر کو تھوڑا اونچا رکھیں۔

(۳) اور اگر مندرجہ دونوں صورتوں کے مطابق قبلہ کی طرف منہ کرنا دشوار ہو کہ اس کو تکلیف ہوگی، تو جس حالت پر ہے، اسی حالت پر چھوڑ دیں۔

حوالہ:- در مختار ، بهار شريعت ، حصه ٤ ، ص ١٣٠

مسئلہ :

موت کے وقت حیض و نفاس والی عورتیں، اس کے پاس حاضر ہو سکتی ہیں۔ مگر جس کا حیض و نفاس منقطع ہو گیا ہو یعنی پورا ہو گیا ہو، مگر حیض و نفاس سے پاک ہونے کے بعد غسل نہیں کیا ہے، اسے جاں کنی کے وقت مرنے والے کے پاس نہیں آنا چاہیئے۔ اسی طرح جس پر جنابت کا غسل واجب ہے، چاہے وہ مرد ہو یا عورت، ایسے جنابت والے کو بھی میت کے پاس نہیں آنا چاہیئے۔

علاوہ ازیں یہ کوشش کریں کہ مکان میں کوئی تصویر یا کتا نہ ہو، اگر یہ چیزیں ہوں تو فوراً نکال دیں، کیونکہ جہاں تصویر یا کتّا ہوتا ہے وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے ہیں۔ نزع کے وقت اپنے لئے اور اس قریب المرگ کے لیے دعائے مغفرت کرتے رہیں اور کسی قسم کا کوئی برا جملہ زبان سے نہ نکالیں۔ کیونکہ اس وقت جو کچھ بھی کہا جاتا ہے

Marfat.com

فرشتے اس پر ''آمین'' کہتے ہیں۔

حوالہ:- عالمگیری، بہار شریعت، حصہ ٤، ص ١٣١

مسئلہ:

جاں کنی کی حالت میں، جب تک روح گلے کو نہ آئی ہو، اسے کلمۂ شہادت کی تلقین کرتے رہیں۔ یعنی اسے کلمۂ شہادت پڑھنا سکھائیں۔ اور تلقین کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کے قریب بلند آواز سے کلمۂ شہادت پورا ''اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ'' مسلسل پڑھتے رہیں۔ تلقین کرنے میں اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ خود کلمہ پڑھتے رہیں مگر اس قریب المرگ کو یہ حکم نہ دیں کہ پڑھ۔

حوالہ:- بہار شریعت، حصہ ٤، ص ١٣٠

مسئلہ:

جب اس نے کلمہ پڑھ لیا، تو تلقین موقوف کردیں۔ ہاں اگر کلمہ پڑھنے کے بعد اس نے کوئی بات کی تو پھر تلقین کریں کہ اس کا آخری کلام لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہو۔ (حوالہ:- ایضاً)

حدیث:

جلیل القدر صحابی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

''قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' یعنی ''حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنے مردوں کو لا الہ الا اللہ سکھاؤ۔''

حوالہ:- (١) صحیح مسلم شریف، جلد ١، ص ٣٠٠

(٢) جامع ترمذی شریف، جلد ١، ص ١١٧

(٣) السنن ابی داؤد، جلد ٢، ص ٤٤٤

(٤) السنن الکبریٰ للبیهقی، جلد ٣، ص ٣٨٣

Marfat.com

(٥) المعجم الکبیر للطبرانی، جلد ١٠، ص ٢٣٣

ضروری وضاحت

دورِ حاضر کے منافقین اس حدیث شریف سے غلط استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ حدیث شریف میں تو صرف " لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ " کی تلقین کرنے کا حکم ہے۔ " مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ " ساتھ میں پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ المختصر منافقین صرف آدھا کلمہ پڑھنے کا اصرار کرتے ہیں اور اپنے اس غلط دعویٰ کے ثبوت میں مندرجہ بالا حدیث شریف پیش کرتے ہیں۔

لیکن! حقیقت یہ ہے کہ کلمہ شریف کے دونوں جزء یعنی دونوں حصے تلقین کئے جائیں۔ یعنی پورا کلمہ شریف " لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ مُحَمَّدٌ رَّسولُ اللّٰہِ " تلقین کیا جائے۔ آدھا کلمہ یعنی صرف لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تلقین نہ کیا جائے۔

تلقین کرنے میں کلمہ شریف کے دونوں جزء (حصے) یعنی پورا کلمہ تلقین کیا جائے، اس کے ثبوت میں ملت اسلامیہ کے عظیم المرتبہ، اکابر ائمۂ دین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی مستند، معتبر اور معتمد کتابوں کے چند حوالے پیش خدمت ہیں:

(١) امام اجل، علامہ محمد بن عبد اللہ غزی تمرتاشی علیہ الرحمۃ والرضوان اپنی مشہور و معروف کتاب " تنویر الابصار " میں فرماتے ہیں:

" یُلَقَّنُ بِذِکْرِ الشَّھَادَتَیْنِ " یعنی " دونوں شہادتیں تلقین کی جائیں "

(٢) خاتمۃ المحققین، امام محمد بن علی دمشقی حصکفی علیہ الرحمۃ والرضوان اپنی مشہور زمانہ کتاب " درمختار " میں فرماتے ہیں:

" لِاَنَّ الْاُوْلیٰ لَا تُقْبَلُ بِدُوْنِ الثَّانِیَةِ "

یعنی " پہلی شہادت (لاالٰہ الا اللہ) دوسری شہادت (محمد رسول

اللہ) کے بغیر مقبول نہیں۔''

(۳) امام محقق، علامہ زین الدین بن نجیم مصری علیہ الرحمۃ والرضوان اپنی مستند ومعتمد کتاب ''بحر الرائق'' میں فرماتے ہیں:

'' لَقِّنْ الشَّهَادَةَ - بِاَنْ يُقَالَ عِنْدَهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ '' یعنی ''میت کو شہادت کی تلقین یوں کریں کہ اس کے پاس ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' پڑھیں۔''

(۴) امام جلیل، حضرت علامہ امام حافظ الدین نسفی علیہ الرحمۃ والرضوان اپنی مشہور و معتبر کتاب ''کافی شرح وافی'' میں فرماتے ہیں:

''لَقِّنْ الشَّهَادَةَ اَیْ قَوْلَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ '' یعنی ''شہادت کی تلقین کریں اور وہ یہ کہ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ''

(۵) شمس الملۃ والدین، علامہ امام شمس الدین محمد خراسانی، قہستانی (المتوفی ۹۶۲ھ) اپنی مشہور کتاب ''جامع الرموز'' میں فرماتے ہیں:

اَشَارَ فِی الْكَافِی وَالْمُضْمَرَاتِ اِلٰی اَنَّ الْمُرَادَ مِنَ الشَّهَادَةِ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

ترجمہ: ''کافی و مضمرات (دو کتابوں کے نام ہیں) میں اشارہ فرمایا کہ شہادت سے ''اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ'' مراد ہے۔''

طوالت کے خوف سے یہاں صرف پانچ ہی حوالے درج کئے گئے۔ میت کو پورا کلمہ تلقین کیا جائے کے ثبوت میں مندرجہ ذیل کتب معتمدہ و معتبرہ بھی، شاہد عدل ہیں:

- امام محقق، علامہ محمد بن امیر الحاج حلبی حنفی کی کتاب ''حلیہ شرح منیہ''

Marfat.com

- امام جلیل، علامہ عبدالرحمان بن محمد رومی کی " مجمع الانهر شرح ملتقی الابحر "
- امام اجل، علامہ برہان الدین حلبی کی "غنية المستملى شرح منية المصلی "
- علامہ محقق، امام ابو یوسف بن عمر کی "جامع المضمرات شرح قدوری "
- شیخ محقق، شاہ عبدالحق محدث دہلوی، المتوفی ۱۰۵۲ھ کی "اشعة اللمعات شرح مشکوۃ "
- شیخ الاسلام، ابوبکر بن محمد بن علی، حداد یمنی کی " جوهره نیره شرح مختصر القدوری "
- امام جلیل، علامہ ابوالسعود علی مسکین کی "شرح الکنز للملا مسکین "

المختصر! قریب المرگ کو پورا کلمہ تلقین کیا جائے۔ اگر اس نے کلمہ پڑھ لیا، تو یہ نیک گمان کرنا چاہیئے کہ اس کی مغفرت ہوگئی۔ کیونکہ حدیث شریف میں وارد ہے:

حدیث:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

" مَنْ كَانَ اٰخِرُ كَلَامِهٖ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ "

ترجمہ: "جس شخص کا آخری کلام لا الہ الا اللہ ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔"

حوالہ:- ابوداؤد، مشکوۃ شریف

حدیث:

ابن ابی الدنیا نے " کتاب المحتضرین " میں اور طبرانی و بیہقی نے " شعب

Marfat.com

الایمان'' میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ حضور اقدس، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ملک الموت علیہ السلام ایک مرنے والے شخص کے پاس آئے اور اس کے اعضاء چیر کر دیکھا لیکن کوئی عمل خیر نہ پایا۔ پھر اس کا دل چیرا، تو اس میں بھی کوئی عمل خیر نہ پایا۔ پھر اس کے جبڑوں کو چیرا، تو دیکھا کہ اس کی نوک زبان تالو سے لگی ہوئی ہے اور لا الہ الا اللہ کہہ رہا ہے۔ تو اس کلمہ کی وجہ سے اس کی مغفرت کر دی گئی۔''

حوالہ:- شرح الصدور ، اردو ترجمہ ، ص ۴۲

مرتے وقت کلمہ پڑھنا نصیب ہونا، بہت بڑی خوش قسمتی ہے۔ یہ خاتمہ بالخیر ہونے کی علامت اور جنت میں داخل ہونے کا اور نجات و مغفرت کا پروانہ ہے۔

مسئلہ :

تلقین کرنے والا نیک شخص ہو۔ اور اس وقت اس کے پاس نیک لوگوں کا ہونا بہت اچھی بات ہے۔ نیز اس وقت سورۂ یٰسین شریف کی تلاوت کرنا اور خوشبو کا ہونا مستحب ہے۔ مثلاً لوبان یا اگر بتیاں سلگانا۔

حوالہ:- عالمگیری ، بہار شریعت ،حصہ ٤ ، ص ۱۳۱

مسئلہ :

مرتے وقت معاذ اللہ اگر کسی کی زبان سے کلمۂ کفر نکلا تو کفر کا حکم نہ دیں گے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ موت کی سختی کی وجہ سے عقل جاتی رہی ہو اور بیہوشی کی حالت میں زبان سے کلمۂ کفر نکل گیا ہو۔

حوالہ:- در مختار ،بہار شریعت ، حصہ ٤ ، ص ۱۳۱

فضیلت:

قریب المرگ شخص کے پاس سورۂ یٰسین شریف یا سورۂ رعد پڑھنے سے اس کی

روح آسانی سے قبض ہوگی اور موت کی سختی میں کمی ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ

حدیث:

امام احمد، ابن ابی الدنیا اور دیلمی نے حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ حضور اقدس، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جس مرنے والے کے سرہانے سورۂ یٰسین پڑھی جاتی ہے، اس پر موت آسان ہوجاتی ہے۔"

ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، نسائی اور حاکم سے بھی یہ روایت مروی ہے۔

حوالہ:- شرح الصدور، اردو ترجمہ، ص ۴۰

حدیث:

ابن ابی شیبہ اور مروزی نے حضرت جابر بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ مرنے والے کے پاس سورۂ رعد کا پڑھنا مستحب ہے، کیونکہ اس سے مردہ پر آسانی ہوتی ہے۔

ہدایت:

قریب المرگ کو حالت سکرات میں چمچہ سے پانی بھی پلائیں کیونکہ اس وقت شدت سے پیاس محسوس ہوتی ہے۔ اگر آب زمزم شریف میسر ہو تو وہ پلائیں ورنہ جو بھی پانی دستیاب ہو وہ پلائیں۔

مسئلہ:

بعض جاہلوں میں یہ رواج ہے کہ جب عورت حالت نزع میں ہوتی ہے، تب اس کے شوہر کو اس کے پاس نہیں جانے دیتے۔ یہ غلط رواج ہے۔ جب تک عورت کے جسم میں روح باقی ہے، اگرچہ حالت سکرات میں ہو، بلاشبہ اس کی بیوی ہے اور اس وقت شوہر کو قریب نہ آنے دینا ظلم ہے اور اسی وقت سے رشتہ منقطع سمجھ لینا سخت جہالت ہے۔

Marfat.com

بلکہ بیوی کے انتقال کے بعد بھی شوہر کو دیکھنے کی اجازت ہے، البتہ ہاتھ لگانا منع ہے۔

حوالہ:- تنویر الابصار ، درمختار اور فتاوی رضویہ ، مترجم ، جلد ۹ ، ص ۱۳۹

جو جس حالت میں مرے گا، اسی حالت میں اٹھے گا

حدیث:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور اقدس، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مَنْ مَّاتَ عَلٰی شَیْءٍ بَعَثَهُ اللّٰه تَعَالیٰ عَلَیْهِ''

ترجمہ: ''جو جس حال پر مرے گا، اسے اللہ تعالیٰ اسی حال میں اٹھائے گا۔''

حوالہ:- (۱) المسند لاحمد بن حنبل ، جلد ۳ ، ص ۳۱٤

(۲) المستدرك للحاكم ، جلد ٤ ، ص ۳۱۳

(۳) كنز العمال للمتقي ، جلد ۱۵ ، ص ٦٨١

حدیث:

امام بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں اور ابونعیم نے ''حلیہ'' میں حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ، وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ:

''دیکھو! بغیر وضو ہرگز نہ سونا، کیونکہ روح کو جس حالت میں قبض کیا جاتا ہے، اسی حالت میں رکھا جاتا ہے۔''

حوالہ:- شرح الصدور ، اردو ترجمہ ، ص ٤٤

حدیث:

طبرانی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور اقدس، رحمت

Marfat.com

عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

''جس شخص کی روح کو ملک الموت نے عالم دنیا میں وضو کی حالت میں قبض کی، وہ باوضو مرنے والا شخص قیامت میں شہادت کا مرتبہ پائے گا۔''

حوالہ:- شرح الصدور ، اردو ترجمہ ، ص ٤٤

لہٰذا ہمیں ہر وقت باوضو رہنے کی عادت ڈالنی چاہیئے ۔ کیونکہ موت کا کوئی بھروسہ نہیں ۔کب آجائے؟ اگر باوضو موت آجائے گی، تو انشاء اللہ نجات اور مغفرت ہوجائے گی۔

5

پانچواں باب

روح نکلنے کا بیان

Marfat.com

روح کا قبض ہونا

مسئلہ:

جب روح نکل جائے تو ایک کپڑے کی چوڑی پٹی اس کے جبڑے کے نیچے سے سر پر لے جا کر گرہ دیدیں۔ یعنی اس کے جبڑے کو باندھ دیں تا کہ منہ کھلا نہ رہے اور آنکھیں بند کردی جائیں۔ انگلیاں اور ہاتھ پاؤں سیدھے کردیئے جائیں۔ یہ کام اس کے گھر والوں میں جو زیادہ نرمی کے ساتھ کرسکتا ہو، وہ کرے۔ مثلاً باپ یا بیٹا۔

حوالہ:- جوهره نیره ، بهار شریعت ، حصه ٤ ، ص ١٣١

مسئلہ:

آنکھیں بند کرتے وقت یہ دعا پڑھیں:

" بِسۡمِ اللّٰهِ وَ عَلٰى مِلَّةِ رَسُوۡلِ اللّٰهِ ، اَللّٰهُمَّ يَسِّرۡ عَلَيۡهِ اَمۡرَهٗ وَ سَهِّلۡ عَلَيۡهِ مَابَعۡدَهٗ وَ اَسۡعِدۡهُ بِلِقَائِكَ وَاجۡعَلۡ مَا خَرَجَ اِلَيۡهِ خَيۡرًا مِمَّا خَرَجَ عَنۡهُ "

ترجمہ: "اللہ کے نام کے ساتھ اور رسول اللہ کی ملت پر۔ اے اللہ! تو اس کے کام اس پر آسان کر اور اس کے بعد جو ہے، وہ اس پر آسان کردے اور اسے تو اپنی ملاقات سے نیک بخت کر اور جس (آخرت) کی طرف نکلا ہے اُسے اُس (دنیا) سے بہتر کر، جس سے نکلا ہے۔" حوالہ:- در مختار ، بهار شریعت ، حصه ٤ ، ص ١٣١

نکتہ

میت کے جبڑے باندھ کر منہ بند کرنا اور آنکھیں بھی بند کرنے میں یہ حکمت ہے کہ منہ کا کھلا رہنا اور ساتھ میں آنکھوں کا کھلا رہنا چہرے کو بدصورت بناتا ہے۔ کھلے

Marfat.com

منہ اور کھلی آنکھوں والا چہرہ دیکھنے میں بھدا معلوم ہوتا ہے۔ لہذا ایک مومن انتقال کے بعد بھی کسی کے نزدیک حقیر ہونا رب تبارک وتعالیٰ کو پسند نہیں۔ لہٰذا منہ اور آنکھیں بند کردی جائیں تاکہ دیکھنے والے کو ایسا محسوس ہو کہ یہ اللہ کا مؤمن بندہ گہری نیند میں سویا ہوا ہے۔

موت کے وقت آنکھیں کھلی کیوں رہتی ہیں؟

عام طور سے دیکھا گیا ہے کہ جب کسی کا انتقال ہوتا ہے، تو اس کی آنکھیں کھلی رہ جاتی ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ احادیث کریمہ کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں:

حدیث:

ام المؤمنین، سیدتنا ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے:

''دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلىٰ اَبِى سَلْمَةَ وَ قَدْ شَقَّ بَصَرُهٗ فَاَغْمَضَهٗ ثُمَّ قَالَ اِنَّ الرُّوْحَ اِذَا قُبِضَ تَبِعَهُ الْبَصَرُ فَضَجَّ نَاسٌ مِنْ اَهْلِهٖ فَقَالَ : لَا تَدْعُوْا عَلىٰ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا بِخَيْرٍ فَاِنَّ الْمَلٰئِكَةَ يُؤَمِّنُوْنَ عَلىٰ مَا تَقُوْلُوْنَ''

ترجمہ: ''حضور اقدس، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے وقت تشریف لائے، تو ملاحظہ فرمایا کہ حضرت ابو سلمہ کی آنکھیں کھلی ہیں، تو آپ نے ان کو اپنے دست کرم سے بند فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ جب روح قبض ہو جاتی ہے۔ تو نگاہ اس کا پیچھا کرتی ہے۔ (یعنی پیچھے پیچھے اسے دیکھتی جاتی ہے) یہ سن کر حضرت ابو سلمہ کے گھر والے چیخ کر آواز سے رونے لگے۔ تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی طرف سے بھلائی کے علاوہ اور کوئی دوسرا جملہ نہ کہو، کیونکہ

Marfat.com

بے شک تم جو کچھ بھی کہتے ہو اس پر فرشتے آمین کہتے ہیں۔"

حوالہ:- (۱) صحیح مسلم شریف ، جلد ۱ ، ص ۳۰۰

(۲) ابو داؤد شریف ، جلد ۲ ، ص ۲٤٤

(۳) مسند امام احمد بن حنبل ، جلد ٦ ، ص ۲۹۷

(٤) سنن کبری للبیهقی، جلد ۳، ص ۳۸٤

(۵) جامع مسانید ابی حنیفه، جلد ۱ ، ص ۱۵۷

(٦) فتاوی رضویه ، جلد ٤ ، ص ۱۹

حدیث:

حاکم نے شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور اقدس، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جب کوئی مرنے لگے تو اس کی آنکھیں بند کردو کہ جب روح نکلتی ہے، تو نگاہ اس کا تعاقب (پیچھا) کرتی ہے۔

حوالہ:- شرح الصدور ، بشرح حال الموتیٰ والقبور، از:- علامہ جلال الدین سیوطی ، اردو ترجمہ، ص ٤٤

حدیث:

ابن مردویہ اور ابن مندہ نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

" کوئی بھی شخص جنت یا جہنم میں اپنا مقام دیکھے بغیر دنیا سے رخصت نہیں ہوتا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ جب وہ مرنے کے قریب ہوتا ہے تو اس کے پاس فرشتوں کی دو صفیں کھڑی ہو جاتی ہیں، ان کے چہرے آفتاب کی طرح چمکتے ہیں۔ وہ مرنے والا ان کو دیکھتا ہے، اور کوئی نہیں دیکھتا، اگرچہ تم یہی سمجھتے ہو کہ مردہ تمہاری طرف دیکھ رہا ہے۔ ہر فرشتے کے پاس جنتی کفن اور خوشبوئیں ہوتی ہیں۔ اب اگر مرنے والا مؤمن ہے تو فرشتے

اس کو جنت کی بشارت دے کر کہتے ہیں کہ اے مطمئن نفس ! اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی جنت کی طرف نکل آ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے وہ انعامات رکھے ہیں، جو دنیا اور دنیا میں جو کچھ بھی ہے، اس سے بہتر ہیں۔ فرشتے نہایت ہی نرمی اور مہربانی سے اس کو یہ خوشخبری سناتے ہیں۔ اور یکے بعد دیگرے ہر ناخن اور ہر جوڑ سے اس کی روح نکالتے ہیں۔ اور یہ سب اس مرنے والے پر آسان ہوتا ہے اگرچہ تم اسے سخت سمجھتے ہو، یہاں تک کہ اس کی روح تھوڑی (ڈاڑھی) تک پہنچ جاتی ہے۔

اب روح جسم سے باہر نکلنے کو اس سے بھی زیادہ برا جانتی ہے، جتنا کہ ماں کے پیٹ سے بچہ نکلنے کو۔ تو فرشتے آپس میں اختلاف کرتے ہیں کہ اس کی روح کو اٹھانے کا شرف کون حاصل کرے۔ بالآخر حضرت عزرائیل (ملک الموت) علیہ السلام اس کی روح کو لے لیتے ہیں۔ پھر حضور اقدس، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قرآن مجید کی یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی کہ ''قُلْ يَتَوَفّٰكُم مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِىْ وُكِّلَ بِكُمْ''

(سورۃ السجدۃ، آیت: ۱۱)

ترجمہ: ''تم فرماؤ تمہیں وفات دیتا ہے موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر ہے۔''

(کنزالایمان)

ملک الموت اس روح کو سفید کپڑوں میں لے کر اپنی گود میں ایسا دباتے ہیں کہ ماں بھی اپنے بچے کو اتنی محبت سے نہیں دباتی۔ پھر اس روح سے مشک سے بہتر خوشبو نکلتی ہے، جسے فرشتے سونگھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ''اے پاک روح! اے پاک خوشبو! خوش آمدید'' اور اس کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو بشارت دیتے ہیں۔ اس کے لیے آسمان کے دروازے کھلتے ہیں اور وہ روح آسمان کے جس دروازے پر پہنچتی ہے، اس کے فرشتے اس کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ وہ روح

Marfat.com

بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوتی ہے۔ باری تعالیٰ ارشاد فرمائے گا، اے پاک نفس اور اے پاک جسم! جس سے تو نکل کر آئی ہے، خوش آمدید! اور جب اللہ تعالیٰ کسی سے مرحبا فرماتا ہے تو کائنات کی ہر چیز اس کو مرحبا کہتی ہے اور اس کی تمام تنگی دور ہوتی ہے۔

پھر رب تبارک وتعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ اس پاک نفس کو جنت میں لے جاکر اس کی قیام گاہ دکھاؤ اور سب نعمتیں دکھاؤ جو میں نے اس کے لیے تیار کی ہیں اور پھر اسے زمین کی طرف واپس لے جاؤ کیونکہ میں فیصلہ کر چکا ہوں میں اس کو زمین سے پیدا کروں گا، زمین میں داخل کروں گا اور پھر زمین میں لوٹاؤں گا۔ پس اب وہ روح زمین کی طرف جانے کو جسم سے نکلنے سے بھی زیادہ برا سمجھے گی اور پوچھے گی کیا تم مجھ کو پھر اسی جسم کی طرف لے چلتے ہو، جس سے رہائی حاصل کر کے میں آئی تھی؟ فرشتے کہیں گے کہ ہم کو اسی بات کا حکم دیا گیا ہے۔ وہ فرشتے اس روح کو اتنی دیر میں واپس لے آئیں گے، جتنی دیر میں لوگ میت کے جسم کے غسل اور کفن سے فارغ ہوں گے۔ پھر فرشتے اس روح کو اس کے جسم اور کفن میں داخل کر دیں گے۔

حوالہ:- شرح الصدور، اردو ترجمہ، ص ۷۲

6

چھٹا باب

بعد موت کے مسائل

Marfat.com

موت کے فوراً بعد کے مسائل

مسئلہ :

انتقال ہونے کے بعد جتنا جلدی ہو سکے میت کے پیٹ پر کوئی بھاری چیز رکھ دی جائے۔ مثلاً لوہے کی کوئی چیز، یا گیلی مٹی یا اور کوئی چیز، تاکہ میت کا پیٹ پھول نہ جائے۔ لیکن وہ چیز ضرورت سے زیادہ وزنی نہ ہو کہ میت کو تکلیف پہنچے۔

حوالہ:- عالمگیری، درمختار، بہار شریعت، حصہ ٤، ص ١٣١

مسئلہ :

میت کے سارے بدن کو کسی صاف کپڑے سے چھپا دیں کہ اس کا جسم نظر نہ آئے اور میت کو چارپائی یا تخت وغیرہ کسی اونچی جگہ پر رکھیں تاکہ زمین کی سیل (نمی) میت کو نہ پہنچے۔ (حوالہ:- ایضاً)

حدیث:

ام المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے: "اِنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وسَلَّمَ حِیْنَ تُوُفِّیَ سُجِّیَ بِبُرُدِ حَبِرَۃٍ" یعنی "جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہوا، تو آپ کے جسم اطہر کو حبرہ کی چادر ڈال کر ڈھانپ دیا گیا۔" (ابو داؤد)

مسئلہ :

میت کے غسل، کفن اور دفن میں جلدی کریں۔ بلا وجہ تاخیر نہ کریں۔ کیونکہ حدیث شریف میں اس کی تاکید وارد ہے۔

حوالہ:- جوہرہ نیرہ، بہار شریعت، حصہ ٤، ص ١٣٢

حدیث:

حضرت ابو داؤد کی حدیث میں ہے کہ حضور اقدس، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیمار پرسی کرنے تشریف لائے اور جب واپس تشریف لے جانے لگے تو فرمایا کہ طلحہ کے وفات کا وقت اب قریب آ گیا ہے۔ لہٰذا جب یہ فوت ہو جائیں تو مجھے خبر کرنا تا کہ میں ان کی نماز جنازہ پڑھ سکوں۔ اور پھر ارشاد فرمایا: ''عَجِّلُوْا بِهٖ فَاِنَّهٗ لَا یَنْبَغِیْ لِجِیْفَةِ مُسْلِمٍ تُحْبَسَ بَیْنَ ظَهْرَانَیْ اَهْلِهٖ '' یعنی'' ان کے کفن و دفن کی تیاری جلدی کرنا۔ اس لیے کہ مسلمان کی لاش کو اس کے اہل و عیال کے پاس زیادہ دیر تک رکھنا مناسب نہیں۔''

حوالہ:- (۱) سنن ابو داؤد ،کتاب الجنائز ، جلد ۲، ص ۴۵۰

(۲) فتاوی رضویه ، جلد ٤ ، ص ٥٠

حدیث:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: '' اِذَا مَاتَ اَحَدُکُمْ فَلَا تَحْبِسُوْهُ وَ اَسْرِعُوْا بِهٖ اِلٰی قَبْرِهٖ ''

ترجمہ: ''جب تم سے کوئی مرے، تو اسے نہ روکو اور جلدی دفن کو لے جاؤ''

حوالہ:- (۱) المعجم الکبیر للطبرانی ، جلد ۱۲، ص ٤٤٤

(۲) الدر المنثور للسیوطی ، جلد ۱ ، ص ۳۸

(۳) کنز العمال للمتقی ، جلد ۱۵، ص ۸۵۲

(٤) فتاویٰ رضویه ، جلد ٤ ، ص ٥٠

مسئلہ:

میت کو غسل دینے سے پہلے بھی اس کے پاس بیٹھ کر قرآن مجید کی تلاوت کرنا

Marfat.com

جائز ہے، جبکہ اس کا تمام بدن کپڑے سے چھپا ہو۔ اور تسبیح و دیگر اذکار میں مطلقاً کوئی حرج نہیں۔

حوالہ:- رد المحتار، بهار شريعت، حصه ٤، ص ١٣٢

مسئلہ :

پڑوسیوں اور اس کے دوست واحباب کو اس کی موت کی خبر کریں تا کہ نمازیوں کی تعداد زیادہ ہو اور وہ سب اس میت کے لیے دعا کریں گے کہ ان پر حق ہے کہ اس کی نماز جنازہ پڑھیں اور دعا کریں۔

حوالہ:- عالمگیری، بهار شريعت، حصه ٤، ص ١٣٢

مسئلہ :

بازار اور شارع عام پر اس کی موت کی خبر دیں یعنی اعلان کریں۔ بلند آواز سے موت کی خبر کا اعلان کرنے میں حرج نہیں۔ البتہ جہالت کی عادت کے مطابق بڑے بڑے الفاظ القاب سے اعلان نہ کریں۔

حوالہ:- جوهره نيره، رد المحتار، اور بهار شريعت، ايضاً

مسئلہ :

ناگہانی یعنی اچانک موت سے مرا۔ مثلاً ہارٹ فیل یا ہیمرج (Cerebral Haemorrhage) سے مرا تو جب تک موت کا یقین نہ ہو، تب تک تجہیز و تکفین (کفن، دفن) نہ کریں۔ (حوالہ:- ایضاً)

نوٹ:

ناگہانی موت کے تعلق سے لوگ طرح طرح کی غلط فہمیوں میں مبتلا ہیں اور طرح طرح کے تخیلات رکھتے ہیں۔ اچانک ہونے والی موت کے تعلق سے ایک حدیث پیش خدمت ہے۔

Marfat.com

حدیث

امام ابوبکر احمد بن حسین بن علی المعروف بہ امام بیہقی المتوفی ۴۵۸ھ نے اپنی مشہور و معروف کتاب ''شعب الایمان'' میں حضرت عبداللہ بن عبید بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ میں نے ام المؤمنین، سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مرگ مفاجات یعنی اچانک آنے والی موت کے بارے میں دریافت کیا کہ کیا ایسی موت بُری ہے؟ آپ نے فرمایا کیونکر بُری ہے؟ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں دریافت کیا، تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مؤمن کے لیے تو رحمت ہے، لیکن فاجر کے لیے افسوس ناک گرفت ہے۔

حوالہ:- شرح الصدور، از: سیوطی ، اردو ترجمہ ،ص ۳۹

مسئلہ :

عورت مرگئی اور اس کے پیٹ میں بچہ حرکت کر رہا ہے، تو بائیں جانب سے پیٹ چاک کر کے بچہ نکالا جائے اور اگر عورت زندہ ہے اور اس کے پیٹ میں بچہ مرگیا اور عورت کی جان پر بنی ہو یعنی اگر مرا ہوا بچہ عورت کے پیٹ میں رہنے سے عورت کی جان کا خطرہ ہے تو بچہ کاٹ کر بھی نکال لیا جائے۔

حوالہ:- عالمگیری ، در مختار ، بہار شریعت حصہ ٤، ص ۱۳۲

مسئلہ:

بچہ زندہ پیدا ہو یا مردہ، اس کی خلقت تمام ہو یا ناتمام، بہر حال اس کا نام رکھا جائے ، اور قیامت کے دن اس کا حشر ہوگا۔

حوالہ:- درمختار، ردالمحتار، بہار شریعت، حصہ ٤،ص ۱۵۹

Marfat.com

7

ساتواں باب

میت کے غسل کا بیان

میت کو غسل دینے کا بیان

مسئلہ :

میت کو غسل دینا فرض کفایہ ہے۔یعنی اگر بعض لوگوں نے میت کو غسل دیدیا،تو سب لوگوں کے ذمہ سے غسل دینے کا فرض ساقط ہو گیا۔

حوالہ:- عالمگیری ، بہار شریعت ، حصہ ٤ ، ص ١٣٢

میت کو غسل دینا فرض کفایہ ہونے کے ساتھ ساتھ بے حساب اجر وثواب حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔اگر میت کو خلوص دل اور حصول ثواب کی نیت سے کوئی شخص غسل دیتا ہے،تو اس کو کتنا ثواب ملتا ہے،وہ حدیث شریف میں ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث:

امیر المؤمنین، خلیفۃ المسلمین ،سیدنا مولیٰ علی مشکل کشا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”مَنْ غَسَّلَ مَيِّتاً وَّ كَفَّنَهٗ وَ حَنَّطَهٗ وَ حَمَلَهٗ وَ صَلّٰى عَلَيْهِ وَ لَمْ يُفْشِ عَلَيْهِ مَا رَاٰى خَرَجَ مِنْ خَطِيْئَتِهٖ مِثْلَ يَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ “

ترجمہ: ”جس نے میت کو غسل دیا، کفن دیا،خوشبو دی ، کاندھا دیا اور اس کی نماز جنازہ پڑھی اور اس کے عیب ظاہر نہ کیے،تو ایسا کرنے والا گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے، جیسا کہ وہ پیدائش کے دن پاک تھا۔“

حوالہ:- ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب غسل المیت،ص ١٠٦

میت کو غسل دینے کا طریقہ

■ جس تختے پر میت کو نہلانا ہو، اسے تین یا سات یا پانچ مرتبہ دھونی دیں۔یعنی

Marfat.com

کوئی خوشبو سلگا کر اس کو تختہ کے ارد گرد پھرائیں۔

■ پھر میت کو اس تختہ پر لٹا دیں اور میت کے ناف سے لے کر گھٹنوں تک کوئی کپڑا ڈال دیں اور کپڑا ڈالنے کے بعد میت کے جسم پر جو کپڑے ہوں ان (ملبوسات) کو یکے بعد دیگرے اتار دیں۔ ان پہنے ہوئے کپڑوں کو اتارتے وقت اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ ناف سے گھٹنوں تک جو کپڑا ڈالا ہوا ہے وہ ہٹنے یا کھسکنے نہ پائے اور میت کے جسم کا وہ حصہ جو شرعاً ستر عورت ہے، وہ ظاہر ہونے نہ پائے۔

■ پھر غسل دینے والا اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ لے اور سب سے پہلے میت کو استنجاء کرائے۔ بغیر کپڑا لپیٹے میت کو غسل دینے والا میت کے مقام استنجاء یعنی آگے، اور پیچھے کی شرمگاہ کو نہ چھوئے۔ کیونکہ جس طرح انسان کے بعض اعضاء کا دیکھنا منع ہے، اسی طرح ان اعضاء کو بغیر حائل یعنی ننگے ہاتھوں چھونا بھی منع ہے۔ چاہے وہ زندہ ہو یا مردہ۔ المختصر! میت کو نہلانے والا اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر ہی میت کے مخصوص اعضاء کو دھوئے۔

■ استنجاء کرا لینے کے بعد ہاتھ پر لپیٹے ہوئے کپڑوں کو نکال دیں اور دونوں ہاتھوں کو کلائیوں تک تین مرتبہ دھو کر پاک کر لے اور پھر میت کو وضو کرائے۔

■ میت کو وضو کرانے کا طریقہ یہ ہے کہ میت کو کلی نہیں کرائی جائے گی اور اسی طرح ناک میں پانی بھی نہیں ڈالا جائے گا۔ کیونکہ منہ اور ناک میں ڈالا ہوا پانی باہر نکالنے کی میت میں طاقت و قدرت نہیں ہوتی لہٰذا، کلی کرانے کے بجائے کوئی کپڑا یا روئی بھگو کر (تر کر کے) اس کے دانتوں، مسوڑھوں اور ہونٹوں پر پھیر دیں اور ناک میں پانی ڈالنے کے بجائے بھیگا ہوا کپڑا یا روئی اس کے ناک کے نتھنوں پر مل دیں۔ پھر میت کا چہرہ دھوئیں۔ اس کے بعد دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھوئیں۔

■ وضو کرانے کے بعد میت کا پورا جسم اس طرح دھوئیں کہ میت کے منہ، ناک اور

Marfat.com

کانوں میں روئی بھر دیں تا کہ غسل دیتے وقت ان راستوں سے پانی جسم کے اندر داخل نہ ہوسکے۔ پھر سب سے پہلے میت کا سر دھویا جائے۔ پھر میت کو بائیں کروٹ پر لٹا دیں اور میت کی دائیں کروٹ دھوئیں یعنی دائیں کروٹ پر کم از کم اتنا پانی ڈالیں کہ پانی دائیں کروٹ سے بہتا ہوا بائیں کروٹ کو دھوتا ہوا، تختے تک پہنچ جائے۔ پھر میت کو دائیں کروٹ لٹا کر مثل سابق بائیں کروٹ کو دھوئیں۔ ہر کروٹ دھونے میں کم از کم تین مرتبہ پانی ڈالا جائے۔

■ سر اور دونوں کروٹیں دھو لینے کے بعد میت کو سہارا دے کر ٹیک لگا کر بٹھائیں اور اس کے پیٹ پر آہستہ آہستہ نرمی سے ہاتھ پھیریں یعنی ہاتھ کو اوپر سے نیچے کی طرف لائیں تا کہ اگر پیٹ میں کوئی غلاظت باقی رہ گئی ہو تو وہ باہر نکل جائے۔

■ مندرجہ بالا ترکیب سے میت کو بٹھا کر پیٹ پر نرمی سے ہاتھ پھیرنے سے اگر کچھ نکلے، تو اسے پانی سے دھو کر صاف کر دیا جائے لیکن اب دوبارہ وضو کرانے کی یا پھر سے غسل دینے کی ضرورت نہیں۔

■ آخر میں سر سے پاؤں تک پورے جسم پر کافور (کپور) کا پانی یعنی کافور ڈالا ہوا پانی تین مرتبہ بہائیں۔ اور بعد میں کسی پاک کپڑے سے بدن کو آہستہ اور نرمی کے ساتھ پونچھ لیا جائے۔

حوالہ:- ماخوذ از عامۂ کتب اور بہار شریعت، حصہ ٤، ص ١٣٣

مسئلہ:

میت کے سر کے اور ڈاڑھی کے بالوں کو ''گل خیرو'' سے دھوئیں، اگر یہ نہ ہو تو کسی پاک صابن سے یا بیسن (چنے کی دال کے آٹے) سے یا اور کسی چیز سے دھوئیں، ورنہ صرف خالص پانی بھی کافی ہے۔ (حوالہ:-ایضاً)

Marfat.com

نوٹ:

گل خیرو یعنی نیلے رنگ کا ایک پھول جو بطور دوا استعمال ہوتا ہے۔

حوالہ:- فیروز اللغات، ص ۱۱۰۱

مسئلہ :

میت کو نیم گرم پانی سے غسل دینا مستحب ہے کیونکہ ٹھنڈے پانی کے مقابلے میں گرم پانی جسم سے میل کچیل جلدی اور آسانی سے دور کرتا ہے۔علاوہ ازیں حضور اقدس، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانۂ خیر القرون میں نیم گرم پانی سے غسل دیا جاتا تھا۔

حوالہ:۱

" یُصَبُّ عَلَیْهِ مَاءٌ مُغْلیٰ بِسِدْرٍ اِنْ تَیَسَّرَ وَ اِلَّا فَمَاءٌ خَالِصٌ "

ترجمہ: "اس میت پر بیری میں جوش دیا ہوا پانی بہایا جائے، اگر میسر ہو، ورنہ سادہ پانی۔"

حوالہ:- (۱) در مختار، باب صلوۃ الجنائز، جلد ۱، ص ۱۲۰

(۲) فتاویٰ رضویہ، مترجم، جلد ۹، ص ۵۱۸

حوالہ:۲

" اَفَادَ اَنَّ الْحَارَّ اَفْضَلُ، سَوَاءٌ کَانَ عَلَیْهِ وَسَخٌ اَوْ لَا "

ترجمہ: "اس سے مستفاد ہوا کہ گرم پانی بہتر ہے، میت کے جسم پر میل ہو یا نہ ہو۔"

حوالہ:- (۱) رد المحتار، باب صلوۃ الجنائز، جلد ۱، ص ۵۷۵

(۲) فتاویٰ رضویہ، مترجم، جلد ۹، ص ۵۱۸

حدیث:

حضرت ام قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا:

" تُوُفِّیَ اِبْنِیْ فَجَزِعْتُ عَلَیْهِ فَقُلْتُ لِلَّذِیْ یُغَسِّلُهٗ لَا تُغَسِّلِ ابْنِیْ بِالْمَاءِ الْبَارِدِ فَتَقْتُلُهٗ، فَانْطَلَقَ عُکَاشَةُ ابْنُ مِحْصَنٍ اِلٰی رَسُوْلِ

Marfat.com

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَہٗ بِقَوْلِہَا فَتَبَسَّمَ ثُمَّ قَالَ مَا قَالَتْ طَالَ عُمُرُھَا، فَلَا نَعْلَمُ اِمْرَأَۃً عُمِّرَتْ مَا عُمِّرَتْ"

ترجمہ: "میرے بیٹے کا انتقال ہو گیا اور میں اس پر رونے پیٹنے لگی۔ پس میں نے اپنے بیٹے کو غسل دینے والے شخص سے کہا کہ میرے بیٹے کو ٹھنڈے پانی سے غسل نہ دو اور اسے اذیت نہ پہنچاؤ۔ حضرت ام قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ قول سن کر حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر حضرت ام قیس کا قول سرکار دو عالم سے بیان کیا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تبسم فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ام قیس کی عمر طویل ہو، انہوں نے کیا کہا۔ (یعنی کیا ہی اچھا جملہ کہا) راوی نے بیان کیا کہ ہمیں نہیں معلوم کہ کسی عورت کی عمر اتنی طویل ہوئی ہو، جتنی کہ ام قیس کی عمر طویل ہوئی۔"

نوٹ:

اور یہ یعنی حضرت ام قیس کی عمر کا طویل ہونا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مقدس دعا کی برکت کی وجہ سے تھا۔

حوالہ:- نسائی شریف، از: امام احمد بن شعیب نسائی، المتوفی ۳۰۳ھ

مسئلہ:

مردے کو غسل دینے کے لیے جو پانی تیار کیا جائے اس میں بیری کے پتے (یعنی بیر کے درخت کے پتے) اور کافور ملانا سنت ہے۔

حوالہ:- بہار شریعت، حصہ ۴، ص ۱۳۳

حدیث:

حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور:-

Marfat.com

"نَحنُ نُغَسِّلُ اِبْنَتَهٗ اُمَّ کُلثُوم فقَالَ اِغسلنَها ثَلَاثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ اَکْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ اِنْ رَاَیْتُنَّ ذٰلِكَ بِمَاءٍ وَّ سِدْرٍ وَاجْعَلْنَ فِی الْاٰخِرَۃِ کَافُوْرًا اَوْ شَیْئًا مِنْ کَافُوْرٍ۔"

ترجمہ: "ہم آپ کی صاحبزادی ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو غسل دے رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ اسے تین یا پانچ مرتبہ یا اس سے زیادہ جتنا تم مناسب سمجھو غسل دو۔ غسل پانی اور بیر سے دینا اور آخر میں کافور یا کچھ کافور ملا ہوا پانی بہانا۔"

حوالہ:- (۱) الصحیح لمسلم، کتاب الجنائز، جلد ۱، ص ۳۰۴
(۲) الجامع الصحیح للبخاری، جلد ۱، ص ۱۶۸
(۳) فتاوی رضویہ، جلد ٤، ص ۱۳۰

نکتہ

علماء کا کہنا ہے کہ بیری کے پتوں اور کافور کے پانی سے میت کو غسل دینے اور میت کے جسم پر کافور ملنے میں یہ حکمت ہے کہ بیر کے پتوں سے بدن کا میل اچھی طرح صاف ہو جائے گا اور کافور کے استعمال سے قبر میں کیڑے، مکوڑے اور موذی جانور قریب نہیں آتے۔

مسئلہ:

میت کے پورے بدن پر ایک مرتبہ پانی بہانا فرض ہے اور تین مرتبہ پانی بہانا سنت ہے۔ حوالہ:- عالمگیری، بہار شریعت، حصہ ٤، ص ۱۳۳

مسئلہ:

جس جگہ میت کو غسل دیتے ہوں وہاں پردہ کرلیں یا جس کمرے میں غسل دیتے ہوں، اس کمرے کا دروازہ بند کردیں۔ تاکہ میت کو غسل دینے والوں اور غسل دینے میں مدد کرنے والوں کے علاوہ اور کوئی نہ دیکھے۔ (حوالہ:- ایضاً)

Marfat.com

مسئلہ :

میت کوغسل دیتے وقت جس تختے پرلٹاتے ہیں اس میں یہ کوئی ضروری نہیں کہ میت کوتختہ پرکس سمت لٹائیں ۔ غسل دیتے وقت میت کوجس طرح قبرمیں لٹاتے ہیں، اس طرح بھی لٹا سکتے ہیں، یا قبلہ کی طرف پاؤں کر کے حالت سکرات میں جس طرح لٹاتے ہیں، اس طرح بھی لٹا سکتے ہیں یا پھر جس طرف سہولت اور آسانی ہواس طرح لٹاسکتے ہیں۔اس کی کوئی قید نہیں۔ (حوالہ:- ایضاً)

مسئلہ :

میت کونہلانے والا باطہارت ہو۔اگرمیت کوکسی جنبی نے یعنی جس کو جنابت کا غسل کرنے کی حاجت تھی، یا حیض والی عورت نے غسل دیا تو مکروہ ہے، لیکن پھربھی غسل ہوجائے گا۔اوراگر بے وضو نے میت کونہلایا تو کراہت بھی نہیں۔ (حوالہ:-ایضاً)

مسئلہ :

بہتر تو یہ ہے کہ میت کوغسل دینے والا میت کا سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار ہو اگر وہ موجود نہ ہو، یا موجود تو ہے مگر میت کونہلانا نہیں جانتا، تو ایسی صورت میں کوئی پرہیز گاراور امانت دار شخص میت کوغسل دے۔ (حوالہ:- ایضاً)

مسئلہ :

نہلانے والا شخص نیک، متقی، پرہیز گار اور معتمد یعنی بھروسہ کے لائق شخص ہو۔ اور میت کو پوری طرح اور سنت طریقے سے غسل دے اور کسی قسم کی کوتاہی یا کمی نہ کرے۔ علاوہ ازیں وہ ایسا باشعور بھی ہو کہ میت سے کوئی اچھی بات دیکھے مثلاً چہرہ چمک اٹھا، یا میت کے بدن سے خوشبو آئی، تو اسے لوگوں کے سامنے بیان کرے اور اگر کوئی بری بات دیکھے مثلاً چہرہ مسخ ہوگیا یا چہرہ کا رنگ سیاہ ہوگیا یا میت کے بدن سے بدبو آئی یا اس کی صورت یا اعضاء میں تغیر آگیا، تو کسی سے نہ کہے بلکہ اسے چھپائے۔اور ایسی باتوں کا

لوگوں کے سامنے انکشاف کرنا جائز بھی نہیں۔ کیونکہ حدیث شریف میں ارشاد ہوا کہ اپنے مردوں کی خوبیاں بیان کرو اور اس کی برائیوں سے باز رہو۔

حوالہ:- جوھرہ نیرہ، بھار شریعت، حصہ ٤، ص ١٣٤

حدیث:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

"اُذْکُرُوْا مَحَاسِنَ مَوْتَاکُمْ وَ کُفُّوْا عَنْ مَسَاوِیْھِمْ"

ترجمہ: "اپنے مردوں کی بھلائیاں یاد کرو اور ان کی برائیوں سے رک جاؤ۔"

(ترمذی شریف)

حدیث:

"عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: لِیُغَسِّلَ مَوْتَاکُمُ الْمَامُوْنُوْنَ"

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے مردوں کو امانت دار اشخاص غسل دیں۔"

(ابن ماجہ)

مسئلہ:

اگر کوئی بدمذہب، بدعقیدہ، گستاخ رسول مرا اور اس کا چہرہ مسخ ہوگیا، یا چہرے کا رنگ سیاہ ہوگیا، یا اور کوئی بری علامت ظاہر ہوئی، تو اس کو بیان ضرور کرنا چاہیے تاکہ لوگوں کو عبرت اور نصیحت ہو۔

حوالہ:- عالمگیری، بھار شریعت، حصہ ٤، ص ١٣٤

مسئلہ:

میت کو نہلانے والے کے پاس خوشبو سلگانا مستحب ہے۔ تاکہ اگر میت کے

Marfat.com

بدن سے بدبو آئے تو اسے پتہ نہ چلے، ہوسکتا ہے کہ نہلانے والا میت کے بدن سے نکلنے والی بدبو محسوس کر کے گھبرا جائے یا اسے متلی وغیرہ کی تکلیف ہو۔

حوالہ:- جوہرہ نیرہ، بہار شریعت، حصہ ٤، ص ١٣٤

مسئلہ:

میت کو نہلانے والا بقدر ضرورت ہی میت کے اعضاء کی طرف نظر کرے۔ بلا ضرورت میت کے کسی بھی حصۂ بدن (عضو) کی طرف نہ دیکھے۔ ممکن ہے کہ میت کے بدن میں کوئی عیب ہو، جسے وہ اپنی حیات میں چھپاتا تھا۔ (حوالہ:- ایضاً)

مسئلہ:

جب یا حیض یا نفاس والی عورت یا جس مرد پر جنابت کا غسل واجب تھا، اس کا انتقال ہوا، تو ایک ہی غسل دینا بس ہے، کیونکہ غسل واجب ہونے کے کتنے ہی اسباب ہوں، ایک غسل سے ادا ہو جاتے ہیں۔

حوالہ:- (١) در مختار، بہار شریعت، حصہ ٤، ص ١٣٤

(٢) فتاوی رضویہ، مترجم، جلد ٩، ص ٩٨

مسئلہ:

میت کو نہلانے کے بعد میت کے ناک، کان، منہ اور دیگر سوراخوں میں روئی رکھ دیں تو حرج نہیں مگر بہتر یہ ہے کہ نہ رکھیں۔

حوالہ:- در مختار، عالمگیری، بہار شریعت، حصہ ٤ ص ١٣٨

مسئلہ:

میت کو نہلانے کے بعد میت کے منہ یا پاخانہ کی جگہ سے خون یا پانی یا پاخانہ وغیرہ نکلے تو دوبارہ غسل دینے کی مطلقاً کسی حال میں حاجت نہیں۔ اگر نجاست جسم سے نکلے تو اسے دھو لینا چاہیئے۔ حوالہ:- فتاوی رضویہ، مترجم، جلد ٩، ص ٩٨

Marfat.com

مسئلہ :

میت کے سر یا ڈاڑھی کے بال میں کنگھی کرنا، ناخن تراشنا، کسی جگہ کے بال مونڈنا، کترنا یا اکھاڑنا مکروہ تحریمی اور ناجائز ہے۔ بلکہ حکم شریعت یہ ہے کہ جس حالت پر ہے اسی حالت پر دفن کردیں۔ البتہ اگر کوئی ناخن ٹوٹ گیا ہے، تو اسے لے سکتے ہیں، لیکن اسے کفن میں رکھ دینا چاہیئے، اسی طرح اگر بال تراش لیے یا ناخن کاٹ لیے، تو اسے بھی کفن میں رکھ دینا چاہیئے۔

حوالہ:- (۱) درمختار، باب صلوۃ الجنائز، جلد ۱، ص ۱۲۰

(۲) فتاویٰ رضویہ، مترجم، جلد ۹، ص ۹۱

(۳) بہار شریعت، حصہ ٤، ص ۱۳۸

حدیث:

''عَنْ اُمِّ الْمُؤمِنِيْنَ عَائِشَةَ الصِّدِّيْقَةِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهَا اَنَّهَا رَأَتْ اِمْرَاَةً يَكُدُّوْنَ رَأسَهَا بِمُشْطٍ فَقَالَتْ عَلَامَ تَنْصُوْنَ مَيِّتَكُمْ''

ترجمہ: ''ام المؤمنین سیدتنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آپ نے دیکھا کہ ایک عورت کے میت کو کنگھی کی جارہی ہے، تو آپ نے فرمایا کہ کس لیے (کیوں) اپنی میت کو تکلیف پہنچارہے ہو۔''

حوالہ:- (۱) المصنف لعبد الرزاق، باب شعر المیت و اظفارہ، جلد ۳، ٤۳۷

(۲) فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۰، ص ۱۷٤

حدیث:

''عَنْ اُمِّ الْمُؤمِنِيْنَ عَائِشَةَ الصِّدِّيْقَةِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهَا اَنَّهَا سُئِلَتْ عَنِ الْمَيِّتِ يُسَرَّحُ رَأْسُهُ فَقَالَتْ عَلَامَ تَنْصُوْنَ مَيِّتَكُمْ''

ترجمہ: ''ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آپ

Marfat.com

سے میت کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا کنگھی کی جاسکتی ہے؟ آپ نے فرمایا: کس لئے اپنی میت کو تکلیف پہنچاؤ گے۔''

حوالہ:- (۱) کتاب الآثار للامام محمد، ص٤٦

(۲) جامع الاحادیث، جلد۲، حدیث نمبر ۱۰۳۳، ص۱۳

مسئلہ:

غسل دینے کے بعد میت کے دونوں ہاتھ کروٹوں میں رکھیں، سینہ پر نہ رکھیں کہ یہ کفار کا طریقہ ہے۔ اور بعض جگہ یہ رواج ہے کہ میت کے ہاتھ ناف کے نیچے اس طرح رکھتے ہیں، جیسے حالت قیام نماز میں رکھتے ہیں۔ یہ طریقہ بھی غلط ہے۔ لہٰذا اس طرح بھی نہ رکھیں۔

حوالہ:- در مختار، جلد اوّل، اور بہار شریعت، حصہ ٤، ۱۳۸

مسئلہ:

بعض جگہ یہ رواج بھی ہے کہ میت کو غسل دینے کے لیے کورے گھڑے لوٹے (نئے برتن برائے غسل) لاتے ہیں۔ اس کی اصلاً کچھ بھی ضرورت نہیں، بلکہ گھر کے استعمال کے گھڑے، بالٹی، لوٹے، وغیرہ برتن سے بھی میت کو غسل دے سکتے ہیں۔ اور میت کو غسل دینے کے بعد ان برتنوں کو اپنے استعمال میں لا سکتے ہیں۔ بعض مقامات پر یہ جہالت کرتے ہیں کہ میت کو غسل دینے میں جن برتنوں کا استعمال کیا جاتا ہے، ان کو توڑ دیتے ہیں۔ یہ سخت ناجائز اور حرام ہے کہ مال کو ضائع کرنا ہے۔

حوالہ:- (۱) فتاویٰ رضویہ، مترجم، جلد ۹، ص ۹۸

(۲) بہار شریعت، حصہ ٤، ص ۱۳۸

حدیث:

حضور اقدس، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ:

Marfat.com

''اِنَّ اللّٰہَ کَرِہَ لَکُمْ ثَلٰثاً،قِیْلَ وَقَالَ وَ کَثْرَۃَ السُّوَالِ وَاِضَاعَۃَ الْمَالِ''

ترجمہ : ''اللہ تبارک وتعالیٰ تین باتیں تمہارے لیے ناپسند رکھتا ہے۔فضول بکواس، سوال کی کثرت اور مال کی اضاعت۔(ضائع کرنا)''

حوالہ:- صحیح البخاری ،کتاب الزکوۃ ، جلد ۱، ص ۲۰۰

مسئلہ :

اکثر جگہ یہ رواج بھی ہے کہ میت کے غسل میں استعمال کئے ہوئے تمام برتن مسجدوں میں رکھ دیتے ہیں۔اگر یہ نیت ہے کہ نمازیوں کے وضووغیرہ میں کام آئیں گے،اور نمازیوں کے لیے سہولت ہوگی اور اس کا ثواب مردہ کو پہنچے گا،تو یہ اچھی نیت ہے اور برتنوں کو مسجد میں دے دینا بہتر ہے۔لیکن اگر یہ خیال کیا جائے کہ ان برتنوں سے مردے کو نہلایا ہے،اس وجہ سے ان میں نحوست آگئی ہے،لہٰذا ان کو گھر میں نہیں رکھنا چاہیئے،تو یہ نری حماقت، جہالت اور کفار ہند کے وہم سے بہت ہی ملتا جلتا وہم ہے۔

حوالہ:- (۱) فتاویٰ رضویہ ، مترجم ، جلد ۹ ،ص ۹۸

(۲)بہار شریعت ، حصہ ٤ ،ص ۱۳۸

غسل میت کے تعلق سے کچھ ضروری مسائل

مسئلہ :

مرد کو مرد اور عورت کو عورت نہلائے۔میت چھوٹا لڑکا ہے تو عورت بھی نہلا سکتی ہے اور اسی طرح چھوٹی لڑکی کو مرد بھی نہلا سکتا ہے۔چھوٹا اور چھوٹی سے مراد یہ ہے کہ وہ حد شہوت کو نہ پہنچے ہوں۔ حوالہ:- بہار شریعت ، حصہ ٤ ،ص ۱۳٤

مسئلہ :

عورت کا انتقال ہوگیا تو شوہر اسے نہلا نہیں سکتا اور نہ ہی بلا حائل اس کے بدن

Marfat.com

کو چھو سکتا ہے۔اس کو دیکھنے کی ممانعت نہیں۔عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ شوہر اپنی بیوی کے جنازہ کو نہ کندھا دے سکتا ہے، نہ قبر میں اتار سکتا ہے۔یہ محض غلط ہے۔صرف نہلانے کی اور بلا حائل اس کے بدن کو ہاتھ لگانے کی ممانعت ہے۔

حوالہ:- (۱) تنویر الابصار، جلد ۱، ص ۵۷۵

(۲) فتاویٰ رضویه ، مترجم ، جلد ۹، ۹۲

(۳) بهار شریعت ، حصه ٤، ص ۱۳۵

مسئلہ :

عورت اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے۔بشرطیکہ زوجیت باقی ہو۔یعنی میت کے انتقال کے وقت وہ عورت مرد کی زوجیت میں ہو۔

حوالہ:- (۱)فتاویٰ رضویه ، مترجم ، جلد ۹ ، ص۹٦

(۲)بهار شریعت ، حصه ٤،ص ۱۳٤

(۳) درمختار، باب صلوة الجنائز، جلد ۱،ص ۱۲۰

مسئلہ :

مرد نے اپنی بیوی کو طلاق رجعی دی تھی، وہ عورت ابھی حالت عدت میں تھی کہ شوہر کا انتقال ہو گیا،تو وہ عورت اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے۔اور اگر شوہر نے طلاق بائن دی ہے،تو اگر چہ عورت عدت میں ہے، غسل نہیں دے سکتی۔کیونکہ طلاق رجعی سے زوجیت کا علاقہ ختم نہیں ہوتا۔جب کہ طلاق بائن سے زوجیت کا رشتہ منقطع ہو جاتا ہے۔

حوالہ:- (۱) رد المحتار ، باب صلوة الجنائز ، جلد ۱، ص ۵۷٦

(۲) فتاویٰ رضویه ،مترجم، جلد ۹ ، ص ۹۵

(۳) بهار شریعت ، حصه ٤، ص ۱۳٤

مسئلہ :

جس مرد کا عضو تناسل یا انثیین (خصیہ) کاٹ لیے گئے ہوں وہ مرد ہی کے حکم

میں ہے، یعنی مرد ہی اسے غسل دے سکتا ہے، یا اس کی عورت اسے غسل دے سکتی ہے۔

حوالہ:- بہار شریعت، حصہ ٤، ص ١٣٤

مسئلہ :

اگر کسی کا ایسی جگہ انتقال ہوگیا کہ وہاں پانی نہیں، تو مردہ کو تیمّم کرائیں اور نماز جنازہ پڑھیں۔ نماز جنازہ کے بعد اگر دفن کرنے سے پہلے پانی مل جائے، تو میت کو غسل دیں اور نماز جنازہ کا اعادہ کریں یعنی نماز جنازہ پھر سے پڑھیں۔

حوالہ:- عالمگیری، در مختار اور بہار شریعت، حصہ ٤، ص ١٣٥

مسئلہ :

میت کا بدن اگر ایسا ہوگیا ہے کہ ہاتھ لگانے سے کھال اُدھڑے (اُکھڑے) گی، تو میت کو ہاتھ نہ لگائیں بلکہ صرف پانی بہادیں۔

حوالہ:- عالمگیری، بہار شریعت، حصہ ٤، ص ١٣٧

مسئلہ :

اگر میت کو نہلانے والے کے ساتھ اور دوسرے نہلانے والے ہوں، تو نہلانے والا نہلانے پر اجرت لے سکتا ہے۔ مگر افضل یہ ہے کہ نہ لے اور اگر کوئی دوسرا نہلانے والا نہ ہو، اور وہ شخص اکیلا ہی میت کو غسل دیتا ہے، تو اب اسے نہلانے پر اجرت لینا جائز نہیں۔ کیونکہ جب وہ اکیلا نہلا رہا ہے تو وہ فرض کفایہ ادا کر رہا ہے۔

حوالہ:- عالمگیری، در مختار، بہار شریعت، حصہ ٤، ص ١٣٤

مسئلہ :

خنثیٰ یعنی ہیجڑے کا انتقال ہوا، تو اسے نہ مرد نہلا سکتا ہے نہ عورت بلکہ اسے تیمّم کرایا جائے اور تیمّم کرانے والا اگر اجنبی ہو، تو وہ ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر تیمّم کرائے اور میت کی کلائیوں پر نظر نہ کرے۔ اسی طرح ہیجڑا کسی بھی مرد یا کسی بھی عورت کو غسل نہیں دے

سکتا۔ حوالہ:- عالمگیری ، بہار شریعت، حصہ ٤ ، ص ١٣٦

مسئلہ :

میت کا غسل ہو جانے کے لیے یہ بھی ضروری نہیں کہ نہلا نے والا مکلّف یعنی عاقل و بالغ یا اہل نیت ہو، بلکہ اگر کسی نا بالغ یا کا فر نے نہلا دیا، تو بھی غسل ادا ہو جائے گا۔ اسی طرح کسی اجتبیہ عورت نے مرد کو یا مرد نے عورت کو غسل دے دیا، تو غسل ادا ہو جائے گا، اگر چہ ان کو نہلا نا جائز نہ تھا۔

حوالہ:- در مختار ، رد المحتار، بہار شریعت ، حصہ ٤ ، ص ١٣٦

مسئلہ :

جو شخص میت کو غسل دے اس کے لیے مستحب ہے کہ میت کے غسل سے فارغ ہونے کے بعد خود بھی غسل کر لے کیونکہ حدیث شریف میں ایسا حکم وارد ہے۔ اور اگر کسی وجہ سے غسل نہ کرے، تو بھی کوئی حرج نہیں۔ میت کو نہلانے کے بعد خود غسل کرنے کا استحبابی حکم اس لیے ہے کہ میت کو غسل دینے کے دوران نہلانے والے کے جسم پر ناپاک یا گندے چھینٹے پڑے ہوں، تو نہلانے والے کا جسم بھی خود غسل کرنے سے پاک و صاف ہو جائے گا۔

حدیث:

”عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ غَسَّلَ مَیِّتاً فَلْیَغْتَسِلْ “

ترجمہ: ”حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو مردے کو غسل دے، اسے چاہیئے کہ وہ خود بھی غسل کرے۔“ (ابن ماجہ)

نوٹ: حدیث شریف کا مذکورہ حکم استحبابی ہے۔ فرض یا واجب کے درجہ کا حکم نہیں۔

8

آٹھواں باب

میت کے کفن کا بیان

Marfat.com

میت کا کفن

مسئلہ :

میت کو کفن دینا فرض کفایہ ہے۔اور کفن کے تین درجے ہیں۔

(۱) کفن ضرورت (۲) کفن کفایت اور

(۳) کفن سنت۔ حوالہ:- بہار شریعت، حصہ ٤، ص ۱۳۸

کفن ضرورت:

مرد اور عورت دونوں کے لیے یہ کہ جو بھی میسر آئے اور کم از کم اتنا تو ہو کہ سارا بدن ڈھک جائے۔یعنی وقت ضرورت جو میسر آئے، اگر چہ صرف ایک ہی کپڑا جو کہ سر سے پاؤں تک ہو۔ مرد اور عورت دونوں کے لیے بس ہے۔

کفن کفایت:

☆ مرد کے لیے:

(۱) لفافہ یعنی چادر

(۲) ازار یعنی تہبند

کل دو کپڑے

☆ عورت کے لیے:

(۱) لفافہ (چادر)

(۲) ازار (تہبند)

(۳) اوڑھنی

کل تین کپڑے

-:یا:-

(۱) لفافہ (چادر)

(۲) اوڑھنی

(۳) کفنی (قمیص)

کل تین کپڑے

❁ کفن سنت:

☆ مرد کے لیے:
(۱) لفافہ (چادر)
(۲) تہبند (ازار) — کل تین کپڑے
(۳) کفنی (قمیص)

☆ عورت کے لیے:
(۱) لفافہ (چادر)
(۲) تہبند (ازار)
(۳) کفنی (قمیص) — کل پانچ کپڑے
(۴) اوڑھنی
(۵) سینہ بند

کفن کی مقدار یعنی ناپ

● لفافہ:

لفافہ یعنی چادر جو مرد اور عورت دونوں کے کفن میں ہوتی ہے، اس کی مقدار یہ ہے کہ میت کے قد سے اتنی زیادہ ہو کہ سر اور پاؤں تک پہنانے (لپیٹنے) کے بعد اوپر اور نیچے دونوں طرف سے باندھ سکیں۔ یعنی سر کی طرف اتنی زیادہ ہو کہ سر کی طرف باندھ سکیں اور پاؤں کی طرف بھی اس قدر زیادہ ہو کہ پاؤں کی طرف سے بھی باندھ سکیں۔

● تہبند:

تہبند یعنی ازار جو مرد اور عورت دونوں کے کفن میں ہوتی ہے، اس کی مقدار جاننے سے پہلے یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ عام طور سے تہبند اس چادر کو کہتے ہیں جو کمر میں شلوار یا پاجامہ کی جگہ استعمال ہو، اور اس کو لنگی بھی کہتے ہیں، لیکن میت کے کفن میں جو تہبند یعنی ازار ہوتا ہے، وہ صرف کمر سے لے کر پاؤں تک نہیں، بلکہ سر سے لے کر پاؤں

Marfat.com

تک ہوتا ہے۔ البتہ تہبند یعنی ازار کے طور پر استعمال ہونے والی چادر کی مقدار (لمبائی) لفافہ کی چادر سے کم ہوتی ہے۔ یعنی تہبند سر سے لے کر پاؤں تک ہے۔ لفافہ کی طرح قد سے زیادہ نہیں ہوتا۔ اسے لفافہ کے اوپر بچھا دینا چاہیئے۔ کمر میں باندھنا یا لپیٹنا نہیں چاہیئے۔

- **کفنی:**

کفنی یعنی قمیص جو مرد اور عورت دونوں کے کفن میں ہوتی ہے، اس کی مقدار یہ ہے کہ گردن سے لے کر گھٹنوں کے نیچے قدم تک ہو۔ اس قمیص میں آستین نہیں ہوتی، علاوہ ازیں اس کے اطراف میں سلائی بھی نہیں ہوتی۔ قمیص آگے و پیچھے دونوں طرف لمبائی میں برابر (مساوی) ہوتی ہے۔

- **اوڑھنی:**

جو صرف عورت ہی کے کفن میں ہوتی ہے وہ تین ہاتھ یعنی ڈیڑھ گز کی ہونی چاہیئے۔

- **سینہ بند:**

یہ بھی صرف عورت کے کفن میں ہوتا ہے۔ اس کی مقدار پستان کے بالائی حصے سے ناف تک ہے۔ اور بہتر یہ ہے کہ پستان کے اوپر کے حصے سے ران تک ہو۔

کفن پہنانے کا سنت طریقہ

- میت کو غسل دینے کے بعد میت کے بدن کو آہستہ از نرمی کے ساتھ پاک کپڑے سے پونچھ لیں تاکہ کفن گیلا نہ ہو۔
- غسل سے فارغ ہونے کے بعد میت کو فوراً کفن پہنا دینا چاہیئے۔
- چارپائی پر پہلے لفافہ یعنی بڑی چادر بچھا دی جائے اور اس پر تہبند (ازار) یعنی چھوٹی چادر بچھا دی جائے۔ پھر چھوٹی چادر پر کفنی یعنی قمیص اس طرح رکھیں کہ قمیص کا

Marfat.com

نیچے والا حصہ چھوٹی چادر پر بچھا دیا جائے اور قمیص کا اوپر والا حصہ جو میت کے سینے پر رکھا جائے گا، اس کو چارپائی کے سرہانے کی طرف کر دیا جائے۔

- پھر میت کو چارپائی پر قمیص یعنی کفنی پر لٹایا جائے اور قمیص کا وہ حصہ جو چارپائی کے سرہانے کی طرف کر دیا گیا تھا، جس کو کفن سینے کے وقت چاک کر کے اس میں گلا بنایا گیا تھا۔ اس میں سے میت کے سر کو گزار دیں، پھر قمیص کا وہ حصہ جو چارپائی کے سرہانے کی طرف کر دیا گیا تھا، وہ حصہ اب میت کے سینے سے قدم تک کر دیں۔
- پھر تہبند (ازار) یعنی چھوٹی چادر کو لپیٹا جائے۔ اس طرح کہ میت کی بائیں جانب کا حصہ پہلے لپیٹیں پھر دائیں جانب کا حصہ لپیٹیں، تاکہ دائیں طرف کا حصہ بائیں طرف کے حصہ کے اوپر رہے۔
- لفافہ یعنی بڑی چادر کو بھی مندرجہ بالا طریقہ سے لپیٹ کر سر اور پاؤں کی طرف باندھ دیں، تاکہ کفن کھلنے نہ پائے۔

نوٹ:

عورت کو کفن پہنانے میں حسب ذیل طریقہ اپنائیں۔

- (عورت کو کفنی) یعنی قمیص یعنی چھوٹی چادر پہنانے کے بعد اس کے سر کا بال دو حصے کر کے کفنی کے اوپر سینہ پر ڈال دیں۔ بالوں کا ایک حصہ سینہ کے دائیں طرف اور دوسرا حصہ سینہ کے بائیں طرف ڈالیں۔
- پھر اوڑھنی کو نصف پشت (آدھی پیٹھ) کے نیچے سے بچھا کر سر پر لا کر منہ پر مثل نقاب ڈال دیں کہ اوڑھنی کا وہ حصہ سینہ پر رہے۔ اوڑھنی لمبائی میں نصف پشت سے سینہ تک یعنی تقریباً ڈیڑھ گز ہونی چاہیئے اور چوڑائی میں ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک ہونی چاہیئے۔
- اوڑھنی ڈالنے کے بعد ازار (چھوٹی چادر) اور لفافہ (بڑی چادر) کو گزشتہ بیان

Marfat.com

کیے گئے طریقے سے لپیٹیں۔

- پھر سب کے اوپر سینہ بند باندھیں۔ سینہ بند پستان کے بالائی حصہ سے ران تک باندھیں۔

مذکورہ مسائل کفن بحوالہ:

(۱)در مختار ، باب صلوۃ الجنائز، جلد ۱، ص ۱۲۱

(۲)رد المحتار ، جلد ۱، ص ۵۷۸ تا ۵۸۰

(۳)فتاوی هندیه ، فصل ثالث ، جلد ۱ ، ص ۱۶۱

(٤)الاختیار لتعلیل المختار ، فصل فی تکفین المیت مطبوعه البابی مصر، جلد ۱ ، ص ۹۳

(۵) فتاوی رضویه ، مترجم ، جلد ۹ ، ص ۱۰۰ تا ص ۱۰٤

(٦) بهار شریعت ، حصه ٤ ،ص ۱۳۸ تا ص ۱٤۱

کفن کے تعلق سے ضروری مسائل

مسئلہ :

مرد اور عورت کی کفنی (قمیص) میں فرق ہے۔ مرد کی قمیص مونڈھے پر چیریں اور عورت کی قمیص کو سینہ کی طرف چیریں۔ حوالہ:- بهار شریعت ، حصه ٤ ، ص ۱۳۹

مسئلہ :

میت کو جب قمیص (کفنی) پہنائیں، تو ڈاڑھی اور تمام بدن پر خوشبو ملیں اور مواضع سجود یعنی پیشانی، ناک، ہتھیلیاں، گھٹنے اور قدم پر کافور لگائیں۔

حوالہ:- عالمگیری ، در مختار ، بهار شریعت ، حصه ٤، ص ۱٤۱

مسئلہ :

میت کو کفن پہنانے سے پہلے کفن کو ایک یا تین یا پانچ یا سات مرتبہ دھونی دیں، اس سے زیادہ نہیں۔ (حوالہ:-ایضاً)

Marfat.com

مسئلہ :

بلا ضرورت میت کو کفن کفایت سے کم کفن دینا ناجائز اور مکروہ ہے۔ اسی طرح سوال کر کے یعنی مانگ کر میت کو کفن کفایت یا کفن سنت دینا بھی جائز نہیں۔ بعض جاہل محتاج یہ بھی کرتے ہیں کہ جب ان کا مورث مرتا ہے، تب ان کی مالی حالت صرف کفن ضرورت پورا کرنے کی ہوتی ہے، لیکن وہ اپنے مورث کو کفن کفایت یا کفن سنت دینے کے لیے لوگوں سے مانگتے ہیں۔ اور یہ سوال بے ضرورت ہے اور بے ضرورت سوال کرنا شرعاً جائز نہیں۔ اگر وہ محتاج کفن ضرورت کی بھی قدرت نہیں رکھتے، تو صرف بقدر ضرورت سوال کر سکتے ہیں، زیادہ نہیں۔ ہاں اگر ان کے مانگے بغیر مسلمان حضرات خود مسنون کفن بہ نیت ثواب دیں، تو انشاء اللہ ان محتاج ورثاء کو بھی اللہ تعالیٰ پورا ثواب عطا فرمادے گا۔

حوالہ:- (۱) فتاویٰ رضویہ، مترجم، جلد ۹، ص ۱۰۰

(۲) بہار شریعت، حصہ ٤، ص ۱۳۹

مسئلہ :

جو نابالغ حد شہوت کو پہنچ جائے، اس کا کفن جوان مرد یا جوان عورت کی طرح ہے۔ اور نابالغ کا حد شہوت کو پہنچنے کا حکم لڑکے میں بارہ سال کی عمر میں اور لڑکی میں نو سال کی عمر میں نافذ ہوتا ہے۔ بلکہ یہ بھی ممکن ہے کہ اس عمر سے پہلے بھی حد شہوت حاصل ہو جائے، جبکہ جسم نہایت قوی اور مزاج گرم اور حرارت جوش پر ہو۔ لڑکوں میں حد شہوت یہ ہے کہ اس کا دل عورتوں کی طرف رغبت کرنے لگے اور لڑکیوں میں یہ کہ اسے دیکھ کر مردوں کو اس کی طرف میلان ہو۔

جو بچہ مذکورہ عمر اور حالت کو نہ پہنچا ہو، ...اس:-

- لڑکے کو ایک کپڑا اور لڑکی کو دو کپڑے میں کفن دیں تو کوئی حرج نہیں، اس قدر کفن کافی ہے۔ اور اگر...
- لڑکے کو دو کپڑوں میں اور لڑکی کو تین کپڑوں میں کفن دیں تو اچھا ہے۔ اور

اگر...

- دونوں کو پورا کفن مرد اور عورت کا دیں، تو سب سے بہتر ہے۔

حوالہ:- (۱) در مختار، باب صلوۃ الجنائز، جلد ۱، ص ۱۲۱۔
(۲) فتاوی رضویہ، مترجم، جلد ۹، ص ۱۰۰
(۳) بہار شریعت، حصہ ٤، ص ۱٤۰
(٤) رد المحتار، باب صلوۃ الجنائز، ص۵۷۸ تا ۵۸۰

مسئلہ:

جو بچہ زندہ پیدا ہو پھر اس کا انتقال ہو جائے، چاہے وہ ایک دن یا اس سے کم کا ہو، اسے کفن دیا جائے گا۔ حوالہ:- بہار شریعت، حصہ ٤، ص ۱٤۰

مسئلہ:

جو بچہ مردہ پیدا ہوا یا کچا گر گیا، اسے ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے، کفن نہ دیا جائے۔

حوالہ:- (۱) درمختار، باب صلوۃ الجنائز، جلد ۱، ص ۱۲۱
(۲) فتاوی رضویہ، مترجم، جلد۹، ص ۱۰۰

مسئلہ:

خنثیٰ یعنی ہیجڑے کو عورت کی طرح پانچ کپڑوں والا کفن دیا جائے۔

حوالہ:- بہار شریعت، حصہ ٤، ص ۱٤۰

مسئلہ:

میت نے مال چھوڑا ہے، تو اس کا کفن اسی کے مال سے ہونا چاہیئے۔ قرض، وصیت اور میراث، ان سب پر کفن مقدم ہے۔ اور قرض وصیت پر اور وصیت میراث پر مقدم ہے۔ یعنی میت کے مال سے پہلے اس کو کفن دیا جائے، پھر اس کا قرض ادا کیا جائے، پھر اس کی وصیت ایک ثلث میں پوری کی جائے، پھر اس کا مال اس کے ورثاء پر تقسیم کیا جائے۔ (حوالہ:- ایضاً)

Marfat.com

مسئلہ :

اگر میت نے کچھ بھی مال نہیں چھوڑا، تو اس میت کو کفن دینا اس کے ذمہ ہے، جس کے ذمہ اس میت کی زندگی میں نفقہ یعنی روٹی کپڑے کا خرچ تھا۔ اگر ایسا کوئی شخص نہیں ہے، یا ہے مگر وہ شخص بھی نادار (کنگال، محتاج) ہے، تو اب میت کا کفن اسلامی حکومت کے بیت المال سے دیا جائے گا۔ آج کل بعض شہروں میں کچھ تنظیم یا برادری والے اپنے طور پر بیت المال بنا کر زکاۃ و صدقات واجبہ جمع کرتے اور اپنی من مانی مدوں میں خرچ کرتے ہیں۔ یہ اسلامی و شرعی بیت المال نہیں کیونکہ بیت المال کے انتظام کے لیے حاکم اسلام کا ہونا ضروری ہے اور یہ فی الحال ہندوستان میں مفقود ہے۔ اور اگر وہاں بیت المال میں بھی نہیں، جیسے یہاں ہندوستان میں عموماً بیت المال نہیں ہوتا، تو اب اس میت کو کفن دینا مسلمانوں پر فرض ہے۔ اگر وہاں کے مسلمانوں کو معلوم تھا اور انہوں نے کفن نہ دیا تو سب گنہگار ہوں گے۔

حوالہ:- جوهره نیره ، در مختار ، بهار شریعت ، حصه ٤ ، ص ١٤٠

مسئلہ :

عورت کا انتقال ہوا اور اگر چہ اس نے مال چھوڑا بھی ہے، تب بھی اس کا کفن اس کے شوہر پر ہے۔ اور اگر مرد کا انتقال ہوا اور اس کی بیوی مالدار بھی ہے، جب بھی شوہر کو اپنے مال سے کفن دینا عورت پر واجب نہیں۔

حوالہ:- عالمگیری ، در مختار ، بهار شریعت ، حصه ٤ ، ص ١٤١

مسئلہ :

کفنی یعنی قمیص جو مرد اور عورت دونوں کے کفن میں ہوتی ہے، اور وہ گردن سے لے کر گھٹنوں کے نیچے، قدم تک ہوتی ہے، اس کے متعلق جاہلوں میں یہ رواج ہے کہ قمیص کو طول میں یعنی لمبائی میں پشت کی جانب کم رکھتے ہیں، یہ سراسر غلط ہے۔ صحیح یہ

Marfat.com

ہے کہ قمیص آگے اور پیچھے دونوں طرف لمبائی میں برابر ہو۔

حوالہ:- عالمگیری، رد المحتار اور بہار شریعت، حصہ ٤، ص ١٣٩

کفن کیسا ہونا چاہیے؟

مسئلہ:

کفن اچھی کوالٹی کا ہونا چاہیئے یعنی مرد عید اور جمعہ کے لیے جیسے اچھے کپڑے پہنتا تھا اور عورت جیسے کپڑے پہن کر میکے جاتی تھی، اس قیمت کا ہونا چاہیئے۔ مردوں کو اچھا کفن دینے اور کفن سفید رنگ کا دینے کا حکم حدیث شریف میں وارد ہے۔

حوالہ:- غنیہ، ردالمحتار، بہار شریعت، حصہ ٤، ص١٣٩

حدیث:

"عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَفَّنَ اَحَدُکُمْ اَخَاہُ فَلْیُحْسِنْ کَفْنَہٗ"

ترجمہ: "جب تم اپنے بھائی کو کفن دو، تو اچھا کفن دو۔"

(مسلم، مشکوۃ، باب غسل المیت و تکفینہ)

حدیث:

"عَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ اُمِّ سَلْمَۃَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحْسِنُوْا الْکَفَنَ"

ترجمہ: "ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اچھا کفن دو۔"

حوالہ:- (١) مسند الفردوس للدیلمی، ص ٣١٨

(٢) جامع الاحادیث، کتاب الجنائز، جلد٢، ص ١٣

حدیث:

حضرت ابن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ اپنے مردوں کو

Marfat.com

اچھا کفن پہناؤ کہ وہ آپس میں ملاقات کرتے ہیں اور اچھے کفن سے تفاخر کرتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں۔ حوالہ:- مرقاۃ شرح مشکوۃ ، بہارشریعت ، حصہ ٤، ص ١٣٩

حدیث:

''عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْهَهٗ قَالَ لَا تُغَالِ فِیْ کَفَنٍ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا تُغَالُوْا فِی الْکَفْنِ فَاِنَّهٗ یَسْلُبُهٗ سَلْباً سَرِیْعاً''

ترجمہ: ''امیر المؤمنین سیدنا حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ کفن میں مبالغہ نہ کیا کرو۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کفن میں مبالغہ نہ کرو۔ کیونکہ وہ جلدی خراب ہونے والا ہے۔''

(ابو داؤد شریف)

حدیث:

''عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِذَا تُوُفِّیَ اَحَدُکُمْ فَوَجَدَ شَیْئاً فَلْیُکَفِّنْ فِیْ ثَوْبِ حَبِرَةٍ''

ترجمہ: ''حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم میں سے کوئی فوت ہو جائے اور ہو سکے تو اسے حِبَرہ نامی یمنی کپڑے میں کفن دیا کرو۔'' (ابو داؤد)

حدیث:

''عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہِ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَیْرُ الْکَفَنِ الْحُلَّةُ۔''

ترجمہ: ''عبادۃ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سب سے بہترین کفن حلہ ہے۔'' (ابن ماجہ شریف)

Marfat.com

مذکورہ چھ احادیث کا ماحصل:

- اچھے کفن سے مراد یہ ہے کہ کفن کا کپڑا پورا ہو۔ اس میں کسی قسم کی بخیلی یا کمی نہ کی جائے اور نہ ہی کسی قسم کا اسراف یعنی فضول خرچی ہو اور وہ کفن پاک وصاف، ستھرا اور سفید ہو۔ خواہ کفن کا کپڑا دھلا ہو یا بالکل نیا ہو۔
- بعض علماء کا کہنا ہے کہ اسراف یعنی فضول خرچی کرنے والوں میں یہ طریقہ پایا جاتا ہے کہ وہ اپنے رشتہ دار میت کو بہت قیمتی کپڑے کا کفن دیتے ہیں اور ان فضول خرچی کرنے والوں میں سے بعض جاہل اپنے رشتہ دار میت کو قیمتی رقم کا کفن دینے پر فخر اور تکبر کرتے ہیں اور از راہ ناموری اس کا تذکرہ کرتے ہیں۔
- شیخ محقق علی الاطلاق، عاشق رسول، شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ اچھے کفن سے وہ اعلیٰ اور قیمتی کپڑوں کا کفن مراد نہیں بلکہ مکمل، پاک، صاف اور سفید کفن جو اسراف، فضول خرچی سے پاک ہو وہ مراد ہے۔ نیا اور دھلا ہوا کفن درجے میں برابر ہیں۔
- حدیث نمبر ۵ میں جو ارشاد گرامی ہے کہ ''حِبَرَۃ'' میں کفن دو۔ اس سے مراد وہ کپڑا ہے، جو زمانۂ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اچھا کپڑا تصور کیا جاتا تھا۔ یہ کپڑا ملک یمن میں بنتا تھا اور وہ ''حبرہ'' نامی کپڑا قیمت کے اعتبار سے نہ زیادہ قیمتی تھا اور نہ ہی معمولی بلکہ درمیانی قسم کا شمار ہوتا تھا۔
- حدیث نمبر ۶ میں جو ارشاد گرامی ہے کہ ''بہترین کفن حلہ ہے'' اس سے مراد وہ کپڑا ہے، جو زمانۂ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ''حبرہ'' نامی کپڑے کی طرح متوسط (درمیانی) اور مناسب کپڑا سمجھا تھا، جو قیمت کے اعتبار سے نہ تو بہت زیادہ مہنگا تھا اور نہ ہلکا تھا۔
- حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبھی کبھی حلہ زیب تن فرماتے تھے اس کی نوعیت یہ

Marfat.com

ہوتی تھی کہ بلاسلی ہوئی لنگی یعنی چادر کمر میں لپیٹ و باندھ لیتے اور ایک چادر سر پر اوڑھ لیتے۔ اسی حالت میں کبھی کبھی نماز بھی ادا فرماتے، صحابہ سے ملاقات بھی کرتے، حلہ کو بہترین کفن ارشاد فرمانے میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ کفنی یعنی قمیص کو دونوں طرف سے نہ سلا جائے۔

- بعض شارحین حدیث اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ ''حلہ'' سے مراد یمنی چادر اور تہبند ہے۔ اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ کفن میں صرف ایک کپڑے پر اکتفا نہ کیا جائے بلکہ کم سے کم دو کپڑے ہونا بہتر ہے، کیونکہ یہ کفن کفایہ ہے، جو ادنیٰ درجہ کا کفن ہے۔ اور اگر کفن میں تین کپڑے یعنی چادر اور تہبند کے ساتھ قمیص بھی دیں تو یہ کفن مسنون ہے، جو کامل درجہ کا کفن ہے۔
- حدیث نمبر ۴ میں جو ارشاد گرامی ہے ''کفن میں مبالغہ نہ کرو'' اس سے مراد یہ ہے کہ کفن میں ضرورت سے زیادہ کپڑے استعمال مت کرو اور کفن میں زینت اور آرائش (سجاوٹ) والے کپڑے استعمال کر کے مبالغہ یعنی حد سے زیادہ مت بڑھو۔ کیونکہ جس کفن کے ذریعہ تم زینت اور آرائش میں مبالغہ کرتے ہو، وہ کفن آخر کار قبر میں مردہ کے ساتھ مدفون ہو کر خراب ہو جانے والا ہے۔
- اس حدیث شریف کے ضمن میں شیخ محقق علی الاطلاق، علامہ الشاہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ کفن قبر میں بہت جلد بوسیدہ یعنی خراب ہو جاتا ہے لہٰذا عمدہ، نفیس اور گراں قیمت والے کفن کی کیا ضرورت ہے۔

مقصد حدیث کا یہ ہے کہ کفن میں اسراف اور فضول خرچی ممنوع ہے۔

مسئلہ:

میت کے کفن کے لیے سفید کپڑا بہتر ہے، کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اپنے مردے سفید کپڑے میں کفناؤ۔

حوالہ:- غنیه، رد المحتار، بهار شریعت، حصه ٤، ص ١٣٩

حدیث:

"عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اِلْبَسُوْا مِنْ ثِیَابِکُمُ الْبَیَاضَ فَاِنَّهَا مِنْ خَیْرِ ثِیَابِکُمْ وَ کَفِّنُوْا فِیْهَا مَوْتَاکُمْ۔"

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سفید کپڑے پہنا کرو کیونکہ یہ تمہارے کپڑوں میں سے بہترین ہیں اور ان میں سے اپنے مرنے والوں کو کفن دو۔" (ترمذی شریف)

مسئلہ:

کُسُم یعنی زعفران کا رنگا ہوا سرخ (Red) یا زرد (Yellow) رنگ کا کپڑا یا ریشم کا کپڑا مرد کے کفن کے لیے ممنوع ہے اور عورت کے کفن کے لیے جائز ہے۔ عام اصول یہ ہے کہ مرد ہو یا عورت، اس کے لیے اس کی زندگی میں جو کپڑا پہننا جائز ہے، اس کا کفن دینا بھی جائز ہے اور جو کپڑا زندگی میں ناجائز اس کا کفن بھی ناجائز۔

حوالہ:- عالمگیری، بہار شریعت، حصہ ٤، ص ١٤٠

مسئلہ:

کسم اور زعفران کا رنگا ہوا، اور ریشمی کفن خنثیٰ کے لیے بھی جائز نہیں۔ (ایضاً)

مسئلہ:

پرانے (استعمال شدہ) کپڑے کا بھی کفن ہو سکتا ہے، مگر پرانا ہو تو دُھلا ہو، اور پاک وصاف ہو، کیونکہ کفن کا صاف اور ستھرا ہونا شرعاً مرغوب اور پسندیدہ ہے۔

حوالہ:- جوہرہ نیرہ، بہار شریعت، حصہ ٤، ص ١٤٠

مسئلہ:

کسی نے وصیت کی کہ کفن میں اسے صرف دو کپڑے دیئے جائیں، تو یہ وصیت جاری نہ کی جائے یعنی اس وصیت پر عمل نہ کیا جائے اور اسے تین کپڑے (کفن سنت)

Marfat.com

دیئے جائیں ۔ اور اگر یہ وصیت کی کہ مجھے ہزار یا اس سے زیادہ قیمت کا کفن دینا تو اس وصیت پر بھی عمل نہ کیا جائے اور متوسط (درمیانی) درجہ کا کفن دیا جائے۔

حوالہ:- رد المحتار ، بہار شریعت ، حصہ ٤ ، ص ١٤٠

مسئلہ :

پھولوں کی چادر کفن کے اوپر ڈالنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں بلکہ اچھی نیت سے کفن پر پھول کی چادر ڈالنا اچھا ہے، جیسا کہ قبر پر پھول ڈالنا، کیونکہ پھول جب تک تر وتازہ رہتا ہے، اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتا ہے اور پھول کی اس تسبیح سے رحمت اترتی ہے اور میت کا دل بہلتا ہے۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

"وَضْعُ الْوَرْدِ وَالرَّیَاحِیْنَ عَلَی الْقُبُوْرِ حَسَنٌ"

ترجمہ: **"قبروں پر گلاب اور پھولوں کا رکھنا اچھا ہے۔"**

حوالہ:- فتاویٰ رضویہ (مترجم)، جلد ٩، ص ١٠٥ اور ص ١٣٦

مسئلہ :

میت کو کفن مسنون کے ساتھ اس کے سر پر عمامہ باندھنا علمائے کرام اور مشائخ عظام وسادات کے لیے جائز اور عوام کے لیے مکروہ ہے۔

حوالہ:- فتاویٰ امجدیہ ،کتاب الجنائز، جلد ١، ص ٣٦٧

مسئلہ:

علمائے کرام اور مشائخ عظام کو کفن میں عمامہ دینے کا مسئلہ جو بھی درج ہوا، اس کے مزید حوالے حسب ذیل ہیں۔

حوالہ:١

"وَاسْتَحْسَنَهَا الْمُتَاَخِّرُوْنَ لِلْعُلَمَاءِ وَالْاَشْرَافِ"

Marfat.com

ترجمہ: ''اور علمائے متاخرین نے اس کو علماء اور سادات کے لیے مستحسن بتایا ہے۔''

حوالہ:- شامی المعروف به رد المحتار علیٰ درالمختار ،باب الجنائز جلد اول ، ص ٦٣٦

حوالہ:۲

''وَ لَيُسَ فِیُ الۡكَفۡنِ عِمَامَةٌ فِیُ ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ وَ فِیُ الۡفَتَاوٰی اِسۡتَحۡسَنَهَا الۡمُتَاخِّرُوۡنَ لِمَنۡ كَانَ عَالِمَا''

ترجمہ: ''اور ظاہر الروایہ میں کفن میں عمامہ نہیں ہے اور فتاویٰ میں ہے کہ علمائے متاخرین نے اسے عالم کے لیے مستحب ٹھہرایا ہے۔''

حوالہ:- فتاویٰ ہندیہ المعروف به فتاویٰ عالمگیری، کتاب الجنائز فصل ثالث فی الکفن ، جلد ۱ ص ١٦٠

مسئلہ :

مرد کو کفن میں تین کپڑے اور عورت کو پانچ کپڑے دینا سنت ہے۔ ان کپڑوں کے علاوہ کفن میں زائد تہبند یا رومال رکھنا بدعت اور منع ہے۔ اسی طرح کفن میں سرمہ، کنگھی، تیل وغیرہ رکھنا حرام ہے۔

حوالہ:- فتاوی رضویہ ، مترجم ، جلد ۹ ، ص ٦٠٨

نوٹ:

بعض مقامات پر جاہلوں میں ایسا فاسد خیال رائج ہے کہ میت کے کفن میں سرمہ، کنگھی، تیل وغیرہ رکھنا چاہیئے ۔ کیونکہ مردہ اپنی آنکھوں میں سرمہ لگائے گا۔ اور سر میں تیل ڈال کر کنگھی کرے گا۔ یہ سراسر واہیات کام ہیں اور اس کی شریعت میں سخت ممانعت ہے۔

Marfat.com

9

نواں باب

کفن اور قبر میں تبرکات رکھنا

کفن کے ساتھ تبرکات رکھنا

مسئلہ :

تبرک کے لیے غلاف کعبہ کا چھوٹا ٹکڑا میت کے سینہ یا چہرے پر رکھنا بلاشبہ جائز ہے۔ حوالہ:- فتاویٰ رضویہ (مترجم)، جلد ۹، ص ۱۰۵

مسئلہ :

بزرگان دین و معظمان دین کے تبرکات، میت کے ساتھ یعنی اس کے جسم سے ملحق کر کے یا کفن میں یا قبر میں دفن کرنا جائز ہے۔ اور اس کے جواز کے ثبوت میں کچھ معتبر اور مستند حوالے ذیل میں درج ہیں:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ (صحابی رسول) کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چھڑی دفن کی گئی:

■ دلائل النبوۃ میں امام ابو بکر احمد بن حسین بن علی بیہقی المعروف بہ امام بیہقی (المتوفی ۴۵۸ھ) نے اور ابن عساکر حضرت امام محمد بن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

"عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهٗ كَانَ عِنْدَهٗ عُصَيَّةٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَاتَ فَدُفِنَتْ مَعَهٗ بَيْنَ جَيْبِهٖ وَ بَيْنَ قَمِيْصِهٖ"

ترجمہ: "حضرت انس بن مالک کے پاس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک چھڑی (عصا، لکڑی) تھی، وہ چھڑی ان کے سینہ پر قمیص کے نیچے رکھ کر ان کے ساتھ دفن کی گئی۔"

حوالہ:- (۱) مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر، ترجمہ انس ابن مالک مطبوعہ: دارالفکر، بیروت، جلد ۵، ص ۷۵

Marfat.com

(۲)الحرف الحسن فی الکتابة علی الکفن ، از: امام احمد رضا محقق بریلوی ، مطبوعہ : حسنی پریس ، بریلی ، ص ۱۱

حضرت فاطمہ بنت اسد والدۂ حضرت امیر المومنین مولیٰ علی کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا قمیص اطہر کفن میں عنایت فرمایا

امام ابونعیم نے ''معرفۃ الصحابۃ'' میں اور علامہ شہر دار بن شیرویہ الدیلمی (المتوفی ۵۵۸ھ) نے ''مسند الفردوس'' میں بہ سند حسن، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ:

''قَالَ لَمَّا مَاتَتْ فَاطِمَةُ أُمُّ عَلِی رَضِیَ اللّٰه تَعَالٰی عَنهَا خَلَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَمِیْصَهٗ وَاَلْبَسَهَا اِیَّاہُ وَ اضْطَجَعَ فِیْ قَبْرِهَا ، فَلَمَّا سَوّٰی عَلَیْهَا التُّرَابُ قَالَ بَعْضُهُمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ رَأَیْنَاكَ صَنَعْتَ شَیْئًا لَمْ تَصْنَعْهُ بِاَحَدٍ، فَقَالَ اِنِّی اَلْبَسْتُهَا قَمِیْصِیْ لِتَلْبَسَ مِنْ ثِیَابِ الْجَنَّةِ وَ اضْطَجَعْتُ مَعَهَا فِیْ قَبْرِهَا لِاُخَفِّفَ عَنْهَا ضَغْطَةَ الْقَبْرِ ، اِنَّهَا كَانَتْ اَحْسَنَ خَلْقِ اللّٰہِ صَنِیْعاً اِلَیَّ بَعْدَ اَبِیْ طَالِبٍ''

ترجمہ: ''فرمایا جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا مبارک کرتا اتار کر انہیں پہنایا اور ان کی قبر میں لیٹے۔ جب قبر پر مٹی برابر کردی گئی، تو کسی نے عرض کیا، یارسول اللہ! آج ہم نے آپ سے ایسا عمل دیکھا، جو حضور نے کسی کے ساتھ نہ کیا۔ فرمایا اسے میں نے اپنا کرتا اس لیے پہنایا تا کہ یہ جنت کے کپڑے پہنے اور اس کی قبر میں اس لیے لیٹا تا کہ قبر کا دباؤ اس پر کم ہو۔ یہ ابوطالب کے بعد خلق خدا میں میرے ساتھ سب

Marfat.com

سے زیادہ نیک سلوک کرنے والی تھیں۔"

حوالہ:- (۱) معرفة الصحابه ، مطبوعه : مکتبة الدار ، مدینه منوره ،
حدیث نمبر ۲۸۸ ، جلد ۱ ، ص ۲۷۸ تا ص ۲۷۹
(۲) الحرف الحسن فی الکتابة علی الکفن ، مطبوعه : حسنی پریس ، بریلی شریف ، ص ۹
(۳) مجمع الزوائد بحواله معجم اوسط ، مطبوعه : دار الکتاب . بیروت ، جلد ۹ ، ص ۲۵۷

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک جلیل القدر صحابی حضرت انس بن مالک کی زبان کے نیچے رکھ کر دفن کئے گئے

■ ابن سکن نے بطریق صفوان بن ہبیرہ انھوں نے اپنے باپ سے روایت کی کہ:

" قَالَ قَالَ ثَابِتُ الْبَنَانِی قَالَ لِی أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ هٰذِهٖ شَعْرَةٌ مِنْ شَعْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَضَعْهَا تَحْتَ لِسَانِیْ ، قَالَ فَوَضَعْتُهَا تَحْتَ لِسَانِهٖ فَدُفِنَ وَهُوَ تَحْتَ لِسَانِهٖ "

ترجمہ: "حضرت ثابت بنانی فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: یہ موئے مبارک حضور اقدس ، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہے ، اسے میری زبان کے نیچے رکھ دینا۔ اس لیے میں نے رکھ دیا ، وہ یوں ہی دفن کئے گئے کہ موئے مبارک ان کی زبان کے نیچے تھا۔"

حوالہ:- الاصابه فی تمییز الصحابه ، از : امام شهاب الدین احمد بن علی

Marfat.com

ابن حجر عسقلانی، المتوفی ۸۵۲ھ مطبوعہ، دار صادر، بیروت، ترجمہ نمر ۲۷۷، جلد ۱، ص ۷۲

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حضور اقدس کا کرتا، ناخن اور موئے مبارک دفن کئے گئے۔

■ امام ابوعمر یوسف بن عبدالبر اپنی کتاب "الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب" میں فرماتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے انتقال کے وقت وصیت فرمائی:

"اِنِّیْ صَحِبْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ فَخَرَجَ لِحَاجَةٍ فَاتَّبَعْتُہٗ بِاَدَاةٍ فَکَسَانِیْ اَحَدَ ثَوْبَیْہِ الَّذِیْ یَلِیْ جَسَدَہٗ فَخَبَّأْتُہٗ لِھٰذَا الْیَوْمِ، وَ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ اَظْفَارِہٖ وَ شَعْرِہٖ ذَاتَ یَوْمٍ فَاَخَذْتُہٗ، فَخَبَّأْتُہٗ لِھٰذَا الْیَوْمِ، فَاِذَا اَنَا مِتُّ فَاجْعَلْ ذَالِکَ الْقَمِیْصَ دُوْنَ کَفْنِیْ مِمَّا یَلِیْ جَسَدِیْ وَ خُذْ ذَالِکَ الشَّعْرَ وَ الْاَظْفَارَ فَاجْعَلْہُ فِیْ فَمِیْ وَ عَلٰی عَیْنِیْ وَ مَوَاضِعَ السُّجُوْدِ مِنِّیْ"

ترجمہ: "میں صحبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شرفیاب ہوا۔ ایک دن حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاجت کے لئے تشریف لے گئے۔ میں لوٹا لے کر ساتھ ہوا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے مقدس لباس سے کرتا جو کہ بدن اقدس سے ملا ہوا تھا، مجھے عنایت فرمایا، وہ کرتا میں نے آج کے دن کے لیے چھپا رکھا تھا۔ اور ایک دن حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ناخن پاک اور موئے مبارک تراشے، وہ میں نے لے لیے اور آج کے دن کے لیے چھپا رکھے۔ پس جب میں مرجاؤں تو اس قمیص

Marfat.com

سراپا تقدیس کو میرے کفن کے نیچے، میرے بدن سے متصل رکھنا، اور موئے مبارک اور مقدس ناخن کو میرے منہ میں اور آنکھوں اور پیشانی وغیرہ مواضع سجود (سجدے کرنے کے اعضاء) پر رکھ دینا۔"

حوالہ:- الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب علیٰ ھامش الاصابہ، از: امام ابو عمر یوسف بن عبد البر، المتوفی سنہ ۴۵۳ھ، مطبوعہ: دار صادر، بیروت، جلد ۳، ص ۳۹۹

امیر المؤمنین، سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت

■ حاکم نے مستدرک میں بطریق حمید بن عبد الرحمان سے روایت کی، انہوں نے کہا کہ ہم سے حسن بن صالح نے حدیث بیان کی، وہ ہارون بن شہید سے، وہ ابووائل سے راوی ہیں، انہوں نے کہا:

"كَانَ عِنْدَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ مِسْكٌ، فَاَوْصىٰ اَنْ يُّحَنَّطَ بِهٖ، وَ قَالَ عَلِيٌّ وَهُوَ فَضْلُ حُنُوْطِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم"

ترجمہ: "حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس مشک تھا۔ آپ نے وصیت فرمائی کی کہ میرے حنوط میں یہ مشک استعمال کیا جائے۔ اور فرمایا کہ وہ مشک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حنوط کا بچا ہوا ہے۔"

حوالہ:- (۱) المستدرک علی الصحیحین، کتاب الجنائز، مطبوعہ دار الفکر، بیروت، جلد ۱، ص ۳۶۱

(۲) نصب الرایہ فی تخریج احادیث الھدایہ، از: امام عبداللہ بن یوسف الزیلعی المتوفی سنہ ۷۲۶ھ، مطبوعہ: المکتبۃ الاسلامیہ، ریاض (سعودی عرب) باب الجنائز، فصل فی الغسل، جلد ۲، ص ۲۵۹

Marfat.com

حل لغت:

حنوط = چند خوشبودار چیزوں کا ایک مرکب، جو مردے کے غسل دینے کے بعد اس پر ملتے ہیں (لگاتے ہیں)۔
حوالہ:- فیروز اللغات، ص ۵۷۶

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت ام کلثوم کے کفن میں اپنا تہبند شریف عطا فرمایا۔

■ اس کتاب کے ساتویں باب میں صحیح بخاری شریف، کتاب الجنائز، مطبوعہ قدیمی، کتب خانہ، کراچی، جلد ۱، ص ۱۶۸ کے حوالے سے ایک حدیث شریف بیان کی گئی ہے۔ اس حدیث شریف میں آگے صاف صاف مذکور ہے:

''فَاِذَا فَرَغْتُنَّ فَاٰذِنَّنِیْ فَلَمَّا فَرَغْنَا اٰذَنَّاہٗ فَاَلْقٰی اِلَیْنَا حَقْوَہٗ فَقَالَ اَشْعِرْنَہَا اِیَّاہٗ''

ترجمہ: ''جب تم غسل دینے سے فارغ ہو جاؤ، تو مجھے اطلاع دینا۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ جب ہم نے غسل دے لیا، تو حضور کو خبر دی۔ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا تہبند شریف ہمیں دیا اور فرمایا کہ اسے اس کے بدن سے متصل رکھنا۔''

ارشادات علماء ومحدثین کرام:

■ علماء فرماتے ہیں کہ یہ حدیث شریف پیروں کے لباس میں مریدوں کو کفن دینے کی اصل ہے۔ لمعات میں ہے:

''ھٰذَا الْحَدِیْثُ اَصْلٌ فِی التَّبَرُّکِ بِاٰثَارِ الصَّالِحِیْنَ وَ لِبَاسِھِمْ، کَمَا یَفْعَلُہٗ بَعْضُ مُرِیْدِی الْمَشَایِخِ مِنْ لُبْسِ اَقْمِصَتِھِمْ فِی الْقَبْرِ''

Marfat.com

ترجمہ: ''یہ حدیث صالحین کے آثار اوران کے لباس سے برکت حاصل کرنے کے سلسلے میں اصل ہے، جیسا کہ مشائخ کے بعض ارادت مند (مرید) ان کی قمیصوں کا کفن پہنتے ہیں۔''

حوالہ:- لمعات التنقیح شرح مشکوۃ المصا بیح ، از :شیخ محقق شاہ عبد الحق محدث دھلوی ، المتوفی ۱۰۵۲ھ مطبوعہ: المعارف العلمیہ، لا ھور، باب غسل المیت فصل اول ، جلد ٤ ، ص ۳۱۸

کفن پر کلمۂ شہادت، عہد نامہ وغیرہ لکھنا

مسئلہ :

میت کی پیشانی یا کفن پر عہد نامہ لکھنے سے میت کے لیے مغفرت کی امید ہے۔

حضرت کثیر بن عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہم جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی اور عظیم المرتبت صحابی ہیں، انہوں نے خود اپنے کفن پر کلمۂ شہادت لکھا۔ اپنی حیات میں اپنا کفن تیار کر رکھا اور اپنے کفن پر اپنے ہاتھوں سے کلمۂ شہادت لکھا۔

حوالہ:- (۱) فتاوی رضویہ ، جلد ٤ ، ص ۱۲۷

(۲) فتاوی رضویہ ، مترجم، جلد ۹، ص ۱۰۸

(۳)الحرف الحسن فی الکتابة علی الکفن ، ص٤

مسئلہ :

حضرت کثیر بن عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے خود اپنے ہاتھوں سے کفن کے کناروں پر یہ لکھا تھا:

''يَشْهَدُ كَثِيرُ بْنُ عَبَّاسٍ أَنْ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ''

ترجمہ: ''کثیر بن عباس گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں''۔

حوالہ:- (۱) حلیة الاولیاء، از: امام ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی، المتوفی سنہ ۴۳۰ھ، مطبوعہ:- دارالکتب العربیہ، بیروت، ترجمہ ۱۳۳، جلد ۲، ص ۴۳

(۲) مصنف عبد الرزاق، از: ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام الصنعانی، المتوفی سنہ ۲۱۱ھ جلد ۳، ص ۴۱۱

حدیث:

امام بخاری کے ہم عصر سیدی ابو عبد اللہ محمد بن علی حکیم ترمذی نے روایت کی کہ حضور پرنور، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

'' مَنْ کَتَبَ ھٰذَا الدُّعَاءَ وَ جَعَلَهٗ بَیْنَ صَدْرِ الْمَیِّتِ وَ کَفْنِهٖ فِیْ رُقْعَةٍ لَمْ یَنَلْهُ عَذَابُ الْقَبْرِ وَلَا یَرٰی مُنْکَراً وَ نَکِیْراً وَھُوَ ھذَا، لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَکْبَرُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ، لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَهُ الْمُلْکُ وَ لَهُ الْحَمْدُ، لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ''

ترجمہ: ''جو یہ دعاء کسی پرچہ پر لکھ کر میت کے سینہ و کفن کے درمیان رکھ دے، اسے عذاب نہ ہو اور نہ منکر نکیر نظر آئیں۔ اور وہ دعا یہ ہے: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَکْبَرُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ، لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَهُ الْمُلْکُ وَ لَهُ الْحَمْدُ، لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ''

حوالہ:- (۱) نوادر الاصول از: امام ابو عبد اللہ محمد بن علی حکیم ترمذی، المتوفی سنہ ۲۵۵ھ، مطبوعہ: بیروت، ص ۲۱۷

(۲) فتاوی کبری، از: امام احمد بن علی بن حجر مکی

Marfat.com

عسقلانی، المتوفی سنہ ۸۵۲ ھ ،مطبوعة: دار الکتب العلمیه ، بیروت ، باب الجنائز ، جلد ۲ ، ص ٦

(۳) الحرف الحسن ، فی الکتابة علی الکفن ، ص ٤

عذاب الٰہی سے نجات کا پروانہ

(۱) امام اجل محمد بن محمد حافظ الدین کردری اپنی کتاب ''وجیز'' میں ان الفاظ سے فرماتے ہیں:

'' ذَکَرَ الْاِمَامُ الصَّفَارُ لَوْ کُتِبَ عَلیٰ جَبْهَةِ الْمَیِّتِ اَوْ عَلیٰ عِمَامَتِهٖ اَوْ کَفْنِهٖ عَهْدَ نَامَهْ ، یُرْجیٰ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ تَعَالیٰ لِلْمَیِّتِ ، وَ یَجْعَلَهٗ اٰمِناً مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ''

ترجمہ: ''امام صفار نے ذکر فرمایا کہ کہ اگر میت کی پیشانی یا عمامہ یا کفن پر عہد نامہ لکھ دیا جائے ،تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے بخش دے اور قبر کے عذاب سے امان میں رکھے۔''

حوالہ:- (۱) فتاوی بزازیہ علی ہامش فتاوی ہندیہ ، مصنف: محمد بن محمد بن شہاب بن بزاز ، المتوفی: سنہ ۸۲۷ھ نورانی کتب خانہ،پشاور۔ کتاب الاحسان،جلد۶،ص ۳۷۹

(۲) درمختار میں ہے کہ:

'' کُتِبَ عَلیٰ جَبْهَةِ الْمَیِّتِ أَوْ عِمَامَتِهٖ أَوْ کَفْنِهٖ عَهْدَ نَامَهْ ، یُرْجیٰ أَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لِلْمَیِّتِ،أَوْصیٰ بَعْضُهُمْ أَنْ یُکْتَبَ فِی جَبْهَتِهٖ وَ صَدْرِهٖ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمَ فَفُعِلَ ثُمَّ رُؤِیَ فِی الْمَنَامِ فَسُئِلَ فَقَالَ لَمَّا وُضِعْتُ فِی الْقَبْرِ جَا ئَتْنِی مَلَائِکَةُ الْعَذَابِ فَلَمَّا رَأَوْا مَکْتُوْباً عَلیٰ جَبْهَتِی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمَ قَالُوا أَمِنْتَ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ ''

Marfat.com

ترجمہ: ''مردے کی پیشانی یا عمامہ یا کفن پر عہد نامہ لکھنے سے اس کے لیے بخشش کی امید ہے۔ کسی صاحب نے وصیت کی تھی کی ان کی پیشانی اور سینے پر'' بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ '' لکھ دیں، لکھ دیا گیا، پھر خواب میں نظر آئے، حال پوچھنے پر فرمایا کہ جب میں قبر میں رکھا گیا، تو عذاب کے فرشتے آئے۔ مگر جب میری پیشانی پر'' بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ'' لکھا دیکھا، کہا تجھے عذاب الٰہی سے امان ہے۔''

حوالہ:- در مختار شرح تنویر الابصار ، از: امام محمد بن علی حصکفی دمشقی، المتوفی ۱۰۸۸ھ ، مطبوعہ: مطبع مجتبائی ، دھلی باب صلوۃ الجنائز ، جلد ۱، ص ۱۲۶

Marfat.com

(10)

دسواں باب

جنازہ لے چلنے کا بیان

Marfat.com

گھر سے جنازہ اٹھا کر قبرستان لے جانا

مسئلہ :

جنازہ جب قبرستان لے جانے کے لیے تیار ہو جائے، تو اب دیر نہیں کرنی چاہیئے بلکہ جنازہ جلد از جلد قبرستان لے جانا چاہیئے، کیونکہ میت کو دفنانے میں دیر کرنا اچھا نہیں۔ کیونکہ حدیث میں ہے کہ:

حدیث:

"عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَسْرِعُوْا بِالْجَنَازَةِ"۔

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جنازہ لے جانے میں جلدی کرو۔" (بخاری شریف)

مسئلہ :

جنازے کو کندھا دینا عبادت ہے۔ لہٰذا ہر شخص کو چاہیئے کہ وہ عبادت میں کوتاہی نہ کرے۔ خود حضور اکرم، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنازہ اٹھایا۔ حوالہ:- جوهره نیره، بهار شریعت، حصه ٤، ص ١٤٣

مسئلہ :

جنازہ اٹھانے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ چار شخص جنازہ اس طرح اٹھائیں کہ ہر شخص ایک پایہ لے۔ اگر صرف دو شخصوں نے جنازہ اٹھایا یعنی ایک نے سرہانے کے دونوں پائے اور دوسرے نے پائنتی کے دونوں پائے اٹھائے، تو اس طرح بلا ضرورت اٹھانا مکروہ ہے اور اگر ضرورت یا مجبوری ہے تو حرج نہیں۔ مثلاً جگہ تنگ ہے کہ چار آدمی

Marfat.com

نہیں اٹھا سکتے، تو ضرورت کی بنا پر دو آدمی اٹھا سکتے ہیں۔

حوالہ:- فتاوی عالمگیری، بہار شریعت، حصہ ٤، ص ١٤٣

مسئلہ:

جنازے کو کندھا دینے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ یکے بعد دیگرے چاروں پایوں کو کندھا دے اور ہر پایے کو کندھا دینے میں دس، دس قدم چلے۔ اور پوری سنت یہ ہے کہ پہلے سرہانے کی طرف کے داہنے پایے کو کندھا دے، پھر پائنتی کی طرف کے داہنے پایے کو کندھا دے، اس کے بعد سرہانے کی طرف بائیں پایے کو کندھا دے، پھر پائنتی کی طرف بائیں پایے کو کندھا دے۔ اس طرح ہر پایے کو کندھا دینے میں دس، دس قدم چلے گا تو کل ملا کر چالیس قدم ہوئے اور حدیث شریف میں ہے کہ:

(١) کہ جو جنازہ لے کر چالیس قدم چلے اس کے چالیس کبیرہ گناہ مٹا دیئے جائیں گے۔

(٢) جو جنازہ کے چاروں پایوں کو کندھا دے، اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی حتمی یعنی کامل مغفرت فرمادے گا۔

حوالہ:- جوہرہ نیرہ، عالمگیری، درمختار اور بہار شریعت، حصہ ٤، ص ١٤٤

حدیث:

ابن ابی الدنیا نے ''القبور'' میں ابو الخلد سے اور ابن عساکر نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت داؤد علیہ الصلوۃ والسلام کی دعا پڑھی۔ وہ رب تعالیٰ سے عرض کرتے ہیں کہ اے اللہ! جس نے محض تیری رضامندی کے لیے جنازہ کا ساتھ دیا اس کی جزا کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس دن وہ مرے گا، تو فرشتے اس کے جنازے کے ساتھ چلیں گے اور میں اس

Marfat.com

کی مغفرت کروں گا۔

حوالہ:- شرح الصدور، از : امام جلال الدین سیوطی ، اردو ترجمہ، ص ۱۰۰

مسئلہ :

جنازہ لے چلنے میں چار پائی یعنی جنازہ کے پائے کو ہاتھ سے پکڑ کر کندھے (مونڈھے) پر رکھنا چاہیئے۔ مال وسامان کی طرح گردن یا پیٹھ پر لادنا مکروہ ہے۔ اسی طرح چوپایہ جانور پر بھی لادنا مکروہ ہے۔ ٹھیلے یا ٹرک پر لادنے کا بھی یہی حکم ہے۔ بیل گاڑی، اونٹ گاڑی یا تانگہ پر بھی جنازہ لادنا نہیں چاہیئے۔

جزیہ ماخوذ، از: فتاوی عالمگیری ،غنیہ ،در مختار ، اور
بہار شریعت ، حصہ ٤، ص ١٤٤

مسئلہ :

شیر خوار چھوٹا بچہ یا ایسا چھوٹا بچہ کہ اسے دودھ چھڑا دیا گیا ہو ، یا اس سے کچھ بڑا کہ جس کو بہ آسانی گود میں ہر شخص اٹھا سکے، ایسے چھوٹے بچے کو ایک شخص دونوں ہاتھوں سے اٹھا کر چلے اور یکے بعد دیگرے لوگ اس چھوٹے بچے کی میت کو ہاتھوں ہاتھ لیتے رہیں۔ غنیہ، عالمگیری، اور بہار شریعت، حصہ ٤، ص ١٤٤

مسئلہ :

جنازہ کو یوں لے کر چلیں کہ سرہانا آگے کی جانب ہو۔ کیونکہ جنازہ لے چلنے میں سرہانے کو آگے کرنے کا حکم ہے۔ فتاوی عالمگیری میں ہے کہ "فِیْ حَالَةِ الْمَشْیِ بِالْجَنَازَةِ یُقَدَّمُ الرَّأْسُ" یعنی جنازہ لے چلنے میں سر آگے ہونا چاہیئے۔

حوالہ:- (١) فتاوی ہندیہ ، جلد ١ ، فصل ٤ ، ص ١٦٢
(٢) فتاوی رضویہ، جلد ٤ ، ص ٩٦
(٣) فتاوی رضویہ ، مترجم ، جلد ٩، ص ٨٢، اور ١٣٥
(٤) بہار شریعت، حصہ ٤، ص ١٤٤

Marfat.com

مسئلہ :

''جنازہ کے ساتھ آگ لے چلنے کی ممانعت ہے۔''

حوالہ:- (۱)فتاوی رضویہ ، جلد ٤ ، ص ١٤١

(۲)بہار شریعت ، حصہ ٤، ص ١٤٤

حدیث:

''عَنْ عَمْرو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّہٗ قَالَ لِابْنِہٖ وَ ھُو فِیْ سِیَاقِ الْمَوْتِ اِذَا اَنَا مِتُّ فَلَا تُصَاحِبْنِیْ نَائِحَۃً وَلَا نَاراً''۔

ترجمہ: ''حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے موت سے کچھ قبل اپنے بیٹے سے فرمایا کہ جب میں مرجاؤں تو میرے جنازے کے ساتھ نہ کوئی رونے والی جائے اور نہ آگ۔''

حوالہ:- (۱)صحیح مسلم ، کتاب الایمان ، جلد ۱ ، ص٧٦

(۲) جامع الاحادیث ، جلد ۲ ، ص ١٥

مسئلہ :

جنازہ معتدل تیزی سے لے کر چلیں۔ مگر اتنا تیز رفتار نہیں چلنا چاہیئے کہ میت کو جھٹکا لگے۔ حوالہ:- بہار شریعت ، حصہ ٤ ، ص ١٤٤

نوٹ:

جنازہ لے جاتے وقت ادب و وقار کے ساتھ قدم تیزی سے اٹھانے چاہئیں لیکن اتنا تیز بھی نہیں چلنا چاہیئے کہ جنازہ میں شریک لوگ دوڑنے لگیں بلکہ چال متوسط ہونی چاہیئے اور قدم تیزی سے اٹھانے چاہئیں۔ المختصر! جنازہ لے کر چلنے کی چال معمولی چال سے تیز ہو اور دوڑنے سے کم ہو۔

Marfat.com

حدیث:

"عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: سَئَلْنَا نَبِیَّنَا صلی اللہ علیہ وسلم عَنِ الْمَشِیِ مَعَ الْجَنَازَۃِ فَقَالَ مَادُوْنَ الْخَبَبِ"

ترجمہ: "حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جنازہ کے ساتھ چلنے کے متعلق دریافت کیا، تو آپ نے فرمایا کہ دوڑنے سے کمتر چال ہو۔" (ابو داؤد شریف)

حدیث:

"عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّہٗ رَاٰی جَنَازَۃً یُسْرِعُوْنَ بِھَا قَالَ لِتَکُنْ عَلَیْکُمُ السَّکِیْنَۃُ"۔

ترجمہ: "حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ایک جنازہ بہت جلدی جلدی لے جاتے دیکھا۔ آپ نے فرمایا طمانیت (اطمنان) لازم پکڑو۔" (ابن ماجہ شریف)

مسئلہ:

جنازہ کے ساتھ جانے والوں کے لیے افضل یہ ہے کہ وہ جنازہ کے پیچھے چلیں۔ دائیں، بائیں یا آگے نہ چلیں۔ اور اگر کسی وجہ سے کوئی جنازہ کے آگے چلے، تو اسے چاہیئے کہ وہ اتنا دور ہو کر چلے کہ ساتھیوں میں شمار نہ کیا جائے۔ اور اگر سب کے سب آگے ہوں تو مکروہ ہے۔ اسی طرح جنازہ کے ساتھ پیدل چلنا افضل ہے۔ اور اگر کسی مجبوری کی وجہ سے سواری پر ہو، تو سواری کو جنازہ کے پیچھے رکھنا چاہیئے۔ سواری پر سوار ہو کر جنازے کے آگے چلنا مکروہ ہے۔ لہٰذا اگر آگے ہو تو جنازہ سے اتنا دور رہے کہ جنازہ میں شرکت

Marfat.com

کرنے والوں میں شمار نہ کیا جائے۔

حوالہ:- بهار شریعت ، حصه ٤، ص ١٤٤، عالمگیری ، صغیری

حدیث:

''عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْجَنَازَةُ مَتْبُوْعَةٌ لَيْسَتْ بِتَابِعَةٍ لَيْسَ مَعَهَا مَنْ تَقَدَّمَهَا''

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جنازہ متبوع ہے، تابع نہیں۔ جو آگے چلے جنازہ کے ساتھ نہیں۔''

حوالہ:- (١) ترمذی شریف، ص ١٩٦

(٢) ابن ماجه، ص ١٠٨

حل لغت:

متبوع = جس کی اتباع کی جائے، جس کے پیچھے چلا جائے، پیروی کیا جائے۔

تابع = اتباع کرنے والا، پیچھے چلنے والا، پیروی کرنے والا۔

مسئلہ:

جنازہ کے ساتھ عورتوں کا جانا ممنوع اور ناجائز ہے۔ اور اگر نوحہ کرنے والی عورت جنازہ میں شریک ہونا چاہے، تو اسے سختی سے منع کردیا جائے۔

حوالہ:- بهار شریعت ، حصه ٤ ، ص ١٤٤

حدیث:

امام سعید بن منصور اپنی سنن میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

Marfat.com

''اَنَّہٗ رَأی نِسوَۃً فِی جَنَازَۃٍ فَقَالَ اِرجِعنَ مَازُورَاتٍ غَیرَ مَأجُورَاتٍ اِنَّکُنَّ لَتُفتِنَّ الاَحیَاءَ وَ تُؤذِینَ الاَ ٭ اتَ''۔

ترجمہ: ''انہوں نے ایک جنازے میں کچھ عورتیں دیکھیں اورارشادفرمایا کہ پلٹ جاؤ، گناہ سے بوجھل، ثواب سے اوجھل۔تم زندوں کوفتنوں میں ڈالتی ہواور مردوں کواذیت دیتی ہو۔''

حوالہ:- (١) شرح الصدور، اردو ترجمہ، ص ٢٨٢

(٢) فتاوی رضویه، جلد ٤ ، ص ٢٦٠

(٣) جامع الاحادیث ، جلد ٢، ص ١٦

(٤) فتاوی رضویه ، مترجم، جلد ٩، ص ٧١٧

مسئلہ :

راہ میں یا کسی جگہ بیٹھے ہوئے ہوں اور وہاں سے جنازہ گزرے تو کھڑا ہونا ضروری نہیں ۔ ہاں! جو جنازے میں شریک ہونا چاہے وہ اٹھے اور جائے لیکن جو جنازے میں شریک ہونانہیں چاہتا، وہ نہ اُٹھے۔

حوالہ:- بھار شریعت ، حصه ٤ ، ص ١٤٥

جنازہ دیکھ کرکھڑے ہونے کے بارے میں ضروری وضاحت

عام طور سے لوگوں میں یہ بات مشہور ہے کہ جنازہ آتا دیکھ کر کھڑا ہو جانا چاہیئے۔ یا اگر کسی سواری پر ہے، اور سامنے سے جنازہ آرہا ہے تو سواری روک کر ایک طرف کھڑی کردینی چاہیئے۔اور جنازہ دیکھ کر کھڑے ہوجانے کو حضوراقدس، رحمت عالم ﷺ کی سنت قرار دیتے ہیں۔ذی علم حضرات اس فعل کو سنت ثابت کرنے کے لیے چنداحادیث کریمہ بطور ثبوت پیش کرتے ہیں۔ ہم ان میں سے چند احادیث کو یہاں نقل کرتے

Marfat.com

ہیں:-

حدیث:۱

"عَنْ اَبِیْ سَعِیْدالْخُدرِیْ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اِذَا رَأَیْتُمُوْا الْجَنَازَۃَ فَقُوْمُوْا"

ترجمہ: "حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ۔" (بخاری شریف)

حدیث:۲

"عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِیْعَۃَ سَمِعَہٗ یُحَدِّثُ عَنِ النَبِیِّ ﷺ قَالَ اِذَا رَاَیْتُمُ الْجَنَازَۃَ فَقُوْمُوْا لَھَا حَتّٰی تُخَلِّفَکُمْ اَوْ تُوْضَعَ"۔

ترجمہ: "حضرت عامر بن ربیعہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم جب جنازہ دیکھو، تو کھڑے ہو جاؤ، یہاں تک کہ تمہارے پاس سے گزر جائے یا کندھوں سے رکھ دیا جائے۔" (ابن ماجہ)

حدیث:۳

"عَنْ عَلِیٍّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لِجَنَازَۃٍ فَقُمْنَا حَتّٰی جَلَسَ فَجَلَسْنَا"

ترجمہ: "امیر المؤمنین حضرت سیدنا مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اکرم ﷺ ایک جنازے کے لیے کھڑے ہوئے، تو ہم بھی کھڑے ہو گئے۔ پھر آپ جب بیٹھے تو ہم بھی بیٹھ گئے۔" (ابن ماجہ)

مذکورہ تینوں احادیث منقول از کتاب: "موت کا مزہ" مصنف: عالم فقری، ناشر: فاروقیہ بکڈپو، دھلی، ص ۲۰۷ اور ۲۰۸

سوال:

مذکورہ تینوں احادیث مقدسہ سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ جنازہ دیکھ کر کھڑا ہو جانا حضور اقدس ﷺ کی سنت ہے بلکہ جنازے کو دیکھ کر بیٹھے رہنا ممنوع ہے۔ اور بعض حضرات نے فرمایا کہ جنازہ آتا دیکھ کر کھڑے ہو جانا واجب ہے۔

جواب:

مذکورہ تینوں احادیث کریمہ بے شک اور بلا شبہ صحیح ہیں اور ان کی صحت میں ذرہ برابر بھی شک نہیں۔ کیونکہ تینوں احادیث کے راوی (۱) حضرت ابو سعید خدری (۲) حضرت عامر بن ربیعہ اور (۳) امیر المؤمنین مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجلۂ صحابۂ کرام سے ہیں اور فن اسماء الرجال کے اعتبار سے مذکورہ تینوں حضرات ثقہ راوی میں شمار ہوتے ہیں یعنی ان کی روایت کردہ حدیث میں کسی کو کسی بھی قسم کا شک یا کلام نہیں۔ محدثین کرام باتفاق رائے ان کی روایت کردہ حدیث کو صحیح جانتے اور مانتے ہیں اور اس کے صدق و صداقت پر اعتماد کرتے ہیں۔

لہٰذا مذکورہ تینوں احادیث یقیناً صحیح ہیں مگر پھر بھی ان احادیث پر عمل نہیں کیا جائے گا کیونکہ ان احادیث کا حکم منسوخ کر دیا گیا ہے۔ کسی کام کا حکم منسوخ کیوں ہوتا ہے؟ کیسے ہوتا ہے؟ اور اس حکم کو منسوخ کرنے والی ناسخ دلیلیں کیا ہوتی ہیں؟ اس پر گفتگو بعد میں ہوگی، پہلے ہم مذکورہ تینوں حدیث کا حکم منسوخ ہے، اس کی کیا وجہ ہے، اسے دیکھیں۔

- مذکورہ تینوں احادیث میں سے امیر المؤمنین سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی روایت کردہ حدیث نمبر ۳ کے ضمن میں شارح مسلم شریف حضرت شیخ محی الدین ابوزکریا

یحییٰ بن شرف نووی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

"قَالَ الْقَاضِی اِخْتَلَفَ النَّاسُ فِیْ هٰذِهِ الْمَسْئَلَةِ فَقَالَ مَالِكٌ وَ اَبُوْحَنِیْفَةَ وَالشَّافِعِیْ اَلْقِیَامُ مَنْسُوْخٌ"

ترجمہ: "کہا قاضی نے کہ اس مسئلہ میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے اور امام مالک، امام ابوحنیفہ اور امام شافعی نے فرمایا کہ قیام یعنی کھڑا ہونا منسوخ ہے۔"

حوالہ:- صحیح مسلم شریف، جلد ۱، ص ۳۱۰ پر درج حاشیہ کی عبارت

- مذکورہ تینوں احادیث میں سے حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ حدیث ۲ کے ضمن میں ابوداؤد میں ہے:

"هٰذَا الْحُكْمُ مَنْسُوْخٌ بِالْاَحَادِیْثِ الصَّحِیْحَةِ مِنْهَا مَا رَوَاهُ اِبْنُ حِبَّانَ فِیْ صَحِیْحِهٖ كَانَ یَأْمُرُنَا بِالْقِیَامِ فِی الْجَنَائِزِ ثُمَّ جَلَسَ بَعْدَ ذٰلِكَ وَ اَمَرَ بِالْجُلُوْسِ وَ مِنْهَا حَدِیْثُ عَلِیٍ ثُمَّ قَعَدَ بَعْدُ اَیْ تَرَكَ الْقِیَامَ لِلْجَنَازَةِ"

ترجمہ: "یہ حکم منسوخ ہے احادیث صحیحہ کی وجہ سے، ان میں سے وہ حدیث ہے، جس کو حضرت ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا کہ حضور اقدس ﷺ نے جنازے کے لیے کھڑے ہونے کا حکم فرمایا اور پھر بعد میں آپ جلوس فرمانے لگے اور بیٹھنے کا حکم صادر فرمایا۔ ان احادیث میں سے وہ حدیث بھی ہے جس کو امیر المؤمنین سیدنا مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت فرمایا کہ پھر آپ یعنی حضور ﷺ بیٹھے رہتے اور جنازے کے لیے کھڑے ہونا ترک کرنے کا حکم فرمایا۔"

حوالہ:- ابو داؤد شریف ثانی، ص ۴۵۲، پر عبارت حاشیہ

- مذکورہ تینوں احادیث میں سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

روایت کردہ حدیث نمبر ا کے ضمن میں علامہ ابو جعفر احمد بن محمد الازدی المصری المعروف بہ امام طحاوی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

''فَقَدْ ثَبَتَ بِمَا ذَکَرْنَا اَنَّ الْقِیَامَ لِلْجَنَازَۃِ قَدْ کَانَ ثُمَّ نُسِخَ''

ترجمہ: ''پس بیشک ثابت ہوا کہ جنازے کے لیے کھڑے ہونے کا حکم پہلے تھا پھر بعد میں وہ منسوخ ہوگیا۔''

حوالہ:- شرح معانی الآثار المعروف بہ طحاوی شریف ، مصنف : امام ابوجعفر طحاوی، المتوفی سنہ ۳۲۱ھ، جلد ۱، ص ۳۱۵

جنازہ کے لیے کھڑے ہونے اور بعد میں بیٹھے رہنے کے ثبوت میں دو عظیم اور شہرۂ آفاق مفتیان ذی شان کی معتبر و معتمد و مستند کتابوں کے دو حوالے ناظرین کرام کے خاطر طبع کی غرض سے پیش خدمت ہیں:

حوالہ:۱

''مسلم شریف اور ابوداؤد میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جنازے کے لیے کھڑے ہوتے تھے۔ اس کے بعد پھر بیٹھے رہے (یعنی جنازہ دیکھ کر کھڑے نہ ہوتے)۔ ابن حبان کی صحیح میں ہے کہ حضرت علی نے فرمایا۔ ہمیں جنازے کے لیے کھڑے ہونے کا حکم دیتے تھے۔ اس کے بعد بیٹھے رہتے اور بیٹھنے کا حکم دیا۔ حازمی نے کہا کہ میرے پاس سے جنازہ گزرا، تو میں کھڑا ہوگیا، تو حضرت علی نے فرمایا، تمہیں یہ فتویٰ کس نے دیا ہے؟ میں نے عرض کیا، ابوموسیٰ اشعری نے۔ تو حضرت علی نے فرمایا کہ صرف ایک بار حضور ﷺ جنازے کے لیے کھڑے ہوئے تھے۔ جب حکم منسوخ ہوگیا تو منع فرمادیا۔ احناف اور شوافع اور حنابلہ کا مذہب یہی ہے کہ جنازے

Marfat.com

کے لیے کھڑا ہونا ضروری نہیں۔"

حوالہ:- نزهة القاری شرح صحیح البخاری ، از: فقیه الهند علامه مفتی شریف الحق صاحب امجدی،جلد٤،ص ٨١،مطبوعه:دائرة البرکات،گھوسی، (یوپی)

حوالہ:٢

"اولاً میت کے لیے کھڑا ہو جانے کا حکم تھا۔یا تو میت کی تعظیم کے لیے یا ساتھ والے فرشتوں کی یا موت کی گھبراہٹ کے اظہار کے لیے، لیکن یہ حکم بعد میں منسوخ ہوگیا۔"

"پہلے حضور ﷺ جنازہ دیکھ کر کھڑے ہو جاتے تھے۔ہم بھی اسی پر عامل تھے۔ پھر بعد میں آپ نے عمل چھوڑ دیا۔ہم نے بھی چھوڑ دیا۔لہذا وہ کھڑا ہونا منسوخ ہے۔"

حوالہ:- مرأة المناجیح شرح مشکوة المصابیح ، از: حکیم الامت، علامه، مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی، ناشر: فیاض الحسن، بك سیلر، کانپور، جلد ٢ ، ص ٤٦٧

مسئلہ :

جنازے کے ساتھ چلنے والوں کو خاموش رہنا چاہیئے اور وقت موت اور قبر کے احوال کو پیش نظر رکھیں۔دنیا کی باتیں نہ کریں اور نہ ہنسیں۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو جنازے کے ساتھ ہنستے دیکھا۔فرمایا تو جنازے میں ہنستا ہے؟ میں تجھ سے کبھی کلام نہ کروں گا۔اور اگر ذکر کرنا چاہے تو دل میں کرے اور بلحاظ زمانہ اب علماء نے ذکر جہر کی بھی اجازت دی ہے۔

حوالہ:- صغیری ، درمختار اور بهار شریعت، جلد٤، ص ١٤٤

Marfat.com

جلوس جنازہ میں بلند آواز سے نعت شریف، کلمہ طیبہ، مولود شریف وغیرہ پڑھنا

کچھ مقامات پر رواج عام ہے کہ جنازہ کے ساتھ کچھ میلاد خواں حضرات بلند آواز سے نعت شریف کے اشعار یا موت کے متعلق قصائد وغیرہ پڑھتے ہیں۔ اور بعض مقامات پر بلند آواز سے کلمۂ طیبہ کا ورد کرنے کا رواج ہے۔

مندرجہ بالا طریقہ کے تعلق سے منافقین زمانہ، فرقہ وہابیہ نجدیہ تبلیغیہ کے متبعین نے اب شدید اختلاف اٹھایا ہے اور جنازہ کے ساتھ کسی قسم کا ذکر جہر یا نعت خوانی کو شدت سے منع کرتے ہیں اور محض سکوت اختیار کرنے پر اصرار کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ یہ کام حضور اقدس ﷺ کے مبارک زمانہ میں رائج نہیں تھا، لہذا بدعت اور ممنوع ہے۔ علاوہ ازیں وہ لوگ فقہ کی معتبر کتب مثلاً مراقی الفلاح، بحر الرائق، فتاوی قاضی خان، فتاوی عالمگیری وغیرہ کے حوالوں سے اسے مکروہ تحریمی بتاتے ہیں۔ اس لیے ہم اس مسئلے کی عام فہم اور آسان، لیکن مدلل بحث قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

بے شک فقہ کی معتبر کتابوں میں جنازہ کے ساتھ ذکر جہر کو مکروہ لکھا ہے۔ اب سوال یہ اٹھتا ہے کہ یہ کراہت تحریمی ہے یا تنزیہی؟ جواباً عرض ہے کہ جنازہ کے ساتھ ذکر جہر کی کراہت میں فقہائے کرام کے درمیان اختلاف ہے۔ آیا یہ کراہت تحریمی ہے یا تنزیہی؟ بعض نے تحریمی لکھا ہے اور بعض نے تنزیہی لکھا ہے۔ لیکن فقہائے کرام کا اختلاف بلکہ کراہت کا اطلاق بھی مندرجہ ذیل تفصیل پڑھنے سے انشاء اللہ وحبیبہ

(جل جلالہ و علیہ ﷺ) دور ہو جائے گا۔

تفصیل

(۱) جنازہ کے ساتھ ذکر جہر یا نعت شریف یا اور کوئی دعا وغیرہ سے مقصود صرف اللہ کا ذکر ہے۔ اور اللہ کا ذکر ہر حال میں مطلوب و محبوب و مستحسن ہے۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا ذکر جملہ عبادات کا مغز ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

آیت: ''اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ'' (سورۂ طٰہٰ، آیت ۱۴)

ترجمہ: ''اور میری یاد کے لیے نماز قائم رکھ۔'' (کنزالایمان)

تفسیر: ''کہ تو اس میں مجھے یاد کرے اور میری یاد میں اخلاص اور میری رضا مقصود ہو کوئی دوسری غرض نہ ہو۔'' (تفسیر خزائن العرفان، ص ۴۵۳)

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

آیت: ''یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَاماً وَّ قُعُوْداً وَّ عَلٰی جُنُوْبِهِمْ''

(سورۂ آل عمران، آیت ۱۹۱)

ترجمہ: ''جو اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے'' (کنزالایمان)

تفسیر: ''یعنی تمام احوال میں۔ مسلم شریف میں مروی ہے کہ سید عالم ﷺ تمام احیان میں اللہ کا ذکر کرتے تھے۔ بندہ کا کوئی حال یاد الٰہی سے خالی نہ ہونا چاہیئے۔'' (تفسیر خزائن العرفان، ص ۱۱۰)

رب اکبر جل جلالہ کا مقدس ارشاد ہے:

آیت: ''وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْراً لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ'' (سورۂ الجمعة، آیت ۱۰)

ترجمہ: ''اور اللہ کو بہت یاد کرو، اس امید پر کہ فلاح پاؤ'' (کنزالایمان)

Marfat.com

حدیث:

سید الذاکرین، حضور اقدس ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

"اَکْثِرُوا ذِکْرَ اللّٰہِ حَتّٰی یَقُوْلُوْا اِنَّہٗ مَجْنُوْنٌ"

ترجمہ: "خدا کا ذکر اتنی کثرت سے کرو کہ لوگ کہیں کہ یہ مجنون (پاگل) ہے۔"

حوالہ:- مسند احمد بن حنبل، از: امام احمد بن حنبل، المتوفی سنہ ۲۴۱ھ،

مطبوعہ: دار الفکر، بیروت، جلد ۳، ص ٦٨ و ٧١

حدیث:

ام المؤمنین، سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

"کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَذْکُرُ اللّٰہَ فِیْ کُلِّ اَحْیَانِہٖ"

ترجمہ: "رسول اللہ ﷺ ہر وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرتے تھے۔"

حوالہ:- (۱) صحیح مسلم شریف، کتاب الحیض، جلد ۱، ص ١٦٢

(۲) المستدرک علی الصحیحین، کتاب الدعاء، از: امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری، المتوفی سنہ ٤٠٥ھ

طبوعہ: دار الفکر، بیروت، جلد ۱، ص ٤٩٩

مندرجہ بالا آیات قرآنی اور احادیث نبوی کثرت سے ذکر الٰہی کرنے کی تعلیم و تلقین فرماتی ہیں اور ان آیات و احادیث سے ہر حال میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا ذکر کرنے کی رغبت دلائی جا رہی ہے۔

- ذکر خدا کے کئی طریقے ہیں۔ مثلاً قلبی، لسانی، خفی، جلی، تلاوت، ثنا، درود، دعا، عبادات، طاعات وغیرہ۔ ان میں سے بعض طریقوں کو بعض اوقات اور مقامات سے خصوصیت ہوتی ہے۔

- محل جنازہ مقام تفکر ہے یعنی جنازہ دیکھ کر ہر شخص اپنی موت کے بارے میں سوچتا ہے اور جنازہ دیکھ کر عبرت اور نصیحت حاصل کرتا ہے۔ اور جب آدمی کسی معاملے میں گہرائی سے سوچتا ہے، تو اس کا خاموش ہونا ضروری ہے، تاکہ اس کی تمام توجہ اس گہری سوچ ہی کی طرف مرکوز ہو۔ اگر اس وقت وہ کسی ذکر میں مشغول ہوگا، تو اس کی توجہ اس سوچ سے ہٹ کر ذکر کی طرف منتقل اور منقسم ہوگی۔
- تفکر یعنی سوچ بچار، سوچنا۔ یہ بہت ہی مفید، نفع بخش اور مستحسن کام ہے۔ اسی لیے کہا گیا ہے کہ ''تَفَکُّرُ سَاعَةٍ خَیْرٌ مِنْ عِبَادَةِ الثَّقَلَیْنِ''

ترجمہ: ''گھڑی بھر کا تفکر انسانوں اور جنوں کی عبادت سے بہتر ہے۔'' لہٰذا علمائے کرام نے جنازہ میں شامل لوگوں کی توجہ صرف موت اور موت کے تعلق سے پیش آنے والے حوادث کے تفکر کی جانب ہی مرکوز اور ملتفت رکھنے کے لیے یہ حکم صادر فرمایا: '' یَنْبَغِیْ لِمَنْ تَبِعَ الْجَنَازَةَ اَنْ یُّطِیْلَ الصَّمْتَ ''یعنی ''جنازہ کے ساتھ چلنے والے کو سکوت (خاموشی) اختیار کرنا چاہیئے۔'' جیسا کہ امام الفقہاء علامہ ابو العباس احمد قاضی مصری سروجی (المتوفی ۷۱۰ھ) کی کتاب ''عنایہ شرح ھدایہ'' میں ہے۔

- ذکر خفی کے مقابلے میں ذکر جہر سے توجہ زیادہ بٹتی ہے۔ یعنی اگر آدمی دل میں کوئی ذکر کرے یا آہستہ اور مدھم آواز سے ذکر کرے، تب وہ اس طرح خاموشی سے ذکر کرنے کے ساتھ کچھ تفکر بھی کرسکتا ہے یعنی سوچ بھی سکتا ہے لیکن بلند آواز سے ذکر کرتے وقت یعنی ذکر جہر کے وقت وہ تفکر نہیں کرسکتا۔ اور جنازہ کے ساتھ چلنے والے کے لیے موت کی یاد اور تفکر مامور ہے۔ اور اللہ کا ذکر بھی

Marfat.com

ہر حال میں کرنا چاہیئے ۔ لہٰذا بعض علماء نے یہ حکم صادر فرمایا کہ ''فَاِنْ اَرَادَ اَنْ یَّذْکُرَ اللّٰہَ تَعَالٰی یَذْکُرُہٗ فِیْ نَفْسِہٖ ''یعنی ''اگر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا چاہے تو آہستہ کرے۔'' جیسا کہ امام علامہ ظہیر الدین مرغینانی کے ''فتاوی ظہیریہ'' میں ہے۔

اسی طرح علامہ امام رکن الاسلام محمد بن ابو بکر کی معتمد اور مشہور کتاب ''شرعۃ الاسلام'' کی شرح ''جامع الشروح'' میں ہے کہ ''یَسْتَکْثِرُ مِنَ التَّسْبِیْحِ وَالتَّھْلِیْلِ عَلٰی سَبِیْلِ الْاِخْفَاءِ خَلْفَ الْجَنَازَۃِ وَلَا یَتَکَلَّمُ بِشَیْءٍ مِّنْ اَمْرِ الدُّنْیَا ''یعنی ''جنازہ کے پیچھے سری طور پر (آہستہ سے) زیادہ سے زیادہ تسبیح اور تہلیل کرے اور کسی قسم کی دنیاوی بات نہ کرے۔''

یہ حکم اس زمانۂ خیر کے لیے تھا جب کہ جنازہ میں شریک ہونے والے لوگ موت کے تصور اور موت کی یاد میں ایسے ڈوب جاتے تھے کہ گویا میت ان میں سے ہر ایک کا خاص، اپنا کوئی جگر پارہ ہے بلکہ گویا خود ہی میت ہیں کہ مجھ کو ہی جنازہ پر لیے جاتے ہیں اور تھوڑی دیر بعد مجھ کو قبر میں دفن کر دیں گے۔ بلکہ اس زمانہ میں جنازہ میں شامل ہونے والے لوگوں کی یہ حالت ہوتی تھی کہ ان کو یہ بھی معلوم نہیں ہوتا تھا کہ ہمارے داہنے ہاتھ پر کون شخص ہے؟ اور ہمارے بائیں ہاتھ پر کون صاحب ہیں؟ بلکہ ہر شخص اپنی اپنی فکر میں مشغول ہوتا کہ یہ وقت میرے لیے بھی آنا ہے۔ پھر اس وقت کیا ہوگا؟ کیسے گزرے گی؟ اپنے اعمال کی حالت کیا ہے؟ گویا ہر شخص اس کو اپنا ہی جنازہ جانتا تھا اور موت کی یاد اور خوف خدا سے لرزتا ہوا، احوال قبر و حشر کے تفکر میں ڈوبا ہوا، کامل طور پر ایسی خاموشی اختیار کر لیا کرتا تھا کہ سانس کے سوا دوسری کوئی آواز اصلاً نہ

Marfat.com

ہوتی تھی اور یہی حالت جنازہ کے ساتھ چلتے وقت مناسب ہے۔

لیکن! جب زمانہ بدلا اور لوگوں میں وہ بات نہ رہی، جو اوپر مذکور ہوئی کہ جنازہ کو دیکھ کر عبرت ونصیحت حاصل کریں اور خشیت خداوندی سے لرزیں اور عام مسلمانوں میں خوف کم ہوتا گیا، ایسی صورتوں میں بالکل خاموش رہنا بہت سے لوگوں کے لیے پریشانی کا باعث بنا، تب دلوں کے طبیبوں اور روحانی پیشواؤں نے زبان سے آہستہ آواز سے ذکر کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی اور اس اجازت میں یہ حکمت تھی کہ خاموشی اختیار کرنے کا جو حکم تھا، وہ صرف یوں ہی خاموش رہنا مراد نہیں تھا بلکہ احوال قبر وحشر میں تفکر کرنے کے لیے خاموش رہنا مطلوب تھا۔ جب تفکر کرنا لوگوں نے چھوڑ دیا اور ویسے ہی محض خاموش رہنے لگے، تو ایسی بے مطلب کی خاموشی سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا بہتر ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

حدیث:

حضرت عبد اللہ بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس، رحمت عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

''لَا یَزَالُ لِسَانُکَ رَطْباً مِنْ ذِکْرِ اللّٰهِ''

ترجمہ: ''ہمیشہ تیری زبان اللہ کے ذکر سے تر رہنی چاہیئے۔''

حوالہ:- (۱) الجامع للترمذی۔ جلد ۲، ص ۱۷۳

(۲) المسند لاحمد بن حنبل۔ جلد ٤، ص ۱۸۸

(۳) المستدرک للحاکم۔ جلد ۱، ص ٤۹٥

(٤) حلیة الاولیاء لابی نعیم۔ جلد ۹، ص ٥۱

(٥) اتحاف السادة للزبیدی۔ جلد ٥، ص ٦

Marfat.com

ابتداء میں آہستہ ذکر کرنے کا حکم اس لیے دیا گیا کہ دوسرے لوگ یاد موت میں مصروف رہیں۔ اگر یہ بلند آواز سے ذکر کرے گا، تو دوسرے لوگوں کا خیال منتشر ہوگا اور یاد موت سے توجہ ہٹ کر اس کے ذکر کی طرف ملتفت ہوگی۔ لٰہذا شروع میں صرف آہستہ ذکر کی اجازت دی گئی۔ لیکن زمانہ نے پھر کروٹ لی۔ لوگوں کو جنازہ کے ساتھ جاتے وقت، دفن کے وقت اور قبروں پر بیٹھ کر فضول، بے فائدہ اور دنیوی لغو باتیں کرتے دیکھا جاتا ہے۔ بلکہ بعض لوگوں کو ہنسی، مزاح کرتے بھی دیکھا جاتا ہے۔ موت سے انہیں کوئی عبرت نہیں ہوتی۔ ان کے دل اس حقیقت سے بالکل غافل ہوتے ہیں کہ اب اس میت پر کیا گزرے گی۔ ایسے لوگوں کو اللہ اور رسول کے ذکر کی طرف مشغول کرنا عین صواب اور کار ثواب ہے۔ اسی لیے ملت اسلامیہ کے روحانی طبیبوں یعنی ائمۂ ملت اسلامیہ نے ایسے لوگوں کے دلوں سے زنگ چھوڑانے اور انھیں غفلت سے بیدار کرنے کے لیے بلند آواز سے ذکر کرنے کی اجازت دے دی کہ اس طرح ذکر خدا دل میں زیادہ اترتا ہے، وسوسے دور ہوتے ہیں ذکر کرنے والوں کی زبانیں اور سننے والوں کے کان اللہ کے ذکر میں مشغول ہوتے ہیں اور غافلوں کو فضول باتوں اور لغویات سے روک کر ذکر کی طرف بلانے کے لیے اور پند و نصیحت کے قصائد کے ذریعہ انھیں احوال قبر و حشر سے آگاہ کرنا بلاشبہ کار خیر و ثواب ہے۔ اسی سلسلہ کا ایک حوالہ پیش خدمت ہے۔

حوالہ:

امام اجل، علامہ، عارف باللہ، ناصح الامت، سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

”وَكَانَ سَيِّدِیْ عَلِی الْخَوَاصُ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ يَقُوْلُ اِذَا

Marfat.com

عُلِمَ مِنَ الْمَاشِيْنَ مَعَ الْجَنَازَةِ اَنَّهُمْ لَا يَتْرُكُوْنَ اللَّغْوَ فِيْ الْجَنَازَةِ وَ يَشْتَغِلُوْنَ بِاَحْوَالِ الدُّنْيَا فَيَنْبَغِيْ اَنْ يَاْمُرَهُمْ بِقَوْلِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَاِنَّ ذٰلِكَ اَفْضَلُ مِنْ تَرْكِهٖ "

ترجمہ: "سیدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب جنازہ کے ساتھ چلنے والے کے بارے میں یہ معلوم ہو کہ وہ لغو سے باز نہ آئیں گے اور دنیا کی باتوں میں مشغول رہیں گے، تو انھیں "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه "صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم دینا چاہیئے۔ کیونکہ ایسی حالت میں اسے پڑھنا، نہ پڑھنے سے افضل ہے۔"

حوالہ:- (۱) حديقه نديه شرح طريقه محمديه، از: علامه، امام عبد الغنى بن اسماعيل بن عبد الغنى نابلسى حنفى (المتوفى ١١٤٣ھ)
مطبوعه: مكتبه نوريه رضويه فيصل آباد، جلد ٢، ص ٤٠٨
(٢) فتاوى رضويه، (مترجم) جلد ٩، ص ١٤٣
(٣) فتاوى مصطفويه، ص٢٧٦ تا ٢٨٩

ایک مزید حوالہ:

امام اجل، فخر العلماء، علامہ شیخ عبد الوھاب بن احمد الشعرانی الشافعی (المتوفی ۹۷۳ھ) قدس سرہ العزیز اپنی مشہور و معتبر کتاب "عہود المشائخ" میں ارشاد فرماتے ہیں:

"قَالَ لَا نُمَكِّنُ اَحَداً مِنْ اِخْوَانِنَا يُنْكِرُ شَيْئًا اِبْتَدَعَهُ الْمُسْلِمُوْنَ عَلٰى جِهَةِ الْقُرْبَةِ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى وَ رَاَوْهُ حَسَناً لَاسِيَّمَا مَاكَانَ مُتَعَلِّقاً بِاللّٰهِ تَعَالٰى وَ رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ كَقَوْلِ النَّاسِ اَمَامَ الْجَنَازَةِ لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ قِرَأَةُ الْقُرْاٰنِ اَمَامَهَا وَ نَحْوِ ذٰلِكَ. فَمَنْ حَرَّمَ ذٰلِكَ فَهُوَ قَاصِرٌ عَنْ فَهْمِ

Marfat.com

الشَّرِیْعَۃِ لِاَنَّہٗ کُلَّ مَا لَمْ یَکُنْ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلّٰی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَکُوْنُ مَذْمُوْماً وَلَوْ فُتِحَ ھٰذَا الْبَابُ لَرُدَّتْ اَقْوَالُ الْمُجْتَھِدِیْنَ فِیْ جَمِیْعِ مَا اسْتَحَبُّوْا مِنَ الْمَحَاسِنِ وَلَا قَائِلٌ بِہٖ ۔ وَ قَدْ فَتَحَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلّٰی اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِعُلَمَاءِ اُمَّتِہٖ ھٰذَاالْبَابَ وَ اَبَاحَ لَھُمْ اَنْ یَّسُنُّوْ ا کُلَّ شَیْءٍ اِسْتَحْسَنُوْہُ وَ یَلْحَقُوْہُ بِشَرِیْعَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلّٰی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِقَوْلِہٖ صَلّٰی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ''مَنْ سَنَّ سُنَّۃً حَسَنَۃً فَلَہٗ اَجْرُھَاوَ اَجْرُ مَنْ یَعْمَلُ بِھَا ''۔ وَکَلِمَۃُ لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلّٰی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَکْبَرُ الْحَسَنَاتِ فَکَیْفَ یُمْنَعُ مِنْھَا ''

ترجمہ: ''ہم اپنے دوستوں میں سے کسی کو ایسے امر پر انکار کی اجازت نہ دیں گے جسے مسلمانوں نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں تقرب کے طور پر ایجاد کیا ہو اور اسے اچھا جانتے ہوں۔ خصوصاً ایسا کام جو خدائے تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے تعلق سے ہو۔ جیسے جنازے کے آگے لَااِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ ﷺ پڑھنا اور جنازہ کے آگے قرآن کی تلاوت کرنا یا ایسے دوسرے کام، جو اسے حرام کہے وہ فہم شریعت سے قاصر ہے، اس لیے کہ ہر وہ کام جو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں نہ رہا ہو برا نہیں۔ اگر یہ دروازہ کھول دیا جائے تو مجتہدین کرام کے وہ سارے اقوال مردود ٹھہریں، جو انہوں نے اپنی پسند کردہ اچھی چیزوں کے بارے میں فرمائے ہیں اور اس کا کوئی قائل نہیں۔ خود رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کے علماء کے لیے یہ دروازہ کھول رکھا ہے اور انھیں اجازت دی ہے کہ جو طریقہ بھی اچھا سمجھیں اسے جاری کریں اور رسول اللہ ﷺ کی شریعت میں شامل کریں۔ یہ اجازت حضور اقدس ﷺ کے اس ارشاد گرامی سے ثابت ہے ''**جو شخص کوئی**

Marfat.com

اچھا طریقہ (کام) ایجاد کرے اسے اس ایجاد کا ثواب ملے گا۔'' اور کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو سب سے بڑی نیکی ہے، پھر اس سے کیوں کر روکا جائے گا؟''

حوالہ:- (۱) حدیقه ندیه شرح طریقه محمدیه، جلد ۲، ص ۴۰۹

(۲) فتاوی رضویه، (مترجم) جلد ۹، ص ۱۴۴، ۱۴۵

یہاں تک کے مطالعہ سے اس مسئلہ کی تفصیل قارئین کرام کو معلوم ہو چکی ہو گی۔ منافقین زمانہ امور خیر سے قوم مسلم کو روکنے کے لیے ہمیشہ بدعت کا شور و غوغا مچاتے ہیں کہ یہ کام حضور اقدس ﷺ کے زمانے میں نہ تھا لہٰذا یہ کام بدعت ہے اور اسے نہیں کرنا چاہیئے۔ ہم جواباً صرف اتنا ہی عرض کرتے ہیں کہ اس کام کی ممانعت بھی وارد نہیں۔ اگر یہ کام شریعت کی رو سے منع ہے، تو تم اس کی ممانعت کی دلیل پیش کرو۔

جنازہ کے ساتھ کلمۂ طیبہ وغیرہ کا بلند آواز سے ذکر کرنے کے سلسلے میں ہم نے ائمۂ دین متین کی کتب معتبرہ، مستندہ اور معتمدہ کے حوالوں سے دلائل قاہرہ وساطعہ سے ثابت کر دیا کہ یہ فعل جائز اور مستحسن ہے۔ تاہم اس بحث کے اختتام پر اس امر کی بھی وضاحت کر دیتے ہیں کہ یہ حقیقت ہے کہ جنازہ کے ساتھ ذکر جہر وغیرہ کا رواج سرکار دو عالم ﷺ کے مبارک زمانہ میں نہیں تھا، اس وجہ سے یہ فعل ہرگز ناجائز و ممنوع نہیں ہو جائے گا۔

حوالہ:

علامہ عبد الوھاب بن احمد الشعرانی اپنی کتاب ''عہود المشائخ'' میں اس امر کی وضاحت کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''وَ تَامَّلُ اَحْوَالَ غَالِبِ الْخَلْقِ الْاٰنَ فِیْ الْجَنَازَۃِ تَجِدُھُمْ

Marfat.com

مَشغُولِينَ بِحِكَايَاتِ الدُّنيَا لَم يَعتَبِرُوا بِالمَيِّتِ وَ قَلبُهُم غَافِلٌ عَن جَمِيعِ مَا وَقَعَ لَهُ بَل رَأَيتَ مِنهُم مَن يَضحَكُ وَ إِذَا تَعَارَضَ عِندَنَا مَثَلُ ذٰلِكَ وَ كَونُ ذٰلِكَ لَم يَكُن فِي عَهدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيهِ وَ سَلَّمَ قَوَّمنَا ذِكرَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَلَوصَاحَ كُلُّ مَن فِي الجَنَازَةِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَلَا اِعتِرَاضَ وَ لَم يَاتِنَا فِي ذٰلِكَ شَيءٌ مِن رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيهِ وَسَلَّمَ فَلَوكَانَ ذِكرُ اللّٰهِ تَعَالىٰ فِي الجَنَازَةِ مَنهِيّاً عَنهُ لَبَلَغنَا وَ لَو فِي حَدِيثٍ كَمَا بَلَغنَا فِي قِرَاءَةِ القُراٰنِ فِي الرُّكُوعِ وَ شَيءٌ سَكَتَ عَنهُ الشَّارِعُ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيهِ وَ سَلَّمَ اَوَائِلَ الاِسلَامِ لَا يُمنَعُ مِنهُ اَوَاخِرَ الزَّمَانِ "

ترجمہ: "اس زمانے میں جنازے کے اندر اکثر لوگوں کے احوال پر نظر کرو۔ دنیا کی باتوں میں مشغول ملیں گے۔ جنہیں میت کے حال سے کوئی عبرت نہیں۔ ان کا دل ان سارے واقعہ سے غافل ہے، بلکہ ان میں ہنسنے والے بھی نظر آئیں گے۔ اگر ذکر نہ کریں تو یہ حالت ہے اور اگر ذکر کرتے ہیں تو یہ اعتراض ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں نہیں تھا۔ ہمارے نزدیک جب ایسا تعارض درپیش ہے تو ہم اللہ کے ذکر کو مقدم رکھیں گے۔ اب اگر جنازے میں شریک ہونے والے تمام لوگ پکار کر لا الہ الا اللہ کہیں، تو اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ اس طرح ذکر کلمۂ طیبہ کرنے کی ممانعت میں رسول اللہ ﷺ کا کوئی ارشاد وارد نہیں۔

اگر جنازے میں ذکر الٰہی ممنوع ہوتا، تو کسی نہ کسی حدیث میں ممانعت کا حکم وارد ہوتا، جیسے رکوع میں قرآن شریف پڑھنا منع ہے، تو اس بارے میں حدیث آئی ہے۔ تو جس چیز سے ابتدائے اسلام میں شارع علیہ الصلوۃ والسلام نے سکوت (خاموشی)

Marfat.com

فرمایا، وہ ہمارے آخر زمانہ میں ممنوع نہیں ہو سکتی۔"

حوالہ:- (۱) حديقه نديه شرح طريقه محمديه، جلد ۲، ص ٤٠٩

(۲) فتاوى رضويه (مترجم)، جلد ۹، ص ١٤٥

نتیجہ یہ نکلا کہ جنازہ کے ساتھ بلند آواز سے ذکر وغیرہ کرنا جائز ہے اور اس طرح ذکر کرتے ہوئے چلنے پر کچھ اعتراض نہیں بلکہ حالات زمانہ کے پیش نظر اور لوگوں کی غفلت کو مدنظر رکھتے ہوئے بلند آواز سے ذکر کرنا خاموش رہنے سے **افضل** ہے۔ اس طرح بلند آواز سے ذکر کرنے سے روکنا روا نہیں۔

امام جلیل علامہ عبدالغنی بن اسماعیل بن عبدالغنی نابلسی فرماتے ہیں:

"لَا يَنۡبَغِی اَنۡ يَّنۡهَی الۡوَاعِظُ عَمَّا قَالَ بِهٖ اِمَامٌ مِنۡ اَئِمَّةِ الۡمُسۡلِمِيۡنَ بَلۡ يَنۡبَغِی اَنۡ يَّقَعَ النَّهۡیُ عَمَّا اَجۡمَعَ الۡاَئِمَّةُ كُلُّهُمۡ عَلٰی تَحۡرِيۡمٍ"

ترجمہ: "یہ نہ چاہیئے کہ واعظ ایسی چیز سے روکے جسے ائمہ مسلمین میں سے کسی امام نے جائز کیا ہو بلکہ ممانعت ایسے کام سے کرنا چاہیئے جس کی حرمت پر سب ائمہ کا اجماع ہو۔"

حوالہ:- (۱) حديقه نديه شرح طريقه محمديه، جلد ۲، ص ١٥١

(۲) فتاوى رضويه (مترجم)، جلد ۹، ص ١٤٧

جنازہ لے چلنے کے متعلق کچھ اہم مسائل

مسئلہ:

شوہر اپنی بیوی کے جنازے کو ہاتھ لگا سکتا ہے اور کندھا بھی دے سکتا ہے۔ عوام میں یہ غلط بات مشہور ہے کہ شوہر اپنی بیوی کے جنازے کو ہاتھ نہیں لگا سکتا اور اس کو کندھا نہیں دے سکتا۔ یہ سراسر غلط ہے۔ جب جنازے کو اجنبی ہاتھ لگاتے ہیں، کندھوں پر اٹھا

Marfat.com

کر قبر تک لے جاتے ہیں، تو شوہر نے کیا قصور کیا ہے کہ وہ جنازہ نہ اٹھائے؟ ہاں شوہر اپنی مردہ بیوی کے جسم کو ہاتھ نہیں لگا سکتا کیونکہ شرعاً شوہر کو اپنی زن مردہ کا بدن چھونا جائز نہیں، دیکھنے کی تو اجازت ہے، جبکہ اجنبی کو دیکھنے کی بھی اجازت نہیں۔ تو جس کو دیکھنے کی بھی اجازت نہیں، وہ جب جنازے کو کندھا دے سکتا ہے، تو جس کو دیکھنے کی اجازت ہے ، وہ شوہر کیوں کر کندھا نہیں دے سکتا؟

حوالہ:- تنویر الابصار ، درمختار، فتاوی رضویه، جلد ٤، ص ٩٦

مسئلہ :

جنازہ کے ساتھ نعت شریف بلند آواز سے پڑھنا جائز ہے۔

حوالہ:- فتاوی رضویه (مترجم) ،جلد ٩ ، ص ١٥٨

مسئلہ :

عورت کے جنازہ پر گہوارہ یا چھتری بنا کر اس پر پردہ ڈالنا مستحب اور ماثور ہے اور ایسا ہی کرنا چاہیئے۔ البتہ زینت یا دکھاوا کرنے کی نیت سے نہ ہو۔ مرد کے جنازے پر دھوپ یا بارش وغیرہ کی شدت سے بچانے کے لیے کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح جنازہ پر پھولوں کی چادر ڈالنا اگر زینت کی نیت سے ہے، تو مکروہ ہے اور اگر اس نیت سے ہے کہ پھول اللہ کی تسبیح و تہلیل کرتے ہیں اور میت کو انس حاصل ہوگا، تو اس میں شرعاً کوئی حرج نہیں۔

حوالہ:- (١) فتاوی هندیه المعروف به عالمگیری ، جلد٥، ص ٣٥١، مطبوعه : نورانی کتب خانه ، پشاور

(٢) کشف الغطاء، فصل ٥، ص ٣٢، مطبوعه: مطبع احمدی، دهلی

(٣) فتاوی رضویه (مترجم)، جلد ٩ ، ص ١٣٧

Marfat.com

مسئلہ :

اگر جنازہ پڑوسی یا رشتہ دار یا کسی نیک شخص کا ہے، تو اس جنازہ کے ساتھ جانا نفل نماز پڑھنے سے افضل ہے۔ حوالہ:- عالمگیری ،بہار شریعت ، جلد ٤ ، ص ١٤٥

مسئلہ :

جو شخص جنازے میں شریک ہو، اسے بغیر نماز پڑھے واپس نہ ہونا چاہیئے اور نماز کے بعد دفن سے پہلے اولیائے میت یعنی میت کے قریبی رشتہ دار سے اجازت لے کر واپس ہوسکتا ہے اور دفن کے بعد اولیائے میت سے اجازت کی ضرورت نہیں۔

(حوالہ:-ایضاً)

مسئلہ :

جنازہ جب تک زمین پر نہ رکھا جائے ، شامل ہونے والوں کو بیٹھنا مکروہ ہے اور جنازہ زمین پر رکھ دینے کے بعد بے ضرورت کھڑا نہیں رہنا چاہیئے۔ (حوالہ:- ایضاً)

مسئلہ :

جنازہ زمین پر اس طرح رکھیں کہ میت کا سر یا پاؤں قبلہ کی طرف نہ ہو بلکہ اس طرح آڑا (ترچھا) رکھیں کہ میت کی داہنی کروٹ قبلہ کی طرف ہو۔ (حوالہ:-ایضاً)

Marfat.com

11

گیارھواں باب

نماز جنازہ کا بیان

Marfat.com

نماز جنازہ کیا ہے، اور کیا اس پر کوئی ثواب مرتب ہوتا ہے؟

مسئلہ :

نماز جنازہ فرض کفایہ ہے۔ یعنی اگر ایک شخص نے بھی پڑھ لی تو سب کے ذمہ سے فرض ادا ہو گیا اور اگر کسی نے بھی نہیں پڑھی تو جس جس شخص کو انتقال کی خبر پہنچی تھی اور انہوں نے نماز جنازہ نہ پڑھی، وہ سب گنہگار ہوئے۔ (عامۂ کتب)

مسئلہ :

جو شخص نماز جنازہ کے فرض ہونے کا انکار کرے وہ کافر ہے۔ (عامۂ کتب)

- نماز جنازہ پڑھنے کی احادیث میں تاکید اور فضیلت آئی ہے۔ مثلاً:

حدیث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

”اَلصَّلٰوۃُ وَاجِبَۃٌ عَلَیْکُمْ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ مَاتَ بِرًّا کَانَ اَوْ فَاجِرًا وَاِنْ عَمِلَ الْکَبَائِرَ“

ترجمہ: ”ہر مسلمان کی نماز جنازہ تم پر واجب ہے، خواہ نیکوکار ہو یا بدکار، اگر چہ اس نے کبیرہ گناہ ہی کیوں نہ کئے ہوں۔“

حوالہ:- (۱) السنن لابی داؤد، جلد ۲، ص ۳۴۳

(۲) السنن الکبریٰ للبیہقی، جلد ۳، ص ۱۲۱

(۳) السنن للدار قطنی، جلد ۲، ص ۵۶

Marfat.com

(٤)العلل المتناهیه لابن الجوزی، جلد ۱، ص ۲٥

(٥)فتاوی رضویه (مترجم)، جلد ۹، ص ١٦٢

حدیث:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

''مَنِ اتَّبَعَ جَنَازَۃً حَتّٰی یُقْضٰی دَفْنُهَا کُتِبَتْ لَهٗ ثَلٰثَةُ قِیْرَاط اَلْقِیْرَاطُ مِنْهَا اَعْظَمُ مِنْ جَبَلِ اُحُدٍ''

ترجمہ: ''جو کسی جنازے کے ساتھ رہے یہاں تک کہ میت دفن کردی جائے، اس کے لیے تین قیراط اجر لکھا جائے گا۔ ہر قیراط جبل احد (احد پہاڑ) سے بڑا ہے۔''

حوالہ:- (۱)المعجم الاوسط للطبرانی، جلد ۹، ص ۱۱۷

(۲)مجمع البحرین، ٤١٣٩

(۳)جامع الاحادیث، جلد ۲، ص ۲۹

حدیث:

خطیب نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور اقدس ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

''اِنَّ اَوَّلَ تُحْفَةِ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْ یُّغْفَرَ لِمَنْ خَرَجَ فِیْ جَنَازَتِهٖ''

ترجمہ: ''مؤمن کا سب سے پہلا تحفہ یہ ہے کہ جو لوگ اس کے جنازے میں نکلے (شریک ہوئے) ان کی مغفرت کردی جاتی ہے۔''

حوالہ:- (۱)الموضوعات لابن الجوزی، جلد ۳، ص ۲۲٦

(۲)تاریخ بغداد از: محمد بن راشد البغدادی، مطبوعه: دار الکتاب العربی، بیروت، ترجمه نمبر ۲۷٦۸، جلد ٥، ص ۲۷٤

Marfat.com

(۳)فتاوی رضویه ، جلد ٤ ، ص ٤٢

مندرجہ بالا احادیث نماز پڑھنے والوں کے لیے حصول ثواب و مغفرت اور دیگر فوائد کی متضمن ہیں۔اب کچھ احادیث ایسی پیش کرتا ہوں جن کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوگا کہ نماز جنازہ پڑھنے سے میت کی مغفرت ہوتی ہے۔

حدیث:

ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

”مَا مِنْ مَيِّتٍ يُصَلِّي عَلَيْهِ اُمَّةٌ مِنَ النَّاسِ اِلَّا شُفِّعُوْا فِيْهِ“

ترجمہ: ”جس مردے پر مسلمانوں کا ایک گروہ نماز پڑھے ان کی شفاعت اس (میت) کے حق میں قبول ہوتی ہے۔“

حوالہ:- (۱)السنن للنسائی ، جلد ۱، ص۲۱۸

(۲)المسند لاحمد بن حنبل، جلد ٦،ص ٤٠

(۳)کنزالعمال للمتقی، جلد ۱۵ ،حدیث نمبر ٤٢٢٧٤،ص ٥٩٩

(٤)الترغیب والترھیب للمنذری،جلد ٤ ، ص ٣٤٤

حدیث:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

”مَنْ صَلّٰي عَلَيْهِ مِاَۃٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ غُفِرَ لَهٗ“

ترجمہ: ”جس پر سو مسلمان نماز پڑھیں وہ بخشا جائے گا۔“

حوالہ:- (۱)السنن لابن ماجه، جلد ۱ ، ص ۱۰۸

Marfat.com

(۲)معانی الآثار للطحاوی، جلد ۱، ص ۱۰۵

(۳)تاریخ اصفهان لابی نعیم،جلد۱،ص ۳۶۰

(٤) فتاوی رضویه ، جلد٤، ص ٥٠

سب سے پہلی نماز جنازہ

اسلام میں نماز جنازہ کی ابتداء مدینہ منورہ میں ہوئی اور سب سے پہلی نماز جنازہ حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پڑھی گئی۔

حوالہ:

''امام ابن حجر عسقلانی نے فرمایا: واقدی کے قول کے مطابق حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہجرت کے نو ماہ کے بعد ہوا۔ امام بغوی کہتے ہیں: ہجرت کے بعد سب سے قبل صحابہ میں وصال حضرت اسعد بن زرارہ کا ہوا، اور سب سے پہلی نماز جنازہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ پر پڑھی۔''

حوالہ:- فتاوی رضویه ، جلد ۲، ص ٤٦٨

ام المؤمنین حضرت خدیجہ کی نماز جنازہ نہ پڑھی گئی

ام المؤمنین حضرت خدیجہ بنت خویلد المعروف بہ خدیجۃ الکبری رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ہجرت کے تین سال پہلے یعنی اعلان نبوت کے دسویں سال (۵۹۵ء) میں رحلت فرمائی۔ آپ کی نماز جنازہ نہیں پڑھی گئی کیونکہ اس وقت نماز جنازہ مشروع نہیں ہوئی تھی۔

حوالہ:

''عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ اَنَّ اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ

Marfat.com

خَدِيْجَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا تُوُفِّيَتْ سَنَةَ عَشَرَ مِنَ الْبَعْثَةِ بَعْدَ خُرُوْجِ بَنِيْ هَاشِمٍ مِنَ الشِّعْبِ وَ دُفِنَتْ بِالْحُجُوْنِ وَ نَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فِيْ حُفْرَتِهَا وَ لَمْ تَكُنْ شُرِعَتِ الصَّلٰوةُ عَلَى الْجَنَائِزِ"

ترجمہ: "حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ام المؤمنین حضرت خدیجہ کبری رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال بعثت کے دسویں سال میں ہوا، جب بنی ہاشم شعب ابی طالب سے باہر تشریف لائے۔ حضرت خدیجہ الکبری رضی اللہ تعالیٰ عنہا حجون (جنت المعلی) میں دفن ہوئیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس آپ کی قبر شریف میں اترے۔ اس وقت نماز جنازہ مشروع نہیں ہوئی تھی۔"

حوالہ:- (۱) الاصابة لابن حجر، جلد ٤، ص ٢٨٣

(٢) فتاوى رضويه، جلد ٢، ص ٤٦٨

نماز جنازہ پڑھنے کا حکم

حدیث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

"حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ، رَدُّ السَّلَامِ، وَ عِيَادَةُ الْمَرِيْضِ، وَاتِّبَاعُ الْجَنَازَةِ، وَاِجَابَةُ الدَّعْوَةِ، وَتَشْمِيْتُ الْعَاطِسِ"

ترجمہ: "مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں۔ (۱) سلام کا جواب دینا (۲) مریض کی عیادت کرنا (۳) جنازہ میں شرکت کرنا (۴) دعوت قبول کرنا (۵) چھینک کا جواب دینا۔"

حوالہ:- (١) الجامع الصغير للسيوطى، جلد ١، ص ٢٢٧

Marfat.com

(۲)السنن الکبری للبیهقی، جلد۳، ص۳۸٦
(۳)مشکوة المصابیح للتبریزی حدیث ١٥٢٤
(٤) الاحکام النبویه للکحال، جلد ۱، ص ۱۳٦

حدیث:

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

"صَلُّوْا عَلَی کُلِّ مَیِّتٍ"

ترجمہ: "ہر مردے مسلمان کی نماز جنازہ پڑھو۔"

حوالہ:- (۱)السنن لابن ماجه، جلد ۱، ص ۱۱۱
(۲)کنز العمال للمتقی، حدیث نمبر ٤٢٢٦٣، جلد ١٥، ص ٥٨٠

نماز جنازہ کی ادائیگی کی جملہ تفصیل

- نماز جنازہ پڑھنا کس پر واجب ہے اور نماز جنازہ کو ادا کرنے میں کن کن شرطوں کو پورا کرنا ضروری ہے اور نماز جنازہ پڑھنے میں کیا کیا باتیں فرض ہیں اور کیا کیا باتیں سنت موکدہ ہیں۔ ان تمام امور کو ایک نظر میں دیکھنے اور سمجھنے کے لیے ذیل میں دیئے گئے خاکہ کو بغور ملاحظہ فرمائیں:-

نماز جنازہ پڑھنا کس پر واجب ہے؟

(۱) **عاقل ہونا:** یعنی عقلمند ہو، پاگل نہ ہو بلکہ ہوش وحواس صحیح ہوں۔

(۲) **بالغ ہونا:** نابالغ پر نماز جنازہ پڑھنا واجب نہیں۔

(۳) **قادر ہونا:** یعنی جنازہ گاہ میں پہنچ کر نماز جنازہ پڑھنے کی طاقت رکھتا ہو۔

Marfat.com

(۴) **مسلمان ہونا:** یعنی عاقل، بالغ اور قادر ہونے کے ساتھ ساتھ مسلمان ہونا بھی ضروری ہے۔ یعنی کافر، مشرک، مرتد و بدعقیدہ نہ ہو۔

(۵) **موت کی خبر ہونا:** اگر دور دراز کے فاصلے والے محلّہ یا علاقے میں رہتے ہیں اور انہیں موت کی خبر ہی نہ ہوئی، تو ان پر نماز جنازہ واجب نہیں۔

نماز جنازہ کی کیا شرطیں ہیں؟

نماز جنازہ ادا کرنے کی حسب ذیل شرطیں ہیں۔

یہ شرطیں دو طرح کی ہیں۔

نمازی کے لیے شرائط		میت کے لیے شرائط	
(۱) طہارت	یعنی نمازی کا بدن، کپڑا اور جگہ کا نجاست حکمیہ و حقیقیہ سے پاک ہونا۔	(۱)	مسلمان ہونا۔
		(۲)	بدن اور کفن کا پاک ہونا۔
		(۳)	جنازہ کا وہاں موجود ہونا۔
		(۴)	جنازہ زمین پر ہونا یا ہاتھ پر مگر قریب ہو۔ دور نہ ہو۔
(۲) ستر عورت	یعنی ناف سے گھٹنوں تک کا جسم چھپا ہوا ہونا۔	(۵)	جنازہ کا نمازی کے آگے قبلہ کی طرف ہونا۔
(۳) استقبال قبلہ	منہ اور سینہ قبلہ کی طرف ہونا۔	(۶)	جو حصہ چھپانا فرض ہے، وہ چھپا ہونا۔
(۴) نیت	یعنی نماز جنازہ پڑھنے کی نیت ہو۔	(۷)	میت کا امام کے آگے بالکل سامنے ہونا۔

نوٹ:

- نمازی کے لیے کل چار شرائط ہیں۔
- میت کے لیے کل سات شرائط ہیں۔

نماز جنازہ کے فرائض (رکن) اور سنتیں

	نماز جنازہ کے رکن (فرض)		نماز جنازہ کی سنتیں (موکدہ)
(۱)	چار مرتبہ ''اللہ اکبر'' کہنا۔	(۱)	ثنا پڑھنا یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد وثنا کرنا۔
(۲)	قیام یعنی کھڑے ہو کر نماز پڑھنا۔	(۲)	حضور ﷺ پر درود پڑھنا۔
		(۳)	میت کے لیے دعا کرنا۔

نوٹ:

مندرجہ بالا جو خاکہ پیش کیا گیا ہے، اس تعلق سے ضروری شرعی احکام ومسائل بیان کرنے سے پہلے مناسب یہ ہے کہ ہم پہلے نماز جنازہ کا طریقہ سمجھ لیں، تاکہ اس کے تعلق سے بیان ہونے والے مسائل آسانی سے سمجھ میں آسکیں اور اچھی طرح یاد رہیں۔

نماز جنازہ پڑھنے کا طریقہ

نماز جنازہ شروع کرنے سے پہلے میت (جنازہ) کو امام کے آگے، قبلہ کی طرف رکھ دیا جائے اور امام میت کے سینہ کے مقابل کھڑا ہو اور مقتدی حضرات امام کے پیچھے صف باندھ کر کھڑے ہوں۔ بہتر یہ ہے کہ نماز جنازہ میں کم سے کم تین صفیں کریں اور اگر آدمی زیادہ ہوں تو پانچ یا سات یا حسب ضرورت مزید طاق صفیں بنائیں۔ صفوں کو بالکل

Marfat.com

سیدھی کریں اور امام کو چاہیئے کہ نماز شروع کرنے سے پہلے جنازہ پڑھنے والے مقتدیوں پر ایک نظر ڈال کر معائنہ کر لے، اگر صفیں درست نہ ہوں تو درست کروائے۔

- سب سے پہلے امام نیت کر کے بلند آواز سے ''اللہ اکبر'' کہتے ہوئے دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھائے اور ہاتھوں کو نیچے لا کر ناف کے نیچے جیسا کہ عام طور سے نماز میں باندھتے ہیں، اسی طرح باندھ لے۔
- مقتدی بھی امام کے ساتھ ساتھ نیت کر کے دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھاتے ہوئے آہستہ آواز سے ''اللہ اکبر'' کہتے ہوئے ہاتھوں کو ناف کے نیچے باندھ لیں۔
- پھر ثنا پڑھیں اور ثنا پوری ہونے کے بعد بغیر ہاتھ اٹھائے ہوئے ''اللہ اکبر'' کہیں۔ امام بلند آواز سے کہے اور مقتدی آہستہ سے۔ یہ دوسری تکبیر ہوئی۔
- پھر درود ابراہیمی پڑھیں اور درود ابراہیمی پورا ہونے کے بعد بغیر ہاتھ اٹھائے ''اللہ اکبر'' کہیں۔ امام بلند آواز سے کہے اور مقتدی آہستہ سے۔ یہ تیسری تکبیر ہوئی۔
- پھر دعائے نماز جنازہ پڑھیں اور دعا پوری ہونے کے بعد بغیر ہاتھ اٹھائے ''اللہ اکبر'' کہیں۔ امام بلند آواز سے کہے اور مقتدی آہستہ سے۔ یہ چوتھی تکبیر ہوئی۔ چوتھی تکبیر کے بعد فوراً ہاتھ چھوڑ دیں اور سلام پھیریں۔

الحاصل!

- پہلی رکعت کے بعد ثنا پڑھیں۔
- دوسری تکبیر کے بعد درود ابراہیمی پڑھیں۔

Marfat.com

- تیسری تکبیر کے بعد دعائے نماز جنازہ پڑھیں۔
- چوتھی تکبیر کے بعد فوراً ہاتھ چھوڑ کر سلام پھیر دیں۔ امام بلند آواز سے ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ'' کہتے ہوئے پہلے دائیں اور پھر بائیں طرف سلام پھیرے اور مقتدی آہستہ آواز سے۔

نماز جنازہ کی نیت

نماز جنازہ میں نیت شرط ہے۔ یعنی دل میں نیت (ارادہ) ہو کہ میں جنازہ کی نماز پڑھ رہا ہوں۔ اور زبان سے بھی ادا کرنا مستحب ہے اور عربی زبان میں نیت کرنا بہتر اور افضل ہے۔ اگر عربی زبان میں نیت یاد نہیں تو جس زبان میں چاہے نیت کر سکتا ہے۔

عربی زبان میں اس طرح نیت کرے

''نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ لِلّٰهِ تَعَالٰی صَلٰوۃَ الْجَنَازَۃِ الثَّنَاءُ لِلّٰهِ تَعَالٰی وَالصَّلٰوۃُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ وَ الدُّعَاءُ لِهٰذِهِ الْمَیِّتِ وَاقْتَدَیْتُ بِهٰذَا الْاِمَام مُتَوَجِّهاً اِلٰی جِهَةِ الْکَعْبَةِ الشَّرِیْفَةِ''

اگر عربی زبان میں نیت یاد نہ ہو تو اس طرح نیت کرے

نیت کی میں نے نماز جنازہ کی اللہ تعالیٰ کے لیے اور درود پڑھنے کی حضور اکرم ﷺ پر اور دعا کرنے کی اس میت کے لیے اس امام کے پیچھے رخ (منہ) میرا کعبہ شریف کی طرف۔

ثنا یہ ہے

''سُبْحٰنَکَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَ تَبَارَکَ اسْمُکَ وَ تَعَالٰی جَدُّکَ وَ جَلَّ

Marfat.com

ثَنَاؤُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ''

درود ابراہیمی یہ ہے

''اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ''

نماز جنازہ کی دعا، بالغ مرد اور عورت کے لیے

نماز جنازہ کا اصل مقصد انتقال کرنے والے کی مغفرت کے لیے دعا کرنا ہے۔ انفرادی طور پر یعنی اکیلے دعا کرنے کی بہ نسبت اجتماعی طور پر یعنی چند اشخاص کے مل کر دعا کرنے میں قبولیت کی زیادہ تاثیر اور امید ہوتی ہے۔ کیونکہ جب چند مسلمان جمع ہو کر ایک ساتھ مجموعی طور پر کسی کے حق میں دعا کرتے ہیں، تو اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی دعا کو شرف قبولیت سے نوازتا ہے۔

نماز جنازہ میں اپنے لیے، میت کے لیے اور تمام مؤمنین ومؤمنات کے لیے دعا کرے۔ اور بہتر یہ ہے کہ وہ دعا پڑھے جو احادیث میں وارد ہیں اور اگر احادیث میں وارد دعائیں یاد نہ ہوں یا اسے اچھی طرح نہ پڑھ سکے، تو جو دعا چاہے پڑھے مگر وہ دعا امور دنیا کے تعلق سے نہ ہو بلکہ امور آخرت سے متعلق ہو۔ یعنی مغفرت طلب کرنا، دین اسلام پر قائم رہنے کی التجا کرنا، ایمان کے ساتھ خاتمہ ہونے کی دعا کرنا، اجر وثواب مانگنا اور فتنوں سے محفوظ رہنے کی دعا کرنا چاہیئے۔

احادیث میں نماز جنازہ کی ایک سے زیادہ دعائیں وارد ہیں۔ اعلیٰ حضرت، امام

Marfat.com

اہل سنت ، مجدد دین وملت ، امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے ایک مستقل کتاب ''اَلْمِنَّةُ الْمُمْتَازَةُ فِیْ دَعْوَاتِ الْجَنَازَةِ ''(۱۳۱۸ھ) تصنیف فرمائی ہے اور احادیث میں وارد چودہ (۱۴) ماثور دعائیں جمع فرمائی ہیں۔ ان دعاؤں میں سے ایک دعا جو مسلمانوں کے عوام و خواص میں بہت ہی رائج ہے، وہ دعا ذیل میں درج ہے۔ اور یہ دعا بالغ مرد اور بالغ عورت کی نماز جنازہ میں پڑھی جائے گی۔

''اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَ مَیِّتِنَا وَ شَاھِدِنَا وَ غَائِبِنَا وَ صَغِیْرِنَا وَ کَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَ اُنْثَانَا ، اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَ مَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ''

اس دعا کو امام احمد، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت ابوہریرہ سے اور امام احمد، ابویعلیٰ، بیہقی اور سنن میں حضرت سعید بن منصور نے حضرت ابوقتادہ سے روایت کیا ہے۔ (رضی اللہ عنہم)

حوالہ:- (۱) سنن ابو داؤد، مطبوعہ: آفتاب عالم پریس ، لاھور، باب الدعاء للمیت، جلد ۲ ، ص ۱۰۱ ، ص ۱۰۲

(۲) جامع الترمذی، مطبوعہ دھلی، جلد ۱ ، ص ۱۲۱

(۳) المستدرک علی الصحیحین، مطبوعہ بیروت، جلد ۱، ص ۳۵۸

(٤) مسند ابو یعلی، مطبوعہ بیروت، حدیث نمبر ۵۹۸۳، جلد ۵، ص ۳۷٦

(۵) المنۃ الممتازۃ فی دعوات الجنازۃ، ص ۳

(٦) فتاوی رضویہ (مترجم) ، جلد ۹، ص ۲۱۰

نابالغ بچہ کی نماز جنازہ کی دعا

اگر میت نابالغ لڑکا ہے۔ تو تیسری تکبیر کے بعد مندرجہ ذیل دعا پڑھیں:

”اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرطاً وَّ اجْعَلْهُ لَنَا اَجْراً وَّ ذُخْراً وَّ اجْعَلْهُ لَنَا شَافِعاً وَّ مُشَفَّعاً“

نابالغ بچی کی نماز جنازہ کی دعا

اگر میت نابالغ لڑکی ہے، تو تیسری تکبیر کے بعد مندرجہ ذیل دعا پڑھیں:

”اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا فَرطاً وَّ اجْعَلْهَا لَنَا اَجْراً وَّ ذُخْراً وَّ اجْعَلْهَا لَنَا شَافِعَةً وَّ مُشَفَّعَةً“

کس کی نماز جنازہ پڑھی جائے اور کس کی نہیں؟

مسئلہ:

ہر سنی صحیح العقیدہ مسلمان کو مرنے کے بعد غسل وکفن دینا اور اس کے جنازے کی نماز پڑھنا، فرض قطعی علی الکفایہ ہے۔ اگر سب چھوڑ دیں، تو جن جن کو اطلاع تھی سب گنہگار و تارک فرض و مستحق عذاب ہوں گے۔

حوالہ:- فتاوی رضویہ (مترجم)، جلد ۹، ص ۱۵۹

مسئلہ:

کچھ لوگوں کا یہ خیال ہے کہ بے نمازی کے جنازہ کی نماز نہیں پڑھنا چاہیئے، یہ خیال غلط ہے۔ البتہ صحیح یہ ہے کہ نماز نہ پڑھنا کبیرہ گناہ اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری ہے۔ لیکن کفر یا ارتداد نہیں یعنی ایسا شخص کافر یا مرتد نہیں جب کہ وہ نماز کی فرضیت کا انکار نہ کرتا ہو یا نماز پڑھنا ہلکا نہ جانتا ہو یا نماز کی توہین نہ کرتا ہو۔ لہٰذا وہ بے نمازی، مسلمان ہے اور ہر مسلمان کے جنازے کی نماز فرض کفایہ ہے، اگر سب نہ پڑھیں گے، سب گنہگار ہوں گے۔ نماز پنجگانہ اس پر فرض تھی، اس نے چھوڑ دی۔ نماز جنازہ ہم پر فرض

Marfat.com

ہے، ہم کیوں چھوڑیں؟ نماز نہ پڑھ کر اس نے وہ فرض چھوڑا جو خالص اللہ تبارک وتعالیٰ کا حق تھا۔ اس بے نمازی کی نماز جنازہ نہ پڑھ کر ہم وہ فرض چھوڑ رہے ہیں، جس میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا بھی حق ہے اور اس میت محتاج کا بھی حق العبد ہے۔ اور یہ سراسر نادانی اور خود اپنی بھی بدخواہی ہے۔

ماخوذاز:- فتاوی رضویه ، جلد ۹، ص ۱۶۱، ۱۶۳

مسئلہ :

چار شخصوں کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی۔

(۱) باغی

(۲) رہزن یعنی ڈاکو جبکہ یہ دونوں جنگ (مڈبھیڑ) میں قتل ہوں۔

(۳) رات کو شہر کے اندر ہتھیار لے کر لوٹ مار کرنے والا، گلا دبا کر مارنے والا۔

(۴) اپنے ماں باپ میں سے کسی کا قاتل۔

درمختار میں ہے: ''هِیَ فَرضٌ عَلٰی كُلِّ مُسلِمٍ مَاتَ ، خَلَا اَربَعَةٍ بُغَاةٌ وَ قُطَّاعُ طَرِيقٍ اِذَا قُتِلُوا فِی الحَربِ وَ كَذَا مُكَابِرٌ فِی مِصرٍ لَيلًا بِسَلَاحٍ وَ خَنَّاقٌ وَقَاتِلُ اَحَدِ اَبَوَيهِ''

ترجمہ: ''ہر مسلمان کی نماز جنازہ فرض ہے سوائے چار کے۔ باغی، رہزن، جب کہ یہ جنگ میں قتل ہوں۔ اسی طرح رات کو شہر کے اندر ہتھیار لے کر لوٹ مار کرنے والا، گلا دبا کر مارنے والا اور اپنے ماں باپ میں سے کسی کا قاتل۔''

حوالہ:- (۱) در مختار، مطبوعہ مطبع مجتبائی، دھلی، باب صلوۃ الجنائز، جلد ۱، ص ۱۲۲

Marfat.com

(۲)فتاوی رضویه (مترجم)،جلد۹، ص ۱۵۹، ۱۶۱ اور ۱۶۳

مسئلہ :

جس نے خودکشی (Suicide) کی ہے، اس کی بھی نماز جنازہ پڑھنا مسلمانوں پرواجب اوراس کی روح کوایصال ثواب کرنا جائز ہے۔ عالمگیری میں ہے: ''مَنْ قَتَلَ نَفْسَهٗ عَمَداً يُصَلّٰى عَلَيْهِ عِنْدَ اَبِىْ حَنِيْفَةَ وَ مُحَمَّدٍ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا وَهُوَ الْاَصَحُّ كَذَا فِىْ التَّبْيِيْنِ''

ترجمہ: ''جس نے جان بوجھ کر اپنے نفس کو قتل کیا (خودکشی کرلی) اس کی نماز جنازہ امام اعظم ابوحنیفہ اور امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نزدیک پڑھی جائے گی اور یہی زیادہ صحیح ہے۔ اور ایسا ہی بیان کتاب ''تبیین الحقائق'' میں بھی ہے۔''

حوالہ:- (۱)فتاوی عالمگیری ،مطبوعه مصر، جلد ۱، ص۱۵۲

(۲)فتاوی فیض الرسول، جلد ۱، ص ۴۴۸

(۳)بهار شریعت ،حصه ۴، ص۱۴۷

مسئلہ :

مسلمان مرد یا عورت کا بچہ زندہ پیدا ہوا۔ یعنی پیدا ہوتے وقت اکثر حصہ باہر ہونے کے وقت زندہ تھا، پھر مرگیا، تو اس کو غسل اور کفن دیں گے اور اس کی نماز جنازہ بھی پڑھیں گے۔ پیدا ہوتے وقت اکثر حصہ باہر آنے کی مقدار یہ ہے کہ اگر بچہ سر کی جانب سے باہر آیا ہے، تو سینہ تک اکثر ہے اور اگر پاؤں کی طرف سے باہر آیا ہے تو کمر تک اکثر ہے۔

حوالہ:- درمختار ، رد المحتار، بهار شریعت،حصه ۴،ص ۱۵۹

مسئلہ :

بچہ کی ماں یا جنائی (دائی) نے بچہ زندہ پیدا ہونے کی گواہی دی اور ولادت کے وقت بچہ زندہ تھا، پھر مرگیا، ایسی شہادت مل جائے، تو اس بچہ کی نماز جنازہ پڑھی جائے

Marfat.com

گی۔ حوالہ:- رد المحتار ، بهار شريعت ، حصه ٤ ، ص ١٥٩

مسئلہ :

چھوٹے بچے کے ماں باپ دونوں مسلمان ہوں یا ماں باپ میں سے کوئی ایک مسلمان ہو، تو وہ بچہ مسلمان کے حکم میں ہے اور اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔

حوالہ:- در مختار، بهار شريعت، حصه ٤ ، ص ١٤٦

مسئلہ :

ہیجڑا اگر مسلمان ہے تو اس کی نماز جنازہ پڑھنا فرض ہے اور نیت میں مرد اور عورت کی تخصیص کی کوئی حاجت نہیں کیونکہ مرد و عورت دونوں کی نماز جنازہ کے لیے ایک ہی دعا ہے۔ خصوصاً یہ ہیجڑے جو یہاں پائے جاتے ہیں، وہ مرد ہی ہوتے ہیں، جو اپنے آپ کو عورت بتاتے ہیں۔ حوالہ:- فتاوی رضويه (مترجم) ، جلد ٩ ، ص ١٧٤

مسئلہ :

مرتد کہ جس کے عقائد حد کفر تک پہنچ چکے ہوں، مثلاً: رافضی، خارجی، قادیانی، شیعہ، نجدی، وہابی، تبلیغی، غیر مقلد، وغیرہ جنہوں نے بارگاہ خداوندی جل جلالہ اور بارگاہ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نیز بزرگان دین کی جناب میں کھلی گستاخیاں، بے ادبیاں اور توہین و تنقیص کی ہیں، ان تمام بدمذہبوں سے موت و حیات کے تمام علاقے اور رشتے قطع کرنا مسلمانوں پر فرض قطعی ہے۔ لہذا اگر وہ مرتد بدمذہب بیمار پڑیں تو ان کی عیادت اور بیمار پرسی کو جانا حرام، مرجائیں تو ان کی جنازہ کی نماز پڑھنا حرام، انھیں مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا حرام اور ان کی قبر پر جانا بھی حرام ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:

''وَلَا تُصَلِّ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ'' (سورۂ توبہ، آیت ۸۴)

Marfat.com

ترجمہ: ''اور ان میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے رہنا، بے شک وہ اللہ اور رسول سے منکر ہوئے اور فسق میں ہی مر گئے۔''

(کنزالایمان)

بحوالہ:- فتاوی رضویہ، مطبوعہ: رضا اکیڈمی، بمبئی، جلد ٤، ص ٥٠

تفسیر: ''اس آیت میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو منافقین کے جنازے کی نماز اور ان کے دفن میں شرکت کرنے سے منع فرمایا گیا۔''

مسئلہ:

اس آیت سے ثابت ہوا کہ کافر کے جنازے کی نماز کسی حال میں جائز نہیں اور کافر کی قبر پر دفن وزیارت کے لیے کھڑے ہونا بھی ممنوع ہے اور یہ جو فرمایا (اور فسق ہی میں مر گئے) یہاں فسق سے کفر مراد ہے۔ قرآن کریم میں اور جگہ بھی فسق بمعنی کفر وارد ہوا ہے جیسے کہ آیت:

''اَ فَمَنْ کَانَ مُؤْمِنًا کَمَنْ کَانَ فَاسِقًا'' میں بیان ہے۔

مسئلہ:

فاسق کے جنازے کی نماز جائز ہے۔ اس پر صحابہ اور تابعین کا اجماع ہے اور اس پر علمائے صالحین کا عمل اور یہی اہل سنت وجماعت کا مذہب ہے۔

مسئلہ:

اس آیت سے مسلمانوں کے جنازے کی نماز کا جواز بھی ثابت ہوتا ہے اور اس کا فرض کفایہ ہونا حدیث مشہور سے ثابت ہے۔

مسئلہ:

جس شخص کے مؤمن یا کافر ہونے میں شبہ ہو اس کے جنازے کی نماز نہ پڑھی جائے۔

Marfat.com

مسئلہ:

جب کوئی کافر مر جائے اور اس کا ولی مسلمان ہو تو اس کو چاہیئے کہ بطریق مسنون غسل نہ دے بلکہ نجاست کی طرح اس پر پانی بہادے اور نہ کفن مسنون دے بلکہ اتنے کپڑے میں لپیٹ دے جس سے ستر چھپ جائے اسی طرح سنت طریقہ پر دفن نہ کرے نہ بطریق سنت قبر بنائے صرف گڑھا کھود کر دبا دے۔

شان نزول: ''عبداللہ بن ابی بن سلول منافقوں کا سردار تھا۔ جب وہ مر گیا تو اس کے بیٹے عبداللہ، جو مسلمان صالح مخلص صحابی اور کثیر العبادت تھے انہوں نے یہ خواہش کی کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے باپ عبداللہ بن ابی سلول کو دفن کے لئے اپنا قمیص مبارک عنایت فرمادیں، اور اس کی نماز جنازہ پڑھادیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے اس کے خلاف تھی لیکن چونکہ اس وقت تک ممانعت نہیں ہوئی تھی اور حضور کو معلوم تھا کہ حضور کا یہ عمل ایک ہزار آدمیوں کے ایمان لانے کا باعث ہوگا، اس لئے حضور نے اپنی قمیص بھی عنایت فرمائی اور جنازہ میں شرکت بھی کی۔ قمیص دینے کی ایک وجہ یہ تھی کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس جو بدر میں اسیر ہو کر آئے تھے، تو عبداللہ بن ابی سلول نے اپنا کرتہ انہیں پہنایا تھا۔ حضور کو اس کا بدلہ کر دینا بھی منظور تھا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی، اور اس کے بعد پھر کبھی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی منافق کے جنازہ میں شرکت نہ فرمائی اور حضور کی وہ مصلحت بھی پوری ہوئی چنانچہ جب کفار نے دیکھا کہ ایسا شدید العداوت شخص جب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کرتے سے برکت حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کے عقیدے میں بھی آپ اللہ کے حبیب اور اس کے سچے رسول ہیں۔ یہ سوچ کر ہزار کافر مسلمان ہوگئے۔''

حوالہ:- خزائن العرفان فی تفسیر القرآن، ص ۳۲۱

Marfat.com

نماز جنازہ کہاں پڑھی جائے؟

مسئلہ :

اگر نماز جنازہ چلتی سواری پر پڑھی، تو نماز نہ ہوگی۔ یونہی اگر جنازہ کسی جانور پر یا چلتی سواری پر لدا ہوا ہے، تو بھی نماز جنازہ نہ ہوگی۔

حوالہ:- درمختار، بہار شریعت، حصہ ٤، ص ١٤٦ اور ١٤٧

مسئلہ :

مذہب حنفی میں مسجد میں نماز جنازہ مکروہ تحریمی ہے۔ خواہ میت (جنازہ) مسجد کے اندر ہو یا باہر ہو۔ سب نمازی مسجد کے اندر ہوں یا بعض۔ ہر حال میں مسجد کے اندر نماز جنازہ مکروہ تحریمی اور منع ہے۔

ہدایہ میں ہے:

"لَا یُصَلّٰی عَلٰی مَیِّتٍ فِی مَسْجِدِ جَمَاعَۃٍ لِقَوْلِ النَّبِیِّ صَلَی اللّٰہ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :مَنْ صَلّٰی عَلٰی جَنَازَۃٍ فِی الْمَسْجِدِ فَلَا اَجْرَ لَہٗ وَ لِاَنَّہٗ بُنِیَ لِاَدَاءِ الْمَکْتُوْبِ وَ لِاَنَّہٗ یَحْتَمِلُ تَلْوِیْثُ الْمَسْجِدِ وَ فِیْھَا اِذَا کَانَ الْمَیِّتُ خَارِجَ الْمَسْجِدِ اِخْتَلَفَ الْمَشَائِخُ"

ترجمہ: "مسجد جماعت میں کسی میت کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے گی۔ اس لئے کہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس نے مسجد میں نماز جنازہ پڑھی اس کے لیے اجر نہیں، اور اس لئے کہ مسجد فرض نمازوں کی ادائیگی کے لیے بنی ہے۔ اور اس لئے کہ اس میں مسجد کی آلودگی کا احتمال ہے۔ اور ہدایہ ہی میں ہے کہ جب میت مسجد کے باہر ہو، تو اس میں مشائخ کا اختلاف ہے۔"

تنویرالابصار میں ہے:

كُرِهَتْ تَحْرِيمًا فِى مَسْجِدِ جَمَاعَةٍ هِىَ فِيهِ وَ اخْتَلَفَ فِى الْخَارِجَةِ وَ الْمُخْتَارُ الْكَرَاهَةُ ۔

ترجمہ: ''مسجد جماعت میں نماز جناہ مکروہ تحریمی ہے۔ جبکہ جنازہ مسجد کے اندر ہو اور اگر جنازہ مسجد سے باہر ہے، تو اس بارے میں اختلاف ہے۔ مختار (اختیار کیا گیا قول) یہ ہے، کہ مکروہ ہے۔''

حوالہ:- (۱) الهداية ۔ مطبوعه ۔ مجلس بركات، مبارك پور، فصل فى الصلوٰة على الميت، جلد ۱، ص ۱۶۱

(۲) در مختار ۔ مطبوعه مطبع مجتبائى، دهلى، جلد ۱، ص ۱۲۳

(۳) فتاوى رضويه، (مترجم) جلد ۹، ص ۲۶۱، اور ۲۶۳

(٤) بهار شريعت، حصه ٤، ص ۱۵۸

مسئلہ:

صحیح یہ ہے کہ مسجد میں نہ جنازہ ہو، نہ امام جنازہ، نہ صف جنازہ، یہ سب مکروہ ہے۔ حوالہ:- فتاوى رضويه، (مترجم) جلد ۹، ص ۲٦٤

مسئلہ:

مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ تحریمی، ناجائز اور گناہ ہے، بلکہ جنازہ کسی مسجد کے اندر داخل کرنا بھی مکروہ ہے۔

حوالہ:- (۱) فتاوى عالمگيرى، مطبوعه، مصر جلد ۱، ص ۱۵۵

(۲) عنايه مع فتح القدير، جلد ۲، ص ۹۰

(۳) فتاوى شامى، جلد ۱، ص، ۵۹۳

(٤) فتاوى فيض الرسول، جلد، ۱. ص ٤٤٥

Marfat.com

مسئلہ :

مسجد کا صحن بھی مسجد کے حکم میں ہے لہذا مسجد کے صحن میں بھی نماز جنازہ مکروہ ہے۔البتہ مسجد کی حد سے باہر فنائے مسجد (خارج از مسجد) میں جائز ہے۔

حوالہ:- فتاوی رضویہ (مترجم)جلد ۹۔ ۲۶۵

مسئلہ :

جنازہ کی نماز کے لیے مسجد سے متصل کوئی جگہ جو خارج مسجد ہو،ایسی جگہ کو خاص نماز جنازہ کے لئے متعین کر کے اس میں نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے۔اسی طرح عید گاہ میں بھی نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے۔طحطاوی شریف میں ہے:

''لَا تُكْرَهُ فِي مَسْجِدٍ اُعِدَّ لَهَا وَ لِذَا فِي مَدْرَسَةٍ وَ مُصَلّٰى عِيدٍ''

ترجمہ: ''جو مسجد خاص صرف نماز جنازہ کے لیے بنائی گئی ہو،اس میں جنازہ کی نماز پڑھنا مکروہ نہیں،اسی طرح مدرسہ یا عیدگاہ میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ نہیں۔''

حوالہ:- طحطاوی علی مراقی الفلاح ،از سید العلماء ، علامہ امام سید احمد مصری طحطاوی حنفی ،مطبوعہ: قسطنطنیہ ، ص ۳۲۶

مسئلہ :

بعض مقامات پر لوگ ایسا بہانہ کرتے ہیں کہ دوپہر کے وقت سخت دھوپ میں اور خصوصاً رمضان المبارک کے مہینے میں نماز جنازہ میں شریک ہونے والے حضرات روزہ دار ہوتے ہیں اور خارج مسجد دھوپ میں نماز جنازہ پڑھنے میں سخت تکلیف ہوتی ہے۔لہذا ہم نماز جنازہ داخل مسجد چھت کے سایہ میں پڑھتے ہیں۔ان کا یہ عذر ہرگز نہیں مانا جائے گا،امام احمد رضا محقق بریلوی فرماتے ہیں:

''نماز جنازہ بہت ہلکی اور جلد ادا ہوجانے والی چیز ہے۔اتنی دیر دھوپ کی

Marfat.com

تکلیف ایسی نہیں کہ اس کے لیے مکروہ تحریمی گوارہ کیا جائے اور مسجد کی بے حرمتی روا رکھیں۔"

حوالہ:- (۱) فتاوی رضویہ جلد ٤۔ ص ٥٧

(۲) فتاوی رضویہ (مترجم) جلد ۹۔ ص ۲٦۳

مسئلہ :

اگر نماز جنازہ مسجد کے اندر (داخل مسجد) پڑھی، تو بھی نماز ادا ہو جائے گی اور نماز جنازہ کا فرض اتر جائے گا، البتہ حکم شریعت کی مخالفت کا گناہ ہوگا، امام احمد رضا محقق بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں کہ:

"رہی نماز وہ ادا ہو جائے گی، فرض اتر جائے گا اور مخالفت حکم کا گناہ اور نفس نماز کا ثواب اللہ عزوجل کے ہاتھ، جیسے کوئی مغصوب زمین میں نماز پنجگانہ پڑھے۔"

(حوالہ: ایضاً)

مسئلہ :

بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ خانہ کعبہ (مکہ مکرمہ) اور مسجد نبوی (مدینہ منورہ) میں نماز جنازہ کیوں ہوتی ہے؟ اور جب کعبہ شریف میں نماز جنازہ پڑھتے ہیں تو ہمارے یہاں کی مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے میں کیا حرج ہے؟

اس سوال کا جواب دیتے ہوئے امام احمد رضا محقق بریلوی فرماتے ہیں:

"وہاں شافعیہ کے طور پر ہوتی ہے، حنفیہ کے نزدیک جائز نہیں"

حوالہ:- (۱) فتاوی رضویہ۔ جلد ٤۔ ص ٨٤

(۲) فتاوی رضویہ (مترجم) جلد ۹، ص ۲٦٦

اہم نکتہ :

مسجد کے اندرونی حصہ میں نماز جنازہ پڑھنے کی مذہب حنفی میں جو ممانعت ہے،

Marfat.com

اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ مساجد کو صاف ستھری رکھنا اور گندگی سے ملوث ہونے سے بچانا ضروری ہے۔احادیث کریمہ اور کتب فقہ میں اس کی سخت تاکید فرمائی گئی ہے۔ بلکہ فقہ کی کتابوں میں یہاں تک لکھا ہوا ہے کہ

- مسجد میں اس طرح کھانا پینا کہ مسجد میں گرے اور مسجد آلودہ ہو، مطلقاً حرام ہے۔یہ حکم معتکف اور غیر معتکف سب کے لیے یکساں ہے۔

حوالہ:- احکام شریعت، حصہ ۱، مسئلہ ۱، ص ۲

- مسجد کو گھن (کراہت) کی چیز سے بچانا ضروری ہے، آج کل دیکھا گیا ہے کہ کچھ لوگ وضو کرنے کے بعد اعضاء وضو پر جو پانی ہوتا ہے، اسے کپڑے سے پونچھ کر خشک کرنے کے بجائے ہاتھ سے پانی پونچھ کر مسجد کے فرش پر جھاڑ دیتے ہیں۔یہ ناجائز اور حرام ہے۔

حوالہ:- فتاوی رضویہ۔ جلد۔۱۔ ص۔ ۷۳۳

- حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ:-

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

"جَنِّبُوا مَسَاجِدَكُمْ مِنْ صِبْيَانِكُمْ وَ مَجَانِيْنِكُمْ۔"

ترجمہ: "اپنی مسجدوں کو اپنے ناسمجھ بچوں اور پاگلوں سے بچاؤ۔"

حوالہ:- (۱)سنن ابن ماجه، جلد ۱، ص ۵۵

(۲)فتح الباری للعسقلانی، جلد ۱۳، ص ۱۵۷

(۳)مجمع الزوائد للهیثمی جلد ۲، ص ۲۵

(٤)التفسیر لابن کثیر، جلد ٦، ص ٦٨

(٥)المطالب العالية لابن حجر، ص ۳۵۷

(٦)المعجم الکبیر للطبرانی، جلد ۸، ص ۱٥٦

Marfat.com

اس حدیث شریف میں نا سمجھ بچوں اور پاگلوں کو مسجد میں لانے کی جو ممانعت فرمائی گئی ہے اس کی اہم وجہ یہ ہے کہ نا سمجھ بچوں اور پاگلوں کو پیشاب، پاخانہ وغیرہ کا شعور نہیں ہوتا اور نہ ہی ان کے پیشاب کرنے یا پاخانہ کرنے کا وقت متعین ہوتا ہے نا سمجھ بچوں اور پاگلوں کو یہ شعور نہیں ہوتا کہ پیشاب یا پاخانہ کب کرنا چاہیئے اور کب نہیں اور کہاں کرنا چاہیئے اور کہاں نہیں۔ لہذا نا سمجھ بچوں اور پاگلوں کو مسجد میں لانے سے یہ احتمال رہتا ہے کہ نہ جانے کب وہ پیشاب یا پاخانہ کر دیں اور مسجد کا فرش نجاست سے ملوث ہو جائے۔ لہذا ان کو مساجد میں آنے سے روکا گیا ہے، تا کہ مساجد کا نجاست سے ملوث ہونے کا امکان ہی نہ رہے۔

امام اہل سنت، امام احمد رضا محقق بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں کہ:

"امعاء غالباً فضلات سے خالی نہیں ہوتیں اور موت مزیل استمساک وموجب استرخائے تام ہے اور جنازہ لے چلنے کی حرکت موید خروج، تو ہر میت میں خوف تلویث موجود، باقی کسی خاص وجہ سے غلبہ ظن کی کیا حاجت، نا سمجھ بچوں کو مسجد میں لانا مطلقاً ممنوع ہوا کہ سب میں احتمال تلویث قائم۔ کچھ یہ شرط نہیں کہ جس بچہ کو اسہال وغیرہ کا عارضہ لاحق ہو، وہی مسجد میں نہ لایا جائے، یونہی میت بلکہ اس سے بھی زائد"

حوالہ:- فتاوی رضویہ (مترجم) جلد ۹، ص ۲۶۰

مندرجہ بالا عبارت کا ماحصل یہ ہے کہ عموماً امعاء یعنی آنتیں فضلات یعنی پاخانہ وغیرہ سے خالی نہیں ہوتی۔ زندہ آدمی کی آنتیں پاخانہ وغیرہ فضلات سے بھری ہوئی ہوتی ہیں۔ اسی طرح مردہ آدمی کی آنتیں بھی فضلات سے بھری ہوئی ہوتی ہیں۔ زندہ آدمی کی آنتوں میں جو فضلات ہوتے ہیں، اسے آدمی روکے ہوئے ہوتا ہے۔ یعنی بغیر محل وموقع وہ فضلات از خود باہر نہیں آجاتے بلکہ آدمی بیت الخلاء یا موضع قضائے حاجت میں جا کر

Marfat.com

جب تک اسے باہر نہیں نکالتا، وہ فضلات آنتوں میں رکے رہتے ہیں اور باہر نہیں آتے۔ المختصر، آنتوں کے اندر کے فضلات پر زندہ آدمی کا استمساک یعنی گرفت اور پکڑ (Control) ہوتی ہے۔ وہ اگر چاہے تو روکے رکھے اور اگر چاہے تو باہر نکال دے۔ یہ استمساک صرف زندہ آدمی کو ہی ہے۔ موت واقع ہونے کے بعد مردہ آدمی کا آنتوں پر استمساک یعنی گرفت و کنٹرول نہیں ہوتا کیونکہ موت مزیل استمساک یعنی کنٹرول کو مٹادیتی ہے۔ لہذا اب آنتوں کے اندر جو فضلات ہیں وہ بغیر کسی کنٹرول کے آنتوں میں پڑے ہوتے ہیں بلکہ اس کے خود بخود باہر آجانے کے زیادہ امکانات ہیں کیونکہ موت کا واقع ہونا ''موجب استرخائے تام'' یعنی ڈھیلا ہو کر نکل جانے کا کامل امکان ہونے کا سبب ہے۔ علاوہ ازیں گھر سے جنازہ لے کر چلنے کی وجہ سے اس میت کے جسم کو حرکت ہوتی ہے اور اس حرکت کی وجہ سے اس کا پیٹ ہلتا ہے اور پیٹ کے ہلنے کی وجہ سے آنتیں بھی متحرک ہوتی ہیں لہذا آنتوں کے اندر جو فضلات ہوتے ہیں ان میں سیلان آتا ہے یعنی وہ ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف آگے بڑھتے ہیں اور آگے بڑھتے بڑھتے وہ جسم سے باہر آجائیں ایسا قوی امکان اور گمان ہے۔ اگر اندر کے فضلات میت کے جسم سے باہر آگئے تو وہ فضلات میت کے کفن کو گیلا کرنے کے بعد ٹپک پڑیں گے اور ٹپک کر مسجد کے فرش پر گر کر اسے نجاست سے ملوث کردیں گے اور مسجد کو تلویث سے بچانا ضروری، لازمی بلکہ واجب ہے۔ لہذا علماء نے میت کو مسجد میں لانے کی ممانعت صادر فرمادی تاکہ ''نہ رہے بانس، نہ بجے بانسری''۔

اس معاملہ میں کچھ لوگ ایسی دلیل پیش کرتے ہیں کہ ہر میت کے پیٹ سے فضلات خارج نہیں ہوتے بلکہ جس کا انتقال مرض اسہال یعنی پاخانہ کثرت سے ہونے

Marfat.com

کی بیماری جس کو انگریزی میں (Diarrioea) کہتے ہیں۔ اس بیماری میں کثرت سے پتلا پاخانہ ہوتا ہے۔ اس بیماری کو عوام دست آنا بھی کہتے ہیں۔ اس بیماری میں کثرت سے پاخانہ ہونے کی وجہ سے جسم کا پانی ختم ہو جاتا ہے۔ اور (Dehydration) ہو جانے کی وجہ سے آدمی مر جاتا ہے۔ ایسے مرض (اسہال) میں انتقال کرنے والے شخص کے انتقال کے بعد بھی پاخانہ کے مقام سے باریک اور پتلا پاخانہ نکلنے کا قوی امکان ہوتا ہے۔ اگر مرض اسہال میں مرا ہے تو اس کے جنازہ کو مسجد میں نہ لانا چاہیئے لیکن عام طور پر جو لوگ مرتے ہیں، ان کے جنازے کو مسجد میں لانے میں کیا حرج ہے؟

اس دلیل کا جواب دیتے ہوئے امام احمد رضا محقق بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں کہ "باقی کسی خاص وجہ سے غلبہ ظن کی کیا حاجت" یعنی صرف مرض اسہال میں انتقال کرنے والے کے جنازہ کو مسجد میں لانے سے مسجد کا فرش ناپاک ہونے کا غالب گمان ہے۔ صرف اسی وجہ سے مرض اسہال میں مرنے والے کے علاوہ دوسرے جنازے مسجد میں لانے کی رخصت ثابت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ کیونکہ حدیث شریف میں ناسمجھ بچوں کو مسجد میں لانے کی جو ممانعت ہے، وہ عام ہے اس ممانعت میں کسی بھی قسم کی تخصیص نہیں۔ یعنی جس بچے کو دست آتے ہوں، اسے ہی مسجد میں نہ لایا جائے۔ بلکہ ناسمجھ بچوں کو مسجد میں لانے کی جو ممانعت ہے وہ تمام ناسمجھ بچوں کے لیے ہے۔ کیونکہ تمام بچوں سے مسجد کی تلویث (گندگی، ناپاکی) کا خطرہ ہے۔ تو جب مسجد کی تلویث کی وجہ سے تمام ناسمجھ بچوں کا مسجد میں داخلہ ممنوع قرار پایا ہے، تو ناسمجھ بچوں کے مقابلے میں میت سے مسجد کی تلویث کا زیادہ امکان ہے۔ اور اسی وجہ سے مسجد میں جنازہ لانا ممنوع ہے۔

Marfat.com

مسئلہ :

شارع عام یعنی شاہراہ جس پر چلنے کا ہر شخص کا حق ہے یا کسی کی ملکیت کی زمین جب کہ زمین کا مالک نماز جنازہ پڑھنے سے منع کرتا ہو، ایسی زمین پر اور شارع عام پر نماز جنازہ پڑھنا منع ہے۔ حوالہ:- بہار شریعت ، حصہ ٤ ،ص ١٥٨

مسئلہ :

اگر کوئی شخص کوئیں میں گر کر مر گیا اور کسی وجہ سے اس کا مردہ جسم باہر نہ نکالا جا سکا یا اس کے اوپر مکان گرا اور وہ مکان کے نیچے دب کر مر گیا اور اس کا مردہ جسم نکالا نہ جا سکا تو اس جگہ کھڑے ہو کر اس کی نماز جنازہ پڑھ لیں اور اگر دریا یا سمندر میں ڈوب کر مر گیا اور اس کا مردہ جسم نکالا نہ جا سکا، تو اس کی نماز جنازہ سمندر کے کنارے کھڑے ہو کر نہیں پڑھ سکتے ، کیونکہ میت کا نمازیوں کے سامنے ہونا معلوم نہیں ۔ جب کہ کنوئیں میں ڈوبنے والا یا مکان کے نیچے دبنے والا ایک متعین جگہ پر ہے اور اس متعین جگہ کے سامنے کھڑے ہو کر نماز جنازہ پڑھتے وقت میت نمازیوں کے سامنے ہوگی۔

ماخوذاز: بہار شریعت ، حصہ ٤، ص ١٥٨

مسئلہ :

میت کو بغیر غسل دیئے نماز پڑھ کر یا نماز جنازہ پڑھے بغیر دفن کر دیا اور اس کی قبر پر مٹی بھی ڈال دی گئی، تو اب اس کی قبر پر نماز پڑھیں، جب تک اس کا جسم پھٹنے (بگڑنے ،سڑنے) کا غالب گمان نہ ہو، اور اگر ابھی صرف قبر میں رکھا ہے اور مٹی نہیں دی گئی تو مردہ کو قبر سے نکال کر نماز جنازہ پڑھ کر پھر دفن کر دیں۔

حوالہ:- (١)بہار شریعت . حصہ . ٤. ص. ١٥٨

(٢)فتاوی رضویہ (مترجم) جلد ٩. ص. ١٩٥

Marfat.com

مسئلہ:

اگر مذکورہ صورت حال پیدا ہوئی اور قبر پر نماز جنازہ پڑھنے کی نوبت آئی، تو اس میں دنوں کی کوئی تعداد مقرر نہیں کہ کتنے دن تک پڑھی جائے۔ بس یہ غالب گمان ہو کہ میت کا جسم پھٹا نہیں اور سلامت ہے اور میت کا جسم جلد یا دیر میں پھٹنے میں موسم کے اور میت کے جسم و مرض کے اختلاف کی وجہ سے مختلف اوقات ہیں۔ مثلاً موسم سردی میں میت کا جسم دیر میں اور گرمی کے موسم میں جلد پھٹ جائے گا۔ اسی طرح فربہ یعنی موٹا بدن جلد اور لاغر (دبلا) جسم دیر میں پھٹے گا۔ یونہی گیلی زمین میں مردہ جلد اور خشک زمین میں دیر سے پھٹے گا۔ (حوالہ:- ایضاً)

مسئلہ:

میت کو غسل دیئے بغیر اس کی نماز جنازہ پڑھی تو نماز نہ ہوئی، اس کو غسل دے کر پھر سے نماز جنازہ پڑھیں، اور اگر میت کو قبر میں رکھ چکے ہیں، مگر ابھی مٹی نہیں ڈالی گئی تو قبر سے باہر نکال کر، غسل دے کر نماز پڑھیں اور اگر مٹی دے چکے ہیں تو اب نہیں نکال سکتے لیکن پھر بھی دوبارہ اب اس کی قبر پر نماز پڑھیں۔ دوسری مرتبہ پڑھی گئی نماز ہو جائے گی۔ اور پہلی مرتبہ جو نماز بغیر غسل کے پڑھی گئی، وہ نہ ہوئی۔ حالانکہ دونوں نمازیں بغیر غسل کے پڑھی گئی ہیں۔ پہلی اس لیے نہ ہوئی کہ تب غسل دینا ممکن تھا اور غسل نہ دیا۔ دوسری مرتبہ اس لیے ہو جائے گی کہ اب غسل دینا ممکن نہیں، اور مجبوری کی حالت ہے۔

حوالہ:- بہار شریعت، حصہ ٤، ص ١٧٤

نماز جنازہ کے اوقات کی تفصیل

جس طرح پنجگانہ نماز میں وقت شرائط نماز میں سے ہے کہ ہر نماز کا وقت متعین

Marfat.com

ہے۔ علاوہ ازیں اوقات مکروہہ میں نماز پڑھنا ممنوع ہے اور اسی طرح کے کئی متفرق مسائل پنجگانہ نماز سے متعلق ہیں، لیکن نماز جنازہ میں وقت شرائط سے نہیں اور نماز جنازہ کا کوئی وقت متعین ومقرر نہیں کہ انہیں اوقات میں جنازہ کی نماز پڑھی جائے بلکہ جس وقت بھی چاہیں، جنازہ کی نماز پڑھ سکتے ہیں۔ البتہ اوقات کے تعلق سے باعتبار فضیلت کچھ مسائل ضرور ہیں۔ جو ذیل میں بیان کیئے جاتے ہیں۔

مسئلہ :

نماز جنازہ ہر وقت مشروع ہے یعنی پڑھی جا سکتی ہے۔ یہاں تک کہ تینوں اوقات مکروہہ میں بھی پڑھی جاسکتی ہے جب کہ مکروہ وقت ہی میں جنازہ آیا ہو۔ یعنی اگر مکروہ وقت میں جنازہ آیا، تو اسی وقت نماز جنازہ پڑھنے میں کوئی کراہت نہیں، کراہت اس صورت میں ہے کہ جنازہ پہلے سے موجود ہے اور نماز میں تاخیر کردی، یہاں تک کہ مکروہ وقت آگیا۔ کیونکہ اگر جنازہ مکروہ وقت سے پہلے آگیا تھا، تو اس کا ادا کرنا وجوب کامل تھا اور اس کو غیر مکروہ وقت میں ادا کرنی تھی، لیکن تاخیر کردی اور مکروہ وقت آگیا، اور اب ادا کرے تو ناقص ہوگی۔ ہاں اگر جنازہ ہی مکروہ وقت لایا گیا، تو اب اس کو ادا کرنے کا وجوب اسی مکروہ وقت میں ہوا۔ لہذا اب مکروہ وقت میں اس کو ادا کرے تو ناقص نہیں ہوگی۔

صَلٰوۃُ الْجَنَازَۃِ مَشْرُوْعَۃٌ فِی کُلِّ وَقْتٍ حَتّٰی فِی الْاَوْقَاتِ الثَّلَاثَۃِ اِنْ حَضَرَتْ فِیْھَا۔

ترجمہ: ”نماز جنازہ ہر وقت مشروع ہے، یہاں تک کہ تینوں اوقات مکروہہ (طلوع، غروب اور زوال) میں بھی اگر اسی وقت آیا ہو۔“

اور حدیث شریف میں بھی ارشاد ہے کہ تین چیزوں میں دیر نہ کی جائے، ان

Marfat.com

میں سے ایک یہ جنازہ ہے۔ جب آجائے۔

حوالہ:- (۱)در مختار، کتاب الصلاۃ، جلد ۱، ص ٦١

(٢)رد المحتار، مطبوعه، مصر، جلد ١، ص ٢٧٥

(٣)فتاوی عالمگیری، جلد ١، ص ٤٩

(٤)فتاوی رضویه مترجم جلد ٩، ص ١٨٥

(٥) بهار شریعت حصه ٣، ص ٢٤

(٦) فتاوی رضویه، جلد ٤، ص ٥٢

مسئلہ :

نمازعید کے وقت اگر جنازہ آیا، تو پہلے عید کی نماز پڑھیں، پھر نماز جنازہ پڑھیں، پھر عید کا خطبہ پڑھیں۔

حوالہ:- (۱)رد المحتار، مطبوعه رشیدیه، کوئٹه، جلد١، ص ٦٥٨

(٢) بهار شریعت، حصه ٤، ص ١٥٩

مسئلہ:

مغرب کی نماز کے وقت جنازہ آیا، تو پہلے نماز مغرب ادا کرنا چاہیئے، بلکہ مغرب کے بعد کی مقررہ سنتوں کو بھی ادا کر لینا چاہیئے، پھر نماز جنازہ پڑھنی چاہیئے۔

حوالہ:- (۱) درمختار، مطبوعه: مطبع مجتبائی، دهلی، باب: صلوة الجنائز، جلد١، ص ١٢٢/١٢٣

(٢) فتاوی رضویه (مترجم) جلد٩، ص ١٨٣

(٣) فتاوی رضویه، جلد٤، ص ١٨

مسئلہ:

نماز مغرب کے وقت جنازہ آیا، تو فرض اور سنتیں پڑھ کر نماز جنازہ پڑھیں، یوں ہی کسی اور فرض نماز کے وقت جنازہ آئے اور جماعت تیار ہو، تو فرض و سنتیں پڑھ کر نماز

Marfat.com

جنازہ پڑھیں، بشرطیکہ نماز جنازہ کی تاخیر میں میت کا جسم خراب ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔

حوالہ:- عالمگیری، ردالمحتار، بهار شريعت، حصه ٤، ص ١٥٩

مسئلہ :

ظہر کی نماز کے وقت جنازہ آیا اور وقت بہت ہے، تو نماز جنازہ پہلے پڑھیں۔ البتہ اگر جنازہ لے جانے والے بھی اسی ظہر کی نماز کی جماعت میں شریک ہوں گے اور نماز جنازہ ظہر سے پہلے پڑھ لینے کے باوجود بھی جنازہ، نماز ظہر سے فارغ ہو جانے تک رکھا رہے گا، تو اگر میت کے جسم کے بگڑنے یا پھٹنے کا اندیشہ نہ ہو، تو بعد میں نماز جنازہ پڑھیں تاکہ نماز ظہر پڑھنے والے وہ حضرات جو جنازہ کے ساتھ نہیں آئے تھے، وہ بھی نماز میں شریک ہو جائیں اور زیادہ لوگ نماز جنازہ پڑھیں۔

حوالہ:- (١) فتاوی رضویه، جلد ٤، ص ٨٤

(٢) فتاوی رضویه (مترجم) جلد ٩، ص ١٨٤

مسئلہ :

عصر کی نماز سے پہلے جنازہ آیا، تو اب نماز جنازہ پہلے پڑھیں اور اگر وقت تنگ ہے تو عصر کی نماز پہلے پڑھنا ضروری ہے۔

حوالہ:- (١) فتاوی رضویه، جلد ٤، ص ٥٢

(٢) فتاوی رضویه (مترجم) جلد٩، ص١٨٥

مسئلہ :

عصر کی نماز کے بعد نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے۔ بلکہ اگر مکروہ وقت میں جنازہ آیا، مثلاً سورج ڈوبنے سے دس منٹ پہلے جنازہ لایا گیا، تو اسی وقت نماز جنازہ پڑھنے میں کوئی کراہت نہیں، کراہت اس صورت میں ہے کہ پہلے سے جنازہ موجود ہے اور

بلا وجہ تاخیر (دیر) کی، یہاں تک کہ مکروہ وقت آ گیا۔

حوالہ:- فتاوی فیض الرسول ، جلد ١، ص ٤٤٣

مسئلہ :

جمعہ کے دن کسی کا انتقال ہوا، تو اگر نماز جمعہ سے پہلے اسے غسل وکفن دے کر اور نماز جنازہ پڑھ کر دفن کر سکتے ہیں، تو پہلے ہی کر لیں۔ جنازہ اس خیال سے جمعہ کی نماز تک روک رکھنا کہ نماز جمعہ کے بعد مجمع زیادہ ہوگا مکروہ ہے۔

حوالہ:- رد المحتار ، بهار شريعت، حصه ٤، ص ١٥٨

مسئلہ :

اگر جمعہ کے دن جمعہ کی نماز سے پہلے جنازہ تیار ہوگیا تو جماعت کثیر کے انتظار میں دیر نہ کریں اور پہلے ہی دفن کر دیں۔

لیکن آج کل عوام میں اس کے خلاف کرنے کی عادت پڑی ہوئی ہے اور نرے جاہل ایسی باتیں اڑاتے ہیں کہ کوئی کہتا ہے، میت بھی جمعہ کی نماز میں شریک ہو جائے، کوئی کہتا ہے، کہ نماز کے بعد دفن کریں گے، تو میت کو ہمیشہ جمعہ ملتا رہے گا۔ یہ سب بے اصل اور شریعت کے مقصد کے خلاف ہے۔

حوالہ:- فتاوی رضویه (مترجم) جلد٩، ص ٣١٠

نماز جنازہ میں میت اور مصلی دونوں کی طہارت

مسئلہ :

میت کے بدن کا پاک ہونے سے یہ مراد ہے کہ اسے غسل دیا گیا ہو، یا غسل ناممکن ہونے کی صورت میں تیمّم کرایا گیا ہو، کفن پہنانے سے پہلے اگر میت کے بدن

Marfat.com

سے نجاست نکلی تو اسے دھوڈالی جائے اور اگر کفن پہنانے کے بعد نکلی، تو اب دھونے کی حاجت نہیں۔

میت کا کفن پاک ہونے سے یہ مراد ہے کہ اسے پاک کفن پہنایا جائے اگر میت کو پاک کفن پہنانے کے بعد میت کے بدن سے نجاست خارج ہوئی اور کفن آلودہ ہوا، تو حرج نہیں، کفن دھونے کی ضرورت نہیں۔

حوالہ:- در مختار، رد المحتار ، بهار شريعت ، حصه ٤ ، ص١٤٧

مسئلہ :

نماز جنازہ پڑھنے والے سے متعلق شرطیں وہی ہیں ، جو دیگر نمازوں سے متعلق ہیں ، مثلاً نماز پڑھنے والے کا بدن اور کپڑے ، نیز جس جگہ پر وہ نماز پڑھتا ہو وہ جگہ نجاست حقیقیہ اور حکمیہ سے پاک ہو، ستر عورت ہو، استقبال قبلہ اور نیت ہو، وقت کی شرط نہیں۔

ردالمحتار میں ہے:

''اَمَّا الشُّرُوْطُ الَّتِیْ تَرجِعُ اِلَی الْمُصَلِّی فَھُوَ شُرُوْطُ بَقِیَّةِ الصَّلٰوةِ مِنَ الطَّھَارَةِ الْحَقِیْقَةِ بَدَنًا وَ ثَوْبًا وَ مَکَانًا وَ الْحُکْمِیَةُ وَ سَتْرُ الْعَوْرَاتِ وَ الْاِسْتِقْبَالُ وَ النِّیَّةُ سِوَی الْوَقْتِ ''۔ اسی میں ہے کہ لَاصِحَّةَ لَھَا بِدُوْنِ الطَّھَارَةِ یعنی''بغیر طہارت کے نماز جنازہ صحیح نہیں۔''

حوالہ:- (١) رد المحتار ، مطبوعه اداره الطباعة ،مصر، جلد١،ص ٥٨٢

(٢) فتاوی رضویه ، جلد٤،ص٩

(٣) فتاوی رضویه (مترجم) جلد ٩، ص ١٨٧

مسئلہ :

اگر امام بے طہارت ہے اور مقتدی باطہارت، تو نماز جنازہ پھر سے پڑھنی ہوگی

Marfat.com

اور اگر اس کے برعکس یعنی امام باطہارت ہے اور مقتدی بے طہارت، تو اس صورت میں جنازے کی نماز کا اعادہ نہیں۔

حوالہ:- (۱)در مختار، مطبوعہ مطبع مجتبائی، دھلی، جلد ۱، ص ۱۲۱

(۲)فتاوی رضویہ، جلد ٤، ص۹

(۳)فتاوی رضویہ (مترجم) جلد ۹، ص ۱۸۷

(٤)بہار شریعت، حصہ ٤، ص۱٤٦

مسئلہ :

اگر جنازہ تیار ہے اور نماز جنازہ شروع ہونے والی ہے، اور اگر کوئی شخص وضو یا غسل کرے گا تو اتنی دیر میں نماز جنازہ پڑھ لی جائے گی اور یہ شخص نماز جنازہ میں شامل نہیں ہو سکے گا، تو تیمّم کر کے نماز پڑھ سکتا ہے۔

حوالہ:- (۱)فتاوی رضویہ، جلد ٤، ص ٤۹

(۲) فتاوی رضویہ (مترجم) جلد ۹، ص ۳۰۷

(۳)بہار شریعت، حصہ ۲، ص٦۳

(٤)بہار شریعت حصہ ٤، ص ۱٤٦

حدیث:

ابو بکر بن ابی شیبہ اپنی مصنف میں اور امام اجل ابو جعفر طحاوی ''شرح معانی الآثار'' میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ حضور اقدس، رحمت عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ: ''اِذَا فُجِئْتَكَ الْجَنَازَةُ وَ اَنْتَ عَلٰی غَیْرِ وَضُوْءٍ فَتَیَمَّمْ وَصَلِّ عَلَیْهِ''

ترجمہ: ''جب تمہارے پاس اچانک جنازہ آجائے اور تم بے وضو ہو، تو تیمّم کر کے نماز پڑھ لو۔''

حوالہ:- (۱)شرح معانی الآثار، باب ذکر الجنب و الحائض، مطبوعہ

Marfat.com

ایچ ایم سعید کمپنی ، کراچی ، جلد١، ص ٦٤

(٢) جامع الاحادیث ۔ مطبوعہ مرکز اہل سنت برکات رضا ۔ پوربندر ، جلد ٢ ، ص ٥١

(٣) الکامل لابن عدی، مطبوعہ دار الفکر، بیروت، جلد ٧، ص ٢٦٤

(٤) المصنف لابن ابی شیبہ، مطبوعہ ادارۃ القرآن ، کراچی ، جلد٣، ص ٣٠٥

مسئلہ :

بعض لوگ جوتا پہنے ہوئے اور بہت لوگ جوتے اتار کر اسی پر کھڑے ہو کر نماز جنازہ پڑھتے ہیں ۔ اگر جوتا پہنے ہوئے پڑھی تو جوتا اور اس کے نیچے کی زمین دونوں کا پاک ہونا ضروری ہے اگر بقدر مانع یعنی جتنی مقدار کی نجاست منع ہے اتنی نجاست ہوگی تو اس کی نماز نہ ہوگی اور اگر جوتے پر کھڑے ہو کر پڑھی تو جوتے کا پاک ہونا ضروری ہے۔

حوالہ:- بہار شریعت ،حصہ ٤، ص ١٤٦

مسئلہ :

اگر نماز جنازہ کے فوت ہونے کے خوف سے وضو یا غسل کے بجائے تیمّم کر کے ایک میت کی نماز جنازہ پڑھی تھی کہ دوسرا جنازہ آگیا اور وضو یا غسل کی مہلت نہیں ہے تو اسی ایک تیمّم سے دوسرا اور تیسرا جہاں تک ہو، نماز جنازہ پڑھ سکتا ہے۔

حوالہ:- (١) فتاوی رضویہ ، جلد ٤ ، ص ٦٤

(٢) فتاوی رضویہ (مترجم) جلد ٩ ، ص ٣٣٣

مسئلہ :

اگر پانی ہوتے ہوئے نماز جنازہ فوت ہونے کے خوف سے تیمّم کر کے نماز جنازہ پڑھی ، اب دوسرا جنازہ آگیا ، اگر بیچ میں اتنی مہلت پائی تھی کہ وضو کر لیتا لیکن وضو

Marfat.com

نہیں کیا اور اب اگر وضو کرتا ہے، تو یہ دوسرے جنازہ کی نماز فوت ہو جاتی ہے، تو اس صورت میں دوبارہ تیمّم کرے۔ اور اگر دونوں جنازوں کے درمیان وضو کرنے کی مہلت ہی نہ پائی تھی تو اسی پہلے تیمّم سے دوسرے جنازہ کی نماز بھی پڑھے۔

حوالہ:-

(۱) فتاوی کبری
(۲) فتاوی قاضی خاں
(۳) خزانة المفتيين
(٤) جامع المضمرات
(٥) شرح قدوری
(٦) فتح القدير
(۷) جواهر الاخلاطی
(۸) فتاوی عالمگیری، جلد ۱، ص ۳۱
(۹) فتاوی رضويه جلد ٤، ص ٦٥
(۱۰) فتاوی رضويه (مترجم) جلد ۹، ص ۳۳٦۔

نماز جنازہ کی امامت کا حق دار کون؟

شریعت میں نماز جنازہ کی امامت کرنے کا حق ترتیب وار متعین کیا گیا ہے اور یہ جو ترتیب متعین کی گئی ہے اس میں ایک ضروری امر یہ ہے کہ جس کو امامت نماز جنازہ کا سب سے زیادہ حق ہے، اس کے موجود ہوتے ہوئے یا اس کی اجازت کے بغیر دوسرا کوئی شخص امامت نہیں کرسکتا۔ اگر کسی دوسرے نے امامت کی تو بھی حقدار کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ دوبارہ نماز جنازہ پڑھے یا پڑھائے۔

(۱) سلطان اسلام:

وہ موجود نہ ہو، تو اس کا نائب۔

(۲) حاکم اسلام:

یہ موجود نہ ہو تو اس کا نائب۔

Marfat.com

(۳) قاضی:

یعنی مسلمان منصف (جج) جوشرع کی رو سے فیصلہ کرے (فیروز اللغات، ص ۹۴۴) اگر یہ موجود نہ ہوتو قاضی کا نائب۔

(۴) حاکم اسلام کا نائب:

یعنی سلطان اسلام کے نائب کا نائب۔ اگر وہ موجود نہ ہوتو قاضی شرع کا نائب۔

(۵) قاضی کا نائب:

یعنی قاضی شرع کا نائب، جو قاضی شرع کی عدم موجودگی میں از روئے شرع مقدمات کا فیصلہ کرے۔

ضروری نوٹ:

عام طور سے نکاح پڑھانے والے کو بھی قاضی کہا جاتا ہے۔ یہاں جس قاضی کا ذکر کیا گیا ہے، اس سے نکاح پڑھانے والے مولوی صاحب ہرگز مراد نہیں ہے۔ حالانکہ عوام المسلمین نکاح خواں مولوی صاحب کو ''قاضی صاحب'' کہتے ہیں۔ لیکن یہاں قاضی سے مراد وہ منصف (جج) ہے جو اسلامی سلطنت میں مقدمات کا فیصلہ کرنے کے عہدے پر فائز ہوتا ہے۔ اب یہاں اسلامی سلطنت نہیں، لہذا علماء بلد قاضی شرع ہیں، انہیں کے یہاں مقدمات فیصلہ کے لیے پیش کیے جائیں۔

ایک حوالہ پیش خدمت ہے:

امام اہل سنت، مجدد دین ملت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں محقق بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان اپنے ایک فتوے میں رقمطراز ہیں کہ:

Marfat.com

”نکاح خوانی کا قاضی کوئی عہدۂ شرعی نہیں ۔ وہ بے اذن ولی ہرگز نہیں پڑھا سکتا“

حوالہ:- (۱) فتاوی رضویہ ، جلد ٤، ص ٨٥

(۲)فتاوی رضویہ (مترجم) جلد ۹، ص ۱۷٤

خلاصہ:

حقدار امامت نماز جنازہ میں بالترتیب جن اشخاص کا ذکر کیا گیا ہے، وہ اشخاص صرف اسلامی سلطنت میں ہی اپنے اپنے منصب اور عہدہ پر پائے جاتے ہیں۔ موجودہ زمانہ میں اور خصوصاً ہمارے ملک میں کہ جہاں جمہوریت ہے، وہاں ان منصب اور عہدہ کے معزز حضرات نہیں پائے جاتے۔ لہذا اس کے مطابق حقدار امامت جنازہ کی ترتیب پر عمل پیرا ہونا مشکل ہے۔

(٦) امام مسجد محلّہ:

یعنی مرنے والا جس محلّہ میں رہتا تھا، اس محلے کی مسجد کا امام (جو سنی صحیح العقیدہ، پابند شرع ہو)

- امام محلّہ کو ولی پر تقدیم (فضیلت) دینا مستحب ہے۔ بشرطیکہ وہ امام مسجد محلّہ ولی سے افضل ہو، ورنہ ولی بہتر ہے۔

نوٹ:

یہاں جس ولی کا ذکر ہے، اس سے کیا مراد ہے؟ وہ چند سطروں کے بعد ملاحظہ فرمائیں۔

- امام مسجد محلّہ کے بہتر ہونے کی وجہ فقہائے کرام نے یہ بتائی ہے کہ مرنے والے

Marfat.com

نے اپنی زندگی میں اس کی امامت اوراس کی اقتداء پسند کی۔ لہذا بعد وفات اس کی نماز جنازہ محلّہ کی مسجد کے امام کو پڑھانی چاہیئے۔

- بعض فقہائے کرام نے یہ فرمایا ہے کہ جامع مسجد کا امام محلّہ کی مسجد کے امام سے بہتر ہے۔ لیکن اس سے بھی مراد امام مسجد محلّہ ہوگا۔ کیونکہ اگلے زمانہ میں یہ دستور تھا کہ جمعہ کے دن نماز جمعہ کے وقت صرف ایک ہی مسجد کھلی رہتی تھی، بقیہ تمام مساجد بند رہتی تھیں اور تمام لوگ اس کھلی رہنے والی یعنی جامع مسجد میں نماز جمعہ پڑھنے جمع ہوتے تھے۔ لیکن اب صورت حال یہ ہے کہ ہر محلّہ کی مسجد میں جمعہ کی نماز قائم ہوتی ہے۔ لہذا اب محلّہ کی مسجد کا امام جمعہ پڑھانے کی وجہ سے امام جامع کہلائے گا۔ اب خاص ''جامع مسجد'' کے نام سے مشہور اور موسوم (نامزد) مسجد کے امام کی خصوصیت نہ رہے گی۔
- اگر میت جمعہ پڑھنے والا نہیں، مثلاً عورت یا جامع مسجد کے علاوہ دوسری مسجد کے امام کے پیچھے جمعہ پڑھنے والا۔ تو اب امام جمعہ (جامع) امام محلّہ پر اور ولی پر مقدم نہ ہوگا۔
- اسی طرح محلّہ کی مسجد کا امام جب ایسا ہے کہ مرنے والا اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا تھا، تو وہ بھی ولی پر مقدم نہ ہوگا۔ اگر وہ میت اپنی زندگی میں اس سے راضی نہ تھا، تو ولی پر اس کی تقدیم (آگے ہونا، فضیلت) مستحب نہ ہوگی۔ اور یہ اس صورت میں تسلیم کیا جائے گا کہ امام سے اس کی ناراضگی کسی شرعی وجہ سے ہو، ورنہ نہیں۔

(۷) ولی:

ولی یعنی میت کے وہ مرد رشتہ و قرابت دار ورثہ، جو عصبہ ہوں۔

Marfat.com

- ولی کی بھی دو قسمیں ہیں۔

(۱) ولی اقرب۔ یعنی سب سے زیادہ قریب کا رشتہ دار۔

(۲) ولی ابعد یعنی دور کا رشتہ دار۔ تفصیل اب آئے گی۔

- عام طور سے ولی کے معنی لوگ اللہ کا ولی، بزرگ و نیک بندہ، اللہ تعالیٰ سے قریب انسان وغیرہ کرتے ہیں۔ بیشک اللہ کے نیک اور اللہ کے قریب بندے کو ولی ہی کہا جائے گا لیکن یہاں نماز جنازہ کی امامت کے تعلق سے جس ولی کا ذکر ہو رہا ہے، اس سے مراد میت کا وہ رشتہ دار ہے جو اوپر مذکور ہوا۔

حوالہ:- فیروز اللغات ص ۱۴۱۵

- دور حاضر میں جب شروع کی پانچ شرطیں نہیں پائی جاتیں، سب سے آسان بات اس طرح سمجھیں کہ نماز جنازہ کی امامت کرنے کا حق ولی کا ہے، چاہے خود امامت کرے یا چاہے تو کسی دوسرے کو نماز جنازہ کی امامت کرنے کی اجازت دے دے۔

نوٹ:

نماز جنازہ کی امامت کے حق کے تعلق سے یہاں تک جو تفصیل بیان کی گئی ہے وہ مندرجہ ذیل کتب سے ماخوذ ہے۔

(۱) فتح القدیر (۲) مجتبی شرح قدوری (۳) شرح منیہ، از علامہ ابن امیر الحاج حلبی (۴) تنویر الابصار (۵) درمختار مطبوعہ مطبع مجتبائی، دہلی، جلد ا، ص ۱۲۲/۱۲۳ (۶) ردالمحتار مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المصریۃ، جلد ا، ص ۵۹۰ (۷) فتاوی رضویہ جلد ۴، ص ۸۵ (۸) فتاوی رضویہ (مترجم) جلد ۹، ص ۱۷۴/۱۷۵/۱۷۸/۱۷۹ (۱۰) بہار شریعت حصہ ۴، ص ۱۵۵۔

Marfat.com

نماز جنازہ میں ولی کا اختیار

شریعت مطہرہ نے نماز جنازہ میں ''ولی'' یعنی میت کے سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار کو اتنا حق دیا ہے کہ اگر ولی کی اجازت کے بغیر کسی نے نماز جنازہ پڑھا دی، تو ولی نماز جنازہ کا اعادہ کر سکتا ہے یعنی پھر سے دوبارہ نماز جنازہ پڑھ سکتا ہے۔ اور اس کے متعلق جو مسائل ہیں، وہ ذیل میں درج ہیں۔

مسئلہ :

ولی یعنی میت کا وہ رشتہ دار جس کو قرابت کی وجہ سے ولایت عصبہ بنفسہ حاصل ہو۔ یعنی میت کا نرینہ (مذکر) رشتہ دار یعنی وہ مرد جس کو میت سے قرابت (نزدیکی، رشتہ داری) کسی عورت کی وساطت سے نہ ہو، بلفظ دیگر میت کے ساتھ اس کا رشتہ ہونے میں کوئی عورت بیچ میں واسطہ و وسیلہ نہ ہو۔ مثلاً: بیٹا، پوتا، باپ، دادا، وغیرہ۔

جزئیہ ماخوذ از:- بہار شریعت ، حصہ ۷ ۔ ص ۔ ۳۵

مسئلہ :

ولی یعنی کسی کا قرابت دار ہونے میں وہی ترتیب ملحوظ ہے جو وراثت اور نکاح میں ہے یعنی سب میں مقدم (۱) بیٹا، پھر (۲) پوتا، پھر (۳) پر پوتا، اگر چہ کئی پشت کا فاصلہ ہو۔ یہ نہ ہوں تو (۴) باپ، پھر (۵) دادا، پھر (۶) پردادا، اگر چہ کئی پشت اوپر کے ہوں، پھر (۷) حقیقی بھائی، پھر (۸) سوتیلا بھائی، پھر (۹) حقیقی بھائی کا بیٹا، پھر (۱۰) سوتیلے بھائی کا بیٹا، پھر (۱۱) حقیقی چچا، پھر (۱۲) سوتیلا چچا، پھر (۱۳) حقیقی چچا کا بیٹا، پھر (۱۴) سوتیلے چچا کا بیٹا، پھر (۱۵) باپ کا حقیقی چچا، پھر (۱۶) باپ کا سوتیلا چچا (۱۷) باپ کے حقیقی چچا کا بیٹا، پھر (۱۸) باپ کے سوتیلے چچا کا بیٹا، پھر (۱۹) دادا کا حقیقی چچا، پھر (۲۰) دادا کا سوتیلا چچا، پھر (۲۱) دادا کے حقیقی چچا کا بیٹا، پھر (۲۲) دادا کے سوتیلے چچا کا

Marfat.com

بیٹا، خلاصہ یہ ہے کہ اس کے خاندان میں سب سے زیادہ قریب کا رشتہ دار جو ''مرد'' ہے وہ ''ولی'' ہے۔ (جزئیہ ماخوذ: ایضاً)

مسئلہ :

نماز جنازہ پڑھانے میں ولی کی ترتیب میں صرف اتنا فرق ہے کہ باپ کو بیٹے پر تقدم (فوقیت، برتری) ہے لیکن اگر باپ عالم نہیں اور بیٹا عالم ہو تو نماز جنازہ میں بھی بیٹا مقدم ہے۔

حوالہ:- (۱) در مختار، رد المحتار، بهار شریعت، حصه ٤، ص ١٥٥

(۲) فتاوی رضویه جلد ٤، ص ٥٥

(۳) فتاوی رضویه (مترجم) جلد ۹ ص ۱۷۸

مسئلہ :

اگر بیٹا عالم ہے اور باپ جاہل ہے، تو بیٹے کو چاہیئے کہ اپنے باپ کو نماز جنازہ پڑھانے کے لیے آگے کرے اور ادب کا لحاظ کرتے ہوئے اس کے آگے قدم نہ رکھے، اور نماز جنازہ پڑھانے میں صرف علم کی وجہ سے تقدم نہیں، کیونکہ نماز جنازہ پڑھانے میں علم کی ضرورت نہیں، قدوری میں باپ پر بیٹے کا تقدم مکروہ ہونے کی علت یہ بتائی گئی ہے کہ اس میں باپ کی اہانت اور بے ادبی ہے۔

حوالہ:- (۱) رد المحتار، باب صلوة الجنائز، مطبوعه مصطفی، البابی، مصر، جلد ۱، ص ٦٤٩ / ٦٥٠

(۲) فتاوی رضویه، جلد ٤، ص ٥٥ / ٥٦۔

(۳) فتاوی رضویه (مترجم) جلد ۹، ص ۱۷۷ / ۱۸۳۔

مسئلہ :

ولی کو اختیار ہے کہ کسی اور کو نماز پڑھانے کی اجازت دے دے۔

حوالہ:- در مختار، بهار شریعت، حصه ٤، ص ١٥٥

Marfat.com

مسئلہ :

ولی کے سوا کسی ایسے شخص نے نماز جنازہ پڑھادی، جو ولی پر مقدم نہ تھا اور ولی نے اسے اجازت بھی نہ دی تھی، تو اگر ولی نماز میں شریک نہ ہوا تھا، تو وہ نماز کا اعادہ کر سکتا ہے، اور اگر مردہ دفن ہو گیا ہے، تو قبر پر نماز جنازہ پڑھ سکتا ہے۔ اور اس صورت میں جس شخص نے پہلے نماز جنازہ پڑھ لی ہے وہ اب ولی کے ساتھ شریک نہیں ہو سکتا، کیونکہ تکرار (دو مرتبہ پڑھنا) مشروع نہیں۔

حوالہ:- درمختار، بہارشریعت، حصہ ٤، ص ١٥٦

مسئلہ :

اگر ولی نے نماز جنازہ پڑھ لی، تو اس کے بعد دوسرے کو پڑھنا جائز نہیں۔ اس لئے کہ میت کا حق پہلے فریق سے ادا ہو چکا اور پہلی نماز سے فرض ساقط ہو گیا۔

حوالہ:- (١) البحر الرائق مطبوعہ سعید کمپنی، کراچی، جلد ٢، ص ١٨٢

(٢) فتاوی رضویہ، جلد ٤، ص ٣٦

(٣) فتاوی رضویہ (مترجم) جلد ٩، ص ٢٧٢

مسئلہ :

نماز جنازہ میت کے ولی کا حق ہے۔ ولی کے علاوہ اگر دوسرا کوئی نماز جنازہ پڑھاتا ہے، تو وہ ولی کے اذن (اجازت) کا محتاج ہے۔ اگر کسی نے ولی کی اجازت کے بغیر نماز جنازہ پڑھا دی، تو ولی کو نماز کے اعادہ کا اختیار ہے اور اسے نماز کا اعادہ جائز ہے۔

حوالہ:- (١) فتاوی رضویہ، جلد ٤، ص ٨٥

(٢) فتاوی رضویہ (مترجم) جلد ٩، ص ١٧٤

مسئلہ :

میت نے وصیت کی تھی کہ میری نماز جنازہ فلاں شخص پڑھائے یا مجھے فلاں شخص

Marfat.com

غسل دے، تو یہ وصیت باطل ہے یعنی اس وصیت سے ولی کا حق جاتا نہ رہے گا، ہاں، ولی کو اختیار ہے کہ خود نہ پڑھائے اور اسی سے پڑھوا دے، جس کے متعلق میت نے وصیت کی تھی۔

حوالہ:- عالمگیری، بہار شریعت، حصہ ٤، ص ١٥٦

مسئلہ :

کسی ایسے شخص نے ولی کی اجازت کے بغیر نماز جنازہ پڑھادی، جو ولی سے تقدم رکھتا ہو، یعنی ولی سے زیادہ حق نماز جنازہ کی امامت کا رکھتا ہو، مثلاً بادشاہ اسلام یا قاضی شرع، تو اب ولی کو نماز کے اعادہ کا حق نہیں کیونکہ یہ لوگ ولی پر مقدم ہیں، انہیں ولی سے اجازت لینے کی مطلقاً حاجت نہیں۔

حوالہ:- (١) فتاوی رضویہ جلد ٤، ص ٨٥

(٢) فتاوی رضویہ (مترجم) جلد ٩، ص ١٧٤، ١٨٣

(٣) در مختار، مطبوعہ مجتبائی، دھلی، جلد ١؛ ص ١٢٢

مسئلہ :

نکاح خوانی کا قاضی ہونا کوئی شرعی عہدہ نہیں، نکاح خوانی کا قاضی میت کے ولی کی اجازت کے بغیر نماز جنازہ نہیں پڑھا سکتا ہے۔ (حوالہ:- ایضاً)

مسئلہ :

اگر کسی نے میت کے ولی کی اجازت کے بغیر نماز جنازہ پڑھادی، تو اس نے ولی کے حق میں دخل اندازی کرنے کا جرم کیا، لیکن نماز ہو جائے گی اور فرض کفایہ کا حق ادا ہو جائے گا، البتہ ولی کے لئے جائز ہے کہ وہ دوبارہ پڑھے۔ اور جو لوگ پہلے پڑھ چکے ہیں، انہیں ولی کے ساتھ جماعت میں شرکت کی اجازت نہیں، اس لئے کہ نماز جنازہ کی تکرار غیر مشروع (ناجائز) ہے۔

حوالہ:- (١) در مختار، مطبوعہ مجتبائی، دھلی، جلد ١، ص ١٢٢

Marfat.com

(۲)فتاوی رضویه ، جلد٤، ص٨٥

(۳)فتاوی رضویه (مترجم) جلد ۹۔ ص١٧٦

مسئلہ :

ولی نے کسی کو بھی نماز جنازہ پڑھانے کی اجازت نہ دی تھی اور کسی نے ولی کی اجازت کے بغیر نماز جنازہ پڑھانی شروع کر دی اور ولی نے اس امام کی اقتداء کرلی، تو ولی کا اقتداء کرنا اذن (اجازت) ہو گیا۔ حالانکہ کہ ابتداء میں اذن نہ تھا لیکن اب ہو گیا۔

(حوالہ:- ایضاً)

مسئلہ :

میت کا ولی اقرب یعنی سب سے زیادہ نزدیکی رشتہ دار غائب ہے یا غیر موجود ہے مگر ولی ابعد یعنی دور کا رشتہ دار حاضر ہے۔ تو یہی ابعد رشتہ دار نماز پڑھائے۔ غائب ہونے سے مراد یہ ہے کہ اتنی دور ہے کہ اس کے آنے کے انتظار میں حرج ہو۔

حوالہ:- رد المحتار ، بہار شریعت ، جلد ٤،ص ١٥٥

مسئلہ :

میت کے ولی اقرب اور ولی ابعد دونوں موجود ہیں، تو ولی اقرب کو اختیار ہے کہ ولی ابعد کے سوا کسی اور سے نماز جنازہ پڑھوا دے، ولی ابعد کو منع کرنے کا اختیار نہیں اور اگر ولی اقرب موجود نہیں، اتنی دوری پر ہے کہ اس کے آنے کا انتظار نہ کیا جا سکے اور اس نے تحریر یا کسی اور ذریعہ سے ولی ابعد کے سوا کسی اور سے نماز جنازہ پڑھانے کا کہلایا تو ولی ابعد کو اختیار ہے کہ اسے روک دے۔ ہاں ولی اقرب موجود ہے مگر بیمار ہے، تو ولی ابعد کو اختیار نہیں، ولی اقرب جس سے چاہے پڑھوا دے۔

حوالہ:- فتاوی عالمگیری ، بہار شریعت ، حصہ ٤،ص ١٥٥

Marfat.com

مسئلہ :

عورتوں اور نابالغ بچوں کو نماز جنازہ کی ولایت نہیں۔ (حوالہ:-ایضاً)

مسئلہ :

عورت مرگئی، شوہر اور جوان بیٹا چھوڑا، تو ولایت بیٹے کو ہے، شوہر کو نہیں، البتہ اگر یہ لڑکا اسی شوہر سے ہے، تو حقیقی باپ پر پیش قدمی مکروہ ہے۔ اسے چاہیئے کہ باپ سے نماز جنازہ پڑھوائے، اور اگر وہ لڑکا دوسرے شوہر سے ہے، تو سوتیلے باپ پر تقدم کر سکتا ہے کوئی حرج نہیں اور اگر بیٹا بالغ نہ ہو تو، عورت کے جو دیگر ولی ہوں ان کا حق ہے شوہر کا حق نہیں۔

حوالہ:- جوهره نيره ،عالمگيرى، بهار شريعت، حصه ٤، ص ١٥٦

مسئلہ :

عورت کا کوئی ولی موجود نہ ہو، تو شوہر نماز پڑھائے، اگر وہ بھی نہ ہو، تو پڑوسی نماز پڑھائے، اسی طرح اگر مرد کا بھی کوئی ولی نہ ہو، تو نماز جنازہ پڑھانے میں پڑوسی اوروں پر مقدم ہے۔ حوالہ:-در مختار، بهار شريعت، حصه ٤، حصه ١٥٥

مسئلہ :

دو یا چند ایک ہی درجہ کے ولی موجود ہوں، تو نماز جنازہ پڑھانے کا حق اس ولی کا ہے جو عمر میں سب سے بڑا ہے۔ مگر کسی بھی ولی کو یہ اختیار نہیں کہ دوسرے ولی کو چھوڑ کر کسی اور شخص سے بغیر ولی کی اجازت کے نماز جنازہ پڑھوا دے۔ اور اگر ایسا کیا یعنی خود نماز جنازہ نہ پڑھائی اور کسی دیگر شخص کو اجازت دے دی تو دوسرے ولی کو منع کرنے کا اختیار ہے اگر چہ منع کرنے والا یہ دوسرا ولی عمر میں چھوٹا ہو۔

اور اگر ایک ولی نے ایک شخص کو نماز جنازہ پڑھانے کی اجازت دی اور دوسرے

Marfat.com

ولی نے کسی دوسرے شخص کو اجازت دی، تو جس کو عمر میں بڑے ولی نے اجازت، وہ اولیٰ ہے یعنی بہتر یہ ہے کہ وہ نماز پڑھائے۔

حوالہ:- عالمگیری، بہار شریعت، حصہ ٤، ص۔ ١٥٥

نماز جنازہ کے متعلق ضروری مسائل

مسئلہ :

جن چیزوں (امور) سے تمام نمازیں فاسد ہوتی ہیں، نماز جنازہ بھی فاسد ہوتی ہے۔ سوا ایک بات کے کہ عورت مرد کے محاذی (برابر، لگ کر) کھڑی ہوجائے یعنی نماز جنازہ میں عورت مرد کے قریب کھڑی ہوجائے گی، تو مرد کی نماز فاسد نہ ہوگی۔

حوالہ:- عالمگیری، بہار شریعت، حصہ ٤، ص ١٥٦

مسئلہ :

مستحب یہ ہے کہ امام میت کے سینہ کے مقابل کھڑا ہو اور میت سے دور نہ ہو، خواہ میت مرد ہو یا عورت، بالغ ہو یا نابالغ۔

حوالہ:- در مختار، رد المحتار، بہار شریعت، حصہ ٤۔ ص ١٥٦

مسئلہ :

نماز جنازہ کے لئے ایک شرط یہ بھی ہے کہ میت وہاں موجود ہو۔ اگر کسی ایسی میت کا جنازہ آیا کہ اس کے جسم کے ٹکڑے ہوگئے تھے، تو ایسی صورت میں میت کے جسم کے تمام ٹکڑے، یا اکثر یا نصف سر کے ساتھ موجود ہونا ضروری ہے، ورنہ نماز نہ ہوگی کیونکہ غائب کی نماز جنازہ نہیں ہوسکتی۔

حوالہ:- جزئیہ ماخوذ، از: بہار شریعت، حصہ ٤، ص ١٤٧

Marfat.com

مسئلہ :

اگر جنازہ کسی جانور پر ہو تو نماز جنازہ نہ ہوگی۔ (حوالہ:-ایضاً)

مسئلہ :

جنازہ کا نمازیوں کے سامنے ہونا شرط ہے۔اگر جنازہ نمازیوں کے پیچھے ہوگا،تو نماز صحیح نہ ہوگی۔ (حوالہ:-ایضا)

مسئلہ :

اگر جنازہ اُلٹا رکھا یعنی امام کے داہنے میت کا قدم اور بائیں طرف میت کا سر ہو، تو نماز ہو جائے گی ،مگر قصداً یعنی جان بوجھ کر ایسا کیا تو گنہگار رہوا۔

حوالہ:- در مختار ، بھار شریعت ، حصہ ٤، ص ١٤٧

مسئلہ :

اگر صرف ایک ہی میت (جنازہ) ہو،تو اس کے بدن کا کوئی بھی حصہ امام کے محاذی (سامنے) ہو اور اگر ایک سے زیادہ چند میت ہوں تو ان میں سے کسی ایک کے بدن کا کوئی حصہ امام کے محاذی ہونا کافی ہے۔

حوالہ:- رد المحتار، بھار شریعت ، حصہ٤، ص ١٤٨

مسئلہ :

اگر بغیر عذر شرعی بیٹھ کر یا سواری پر نماز جنازہ پڑھی ،تو نماز نہ ہوئی ،اگر ولی یا امام بیمار تھا ، اور اس نے بیٹھ کر نماز پڑھائی اور اس کی اقتداء میں مقتدیوں نے کھڑے ہو کر نماز پڑھی ،تو نماز ہوگئی۔

حوالہ:- درمختار، رد المحتار، اور بھار شریعت، ایضاً

مسئلہ :

اگر عورت نے نماز پڑھائی اور مردوں نے اس کی اقتداء کی ،تو نماز جنازہ لوٹائی

Marfat.com

نہ جائے گی۔یعنی دوبارہ نہ پڑھی جائے گی۔اگرچہ مردوں کی اقتداء صحیح نہ ہوئی مگر جس عورت نے امامت کی ، اس کی تو نماز ہوگئی اور وہی کافی ہے اور نماز جنازہ کی تکرار (Repeatation) جائز نہیں۔

حوالہ:- درمختار، بہار شریعت، حصہ ٤، ص ١٤٦

مسئلہ :

نماز جنازہ کی تکبیریں اور سلام کو امام جہر کے ساتھ یعنی بلند آواز سے کہے، باقی تمام دعائیں آہستہ پڑھی جائیں اور صرف پہلی مرتبہ یعنی نماز جنازہ شروع کرتے وقت اللہ اکبر کہنے کے لیے ہاتھ اٹھائے اور اس کے بعد کی تکبیروں میں ہاتھ نہ اٹھائے ، امام اور مقتدی دونوں۔

حوالہ:- جوھرہ نیرہ ، در مختار، بہار شریعت ، حصہ ٤، ص ١٥٤

مسئلہ :

نماز جنازہ میں مقتدی بھی تمام دعائیں پڑھے۔امام کی اقتداء میں مقتدیوں کو صرف قرآن عظیم کی قرأت منع ہے اور نماز جنازہ میں صرف ذکر اور دعا ہے۔قرآن کی قرأت نہیں۔

حوالہ:- رحمانیہ،طحاوی، فتاوی رضویہ (مترجم) جلد٩ ، ص ١٩٣

مسئلہ :

اگر کسی کی بعض تکبیریں فوت ہوگئی ہوں یعنی وہ شخص اس وقت آیا کہ امام نے نماز جنازہ کی بعض (ایک سے زیادہ) تکبیریں کہہ لیں ہیں، تو وہ شخص فوراً شامل نہ ہو، بلکہ اس وقت شامل ہو جب امام تکبیر کہے مثلاً ایک شخص اس وقت آیا کہ نماز جنازہ کی دو تکبیریں ہو چکی ہیں اور دوسری تکبیر کے بعد امام دورد پڑھ رہا ہو۔تو یہ مقتدی انتظار کرے کہ امام

Marfat.com

تیسری تکبیر کہے۔ جب امام درود شریف پڑھ لینے کے بعد تیسری تکبیر کہے، تب یہ شخص بھی تکبیر کہہ کر نماز میں شامل ہو۔

اگر انتظار نہ کیا اور فوراً شامل ہو گیا، تو شامل ہونے کے بعد اب امام جو تکبیر کہے گا، اس تکبیر سے پہلے اس مقتدی نے جو کچھ بھی پڑھا ہے، اس کا اعتبار نہیں۔

حوالہ:- در مختار، غنیہ، بہار شریعت، حصہ ٤، ص ١٥٧

مسئلہ :

نماز جنازہ شروع ہونے کے وقت کوئی شخص موجود تھا، مگر غفلت یا کسی وجہ سے دیر ہو گئی اور امام نے تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز جنازہ شروع کر دی اور یہ شخص امام کے ساتھ اللہ اکبر نہ کہہ سکا، تو اب یہ شخص امام کی دوسری تکبیر کا انتظار نہ کرے بلکہ فوراً شامل ہو جائے۔

(حوالہ:- ایضاً)

مسئلہ :

مسبوق یعنی جس کی بعض تکبیریں فوت ہو گئی ہوں، وہ اپنی باقی تکبیریں امام کے سلام پھیرنے کے بعد کہے اور ترتیب وار پڑھے، مثلاً:

- اگر تین تکبیریں چھوٹ گئی ہیں، تو چوتھی تکبیر، امام کے سلام پھیرنے کے بعد اب اپنی چھوٹی ہوئی تین تکبیریں اس طرح کہے۔ ایک تکبیر کہنے کے بعد ثنا پڑھے، پھر دوسری تکبیر کہہ کر درود شریف پڑھے، پھر تیسری تکبیر کہہ کر نماز جنازہ کی دعا پڑھے اور پھر سلام پھیر دے۔
- اگر دو تکبیریں چھوٹ گئی ہیں، تو تیسری اور چوتھی تکبیر میں امام کی متابعت کرتے ہوئے، امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی چھوٹی ہوئی دو تکبیر اس طرح ادا کرے کہ ایک تکبیر کہنے کے بعد ثنا اور دوسری تکبیر کہہ کر درود شریف پڑھے اور

پھر سلام پھیر دے۔

- اگر صرف ایک ہی تکبیر چھوٹی ہے، تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد ایک تکبیر کہے اور ثنا پڑھنے کے بعد خود سلام پھیر دے۔ اور اگر یہ اندیشہ ہو کہ دعائیں پڑھے گا تو دعائیں پوری کرنے سے پہلے لوگ جنازہ اٹھالیں گے، تو صرف تکبیریں کہہ لے اور دعائیں چھوڑ دے یعنی جلدی جلدی تکبیر بغیر دعا پڑھے کہہ کر سلام پھیر دے۔

حوالہ:- (۱) در مختار (۲) فتاوی رضویہ (مترجم) جلد ۹، ص ۱۹۵
(۳) بہار شریعت، حصہ ٤، ص ۱۵۷

مسئلہ :

چوتھی تکبیر کے بعد اگر کوئی شخص آیا، تو جب تک امام نے سلام نہ پھیرا ہو، اللہ اکبر کہہ کر شامل ہو جائے اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد تین تکبیریں مسئلہ سابق کے مطابق ترتیب وار ادا کر لے۔ (حوالہ:- ایضاً)

مسئلہ :

اگر ایک سے زیادہ جنازے جمع ہو جائیں، تو ایک ساتھ سب کی نماز جنازہ بھی پڑھ سکتے ہیں، یعنی ایک ہی نماز میں سب کی نیت کر لیں اور افضل یہ ہے کہ سب کی الگ الگ نماز پڑھیں۔ جب ایک سے زیادہ جنازوں کی نماز ایک ساتھ پڑھی جائے، تب جنازوں کو امام کے سامنے آگے پیچھے رکھ دیں یعنی سب کا سینہ امام کے مقابل ہو جائے۔ یا تمام جنازوں کو ایک قطار میں رکھ دیا جائے اور امام کسی ایک میت کے سینہ کے مقابل کھڑا ہو جائے۔ اور بہتر یہ ہے کہ امام اس جنازہ کے قریب کھڑا ہو، جو سب میں افضل ہو۔

حوالہ:- بہار شریعت، حصہ ٤، ص ۱۵۷

Marfat.com

نماز جنازہ کی صف بندی

مسئلہ :

نماز جنازہ میں پچھلی (آخری) صف کو تمام صفوں پر فضیلت ہے۔

حوالہ:- (۱) در مختار، بہار شریعت، حصہ ٤، ص ۱۵٤

(۲) فتاوی رضویه (مترجم) جلد ۹، ص ۲۰۷

مسئلہ :

بہتر یہ ہے کہ نماز جنازہ میں تین صفیں کریں کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ جس کی نماز تین صفوں نے پڑھی، اس کی مغفرت ہو جائے گی۔

حوالہ:- غنیه، بہار شریعت، حصہ ٤، ص ۱۵٤

- نماز جنازہ میں تین صفوں کی فضیلت کے تعلق سے کچھ احادیث کریمہ پیش ہیں۔

حدیث:

حضرت مالک بن ہبیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم رحمت عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''مَنْ صَلّٰی عَلَیْهِ ثَلَاثَةُ صُفُوْفٍ غُفِرَلَهٗ۔''

ترجمہ: ''جس کی نماز جنازہ پر تین (۳) صفوں نے نماز پڑھی اس کی مغفرت ہو جائے گی۔''

حوالہ:- (۱) السنن لابی داؤد، جلد ۲، ص ٤٥١

(۲) الجامع للترمذی، جلد ۱، ص ۱۲۲

(۳) السنن لابن ماجه، جلد ۱، ص ۱۰۸

Marfat.com

(٤)فتاوی رضویه (مترجم) جلد ۹ ، ص ۱۹۹

حدیث:

حضرت مرثد بن عبداللہ یزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت مالک بن ہبیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب جنازہ کی نماز پڑھتے اور لوگ کم ہوتے، تو ان کو تین صفوں میں تقسیم فرمادیتے۔ پھر فرماتے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مَنْ صَلّٰی عَلَیْهِ ثَلَاثَةُ صُفُوْفٍ فَقَدْ اَوْجَبَ''

ترجمہ: ''جس جنازہ پر تین صفوں نے نماز پڑھی، اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔''

حوالہ:- (۱) الجامع للترمذی جلد، ۱، ص ٤٥۱

(۲)مشکوة المصابیح ، جلد ۱ ، ص ۱٤۷

(۳)فتاوی رضویه (مترجم) جلد ۹ ، ص ۲۰۵

(٤)جامع الاحادیث ، جلد ۲ ، ص ٤٤

مسئلہ :

اگر نماز جنازہ پڑھنے والے کل سات (۷) آدمی ہوں، تو صف بندی اس طرح کریں کہ۔

- ایک شخص امامت کے لئے آگے ہو۔
- تین اشخاص پہلی صف میں ہوں۔
- دو اشخاص دوسری صف میں ہوں۔
- ایک شخص تیسری (آخری) صف میں ہو۔

حوالہ:- (۱)غنیه المستملی شرح منیة المصلی ، فصل فی الجنائز ،مطبوعه سھیل اکیڈمی ، لاھور۔ص ۵۸۸

(۲)فتاوی رضویه (مترجم) جلد۹ ، ص ۱۹۹

Marfat.com

(۳) بهار شریعت، حصه ٤، ص ١٥٤

حدیث:

سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استاذ اور سیدنا عبد اللہ بن عباس، سیدنا ابو سعید خدری اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے شاگرد اور جلیل القدر تابعی حضرت امام عطاء بن ابی رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں:

''اِنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم صَلّٰی عَلٰی جَنَازَۃٍ فَکَانُوْا سَبْعَۃٌ فَجَعَلَ الصَّفَّ الْاَوَّلَ ثَلٰثَۃً وَالثَّانِی اِثْنَیْنِ وَ الثَّالِثُ وَاحِداً۔''

''حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنازہ پر نماز پڑھی۔ صرف سات آدمی تھے، تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی صف تین آدمیوں کی، دوسری صف دو آدمیوں کی اور تیسری صف ایک آدمی کی بنائی۔''

حوالہ:- (١) مجمع الزوائد، للبیهقی، جلد ٣، ص ٣٢

(٢) فتاوی رضویه (مترجم) جلد٩، ص ١٩٨

(٣) فتاوی رضویه جلد ٤، ص ٧٨

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ کس طرح پڑھی گئی؟

حضور اقدس، جان عالم و رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے اور تمہارے جیسے عام انسان نہیں تھے، آپ بیشک انسان تھے لیکن آپ کی بشریت عام انسانوں جیسی نہیں تھی، آپ نوری بشر تھے بلکہ خیر البشر اور خیر بشر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسے ایسے عظیم خصائص سے نوازا تھا کہ آپ کے مثل نہ کوئی ہوا ہے اور نہ کبھی کوئی ہوگا۔ یہاں تک کہ آپ کے لئے احکام شریعت بھی علیحدہ تھے۔ جس کی مفصل اور تفصیل مع تشریح وضاحت کے لئے فقیر سراپا تقصیر راقم الحروف کی کتاب ''خیر بشر کی نوری بشریت'' کا ضرور مطالعہ فرمائیں۔

Marfat.com

حضور اقدس ﷺ کی نماز جنازہ کے تعلق سے پہلے کچھ احادیث کریمہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں، بعدہ اس کے ضمن میں کچھ بحث کریں گے۔

حدیث:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اِذَا غَسَّلْتُمُوْنِی وَ اکْفَنْتُمُوْنِی فَضَعُوْنِی عَلٰی سَرِیْرِی ثُمَّ اخْرُجُوْا عَنِّی فَاَنَا اَوَّلُ مَنْ یُصَلِّی عَلَیَّ جِبْرِئِیْلُ ثُمَّ مِیْکَائِیْلُ ثُمَّ اِسْرَافِیْلُ ثُمَّ مَلَكُ الْمَوْتِ مَعَ جُنُوْدِهٖ مِنَ الْمَلَائِكَةِ بِاَجْمَعِهِمْ ثُمَّ ادْخُلُوْا عَلَیَّ فَوْجًا بَعْدَ فَوْجٍ فَصَلُّوا عَلَیَّ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔''

ترجمہ: ''جب تم میرے غسل اور کفن سے فارغ ہو جاؤ، تو مجھے تخت (جنازہ) پر رکھ کر باہر چلے جانا، سب سے پہلے جبرئیل مجھ پر صلوٰۃ کہیں گے، پھر میکائیل پھر اسرافیل، پھر ملک الموت اپنے سارے لشکروں کے ساتھ پھر تم لوگ گروہ در گروہ آ کر مجھ پر درود و سلام عرض کرتے جانا۔''

حوالہ:- (۱) المستدرك للحاكم على الصحيحين، جلد ۳، ص ٦٠

(۲) فتاوى رضويه (مترجم) جلد ۹، ص ۳۱٥

(۳) جامع الاحاديث جلد ۲، ص ٥٤

(٤) شرح الزرقانى على موطا الامام مالك بحواله البزار، باب ۱٤۹، مطبوعه: مصر، جلد ۲، ص ٦٦

حدیث:

''عَنْ أَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیِّ الْمُرْتَضٰی کَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْمَ قَالَ: لَمَّا وُضِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَا یَقُوْمُ عَلَیْهِ أَحَدٌ هُوَ

Marfat.com

إِمَامُكُمْ حَيًّا وَمَيِّتًا فَكَانَ يَدْخُلُ النَّاسُ رِسْلًا رِسْلًا فَيُصَلُّوْنَ عَلَيْهَا صَفًّا صَفًّا لَيْسَ لَهُمْ إِمَامٌ وَيُكَبِّرُوْنَ وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَائِمٌ بِحِيَالِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَشْهَدُ أَنْ قَدْ بَلَّغَ مَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ وَنَصَحَ لِأُمَّتِهِ وَجَاهَدَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ حَتّٰى أَعَزَّ اللّٰهُ دِيْنَهُ وَتَمَّتْ كَلِمَتُهُ، اَللّٰهُمَّ فَاجْعَلْنَا مِمَّنْ تَبِعَ مَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ وَثَبِّتْنَا بَعْدَهُ وَجْمَعْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ فَيَقُوْلُ النَّاسُ ،آمِيْنَ، حَتّٰى صَلّٰى عَلَيْهِ الرِّجَالُ ثُمَّ النِّسَاءُ ثُمَّ الصِّبْيَانُ"۔

ترجمہ: "امیر المؤمنین حضرت مولی علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ جب حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غسل دے کر سریر منیر پر لٹایا گیا، تو حضرت علی نے خود فرمایا: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آگے کوئی امام بن کر نہ کھڑا ہو کہ وہ تمہارے امام ہیں، دنیوی زندگی میں بھی اور بعد وصال بھی۔ پس لوگ گروہ درگروہ آتے اور پرے کے پرے حضور پر صلوۃ کرتے۔ کوئی ان کا امام نہ تھا۔ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے عرض کرتے تھے۔ سلام حضور پر، اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔ الٰہی ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضور نے پہنچا دیا جو کچھ ان کی طرف اتارا گیا۔ اور ہر بات میں اپنی امت کی بھلائی اور راہ خدا میں جہاد فرمایا۔ یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے اپنے دین کو غالب کیا اور اللہ کا فرمان پورا ہوا۔ الٰہی تو ہم کو ان پر اتاری ہوئی کتاب کے پیروؤں میں سے کر اور ان کے بعد بھی ان کے دین پر قائم رکھ اور روز قیامت ہمیں ان سے ملا۔ مولیٰ علی یہ دعا کرتے اور حاضرین آمین کہتے۔ یہاں تک کہ ان پر پہلے مردوں پھر عورتوں پھر لڑکوں نے صلاۃ

Marfat.com

کی۔"

حوالہ:- (۱) جامع الاحادیث، کتاب الجنائز، جلد ۲، ص ۵۳،
حدیث نمبر ۱۱۱٤

(۲) الطبقات الکبری لابن سعد، باب ذکر الصلوة علی رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم، جلد ۲، ص ۲۲۲

حدیث:

"عَنْ مُحَمَّدٍ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِي الْمَدَنِي رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ: لَمَّا كُفِنَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَوُضِعَ عَلٰى سَرِيْرِهِ دَخَلَ أَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ فَقَالَا: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَتُهُ وَبَرَكَاتُه وَمَعَهُمَا نَفَرٌ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ قَدْرَ مَا يَسَعُ الْبَيْتَ فَسَلَّمُوْا كَمَا سَلَّمَ أَبُوْبَكْرٍ وَ عُمَرُ وَهُمَا فِي الصَّفِّ الْأَوَّلِ حِيَالَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَشْهَدُ أَنْ قَدْ بَلَّغَ مَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ وَنَصَحَ لِأُمَّتِهِ وَجَاهَدَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ حَتّٰى أَعَزَّ اللّٰهُ دِيْنَهُ وَتَمَّتْ كَلِمَتُهُ فَأُوْمَنَ بِهِ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ فَاجْعَلْنَا يَا اِلٰهَنَا مِمَّنْ يَتَّبِعُ الْقَوْلَ الَّذِيْ أُنْزِلَ مَعَهُ وَاجْمَعْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ، حَتّٰى نَتَعَرَّفَهُ وَتَعَرِفَهُ بِنَا فَإِنَّهُ كَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَؤُفًا رَحِيْمًا لَا يَنْبَغِي بِالْإِيْمَانِ بَدَلًا، وَلَا نَشْتَرِي بِهِ ثَمَنًا اَبَدًا فَيَقُوْلُ النَّاسُ، آمِيْنَ، آمِيْنَ، ثُمَّ يَخْرُجُوْنَ وَيَدْخُلُ عَلَيْهِ آخَرُوْنَ حَتّٰى صَلّٰى عَلَيْهِ الرِّجَالُ ثُمَّ النِّسَاءُ ثُمَّ الصِّبْيَانُ"

ترجمہ: "حضرت محمد ابراہیم تیمی مدنی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو کفن دے کر سریر مبارک پر آرام دیا گیا، سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہما نے حاضر ہو کر عرض کیا: سلام حضور پر اے نبی، اور اللہ کی مہر اور اس کی افزونیاں، دونوں حضرات کیساتھ ایک گروہ مہاجرین وانصار کا تھا،

Marfat.com

جس قدر اس حجرۂ پاک میں سما جاتا، ان سب نے یونہی سلام عرض کیا۔ اور صدیق و فاروق پہلی صف میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے یہ دعا کرتے تھے۔ الٰہی ہم گواہی دیتے ہیں کہ جو کچھ تو نے اپنے نبی پر اتارا حضور نے امت کو پہنچادیا۔ اور امت کی خیر خواہی میں رہے اور راہ خدا میں جہاد فرمایا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو غلبہ دیا اور اللہ تعالیٰ کی باتیں پوری ہوئیں، میں ایک اللہ پر ایمان لاتا ہوں جس کا کوئی شریک نہیں۔ اے معبود ہمارے! ہمیں ان کی کتاب کے پیروؤں میں کر جوان کے ساتھ اتری اور ہمیں ان سے ملا کہ ہم انہیں پہچانیں اور تو ہماری پہچان انہیں کرادے کہ وہ مسلمانوں پر مہربان، رحم دل تھے۔ ہم نہ ایمان کسی چیز سے بدلنا چاہیں، نہ اس کے عوض کچھ قیمت لینا۔ لوگ اس دعا پر آمین کہتے تھے۔ پھر باہر جاتے اور آتے یہاں تک کہ مردوں پھر عورتوں پھر بچوں نے حضور پر صلاۃ کی۔''

حوالہ:- (۱) جامع الاحادیث، کتاب الجنائز، جلد ۲، ص ۵٤، حدیث ۱۱۱۵

(۲) الطبقات الکبری لابن سعد، باب ذکر الصلوة علی رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم، جلد ۲، ص ۲۲۱

مندرجہ بالا تین احادیث کریمہ کے ضمن میں اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، مجدد دین وملت، الشاہ امام احمد رضا خاں، محقق بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں کہ:

''جنازہ اقدس پر نماز کے باب مختلف ہیں۔ ایک کے نزدیک یہ نماز معروف (مشہور) نہ ہوئی، بلکہ لوگ گروہ درگروہ حاضر آتے اور صلوۃ وسلام پیش کرتے اور بہت علماء یہی نماز معروف مانتے ہیں۔ امام قاضی عیاض نے اس کی تصحیح فرمائی جیسا کہ علامہ زرقانی کی شرح موطا میں ہے۔''

حوالہ:- فتاوی رضویه (مترجم) جلد ۹، ص ۳۱٤، اور النهی الحاجز عن

Marfat.com

- اور ایک قول یہ بھی ہے کہ:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تسکین فتن اور انتظام امت میں مشغول تھے، جب تک ان کے دست حق پرست پر بیعت نہ ہوئی تھی، لوگ فوج در فوج آتے اور جنازہ انور پر نماز پڑھتے جاتے، جب بیعت ہوئی، ولی شرعی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوئے، انہوں نے جنازہ مقدس پڑھی، پھر کسی نے نہ پڑھی کہ بعد صلوۃ ولی پھر اعادہ نماز جنازہ کا اختیار نہیں۔ مبسوط امام شمس الائمہ سرخسی میں ہے:

"إنَّ أبَابَكرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنهُ کَانَ مَشغُولًا بِتَسوِیَۃِ الأمُورِ وَ تَسکِینِ الفِتنَۃِ فَکَانُوا یُصَلُّونَ عَلَیہِ قَبلَ حُضُورِہٖ وَ کَانَ الحَقُّ لَہٗ لِأنَّہٗ الخَلِیفَۃُ فَلَمَّا فَرَغَ صَلّٰی عَلَیہِ ثُمَّ لَم یُصَلِّ أحَدٌ بَعدَہٗ عَلَیہِ۔"

ترجمہ: "حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ معاملات درست کرنے اور فتنہ دبانے میں مشغول تھے۔ لوگ ان کی آمد سے پہلے آکر صلوٰۃ پڑھتے جاتے تھے۔ اور نماز پڑھنے کا حق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تھا، اس لئے کہ وہ خلیفہ تھے۔ اور حضرت ابوبکر صدیق معاملات درست کرنے اور فتنے دبانے سے جب فارغ ہوئے، تب نماز پڑھی پھر ان کے بعد نماز نہ پڑھی گئی۔"

حوالہ:- (۱) مبسوط امام سرخسی، جلد ۲، ص ۶۷

(۲) فتاوی رضویہ (مترجم) جلد ۹، ص ۳۱۵

Marfat.com

12

بارھواں باب

نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنا

Marfat.com

نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنا

دورِ حاضر کے منافقین نے آج کل ایک فتنہ یہ بھی شروع کیا ہے کہ نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنے سے روکتے ہیں۔ جیسے ہی امام نے نماز جنازہ پوری کر کے سلام پھیرا، فوراً جنازہ اٹھالیتے ہیں۔ ایک دومنٹ بھی نہیں ٹھہرتے اور نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنے کو مکروہ کہہ کر سختی سے اس کی ممانعت کرتے ہیں۔

حالانکہ بعد نماز جنازہ صفوں کو توڑ کر دعا مانگنے کا طریقہ صدیوں سے ملت اسلامیہ میں رائج اور مامور ہے۔ اور اگر خاص محل سخن میں نظر کیجئے، تو خود میت کے لئے بھی نماز جنازہ سے پہلے اور نماز جنازہ کے بعد دونوں وقت دعا کرنا اور اس کا حکم دینا حضور اقدس، رحمت عالم، حضور پرنور، شافع یوم النشور ﷺ سے ثابت ہے۔

پہلے ہم دعا کے تعلق سے کچھ احادیث کریمہ بیان کرنے کی سعادت حاصل کریں، اس کے بعد اس مسئلہ کی تفصیلی بحث کریں گے۔

حدیث:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس، رحمت عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: "أَكْثِرُوْا الدُّعَاءَ" یعنی "دعا بہ کثرت کرو۔"

حوالہ:- المستدرک علی الصحیحین، کتاب الدعا، مطبوعہ دار الفکر، بیروت، جلد ۱، ص ۵۲۹

حدیث:

ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور طبرانی نے معجم اوسط میں ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ حضور پرنور سید العالمین ﷺ فرماتے ہیں کہ "إِذَا سَأَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيُكْثِرْ فَإِنَّمَا يَسْأَلُ رَبَّهُ" یعنی "جب تم میں سے کوئی شخص

Marfat.com

دعا مانگے تو بہت زیادہ دعا مانگے کہ وہ اپنے رب سے ہی سوال کررہا ہے۔''

حوالہ:- مجمع الزوائد بحوالہ المعجم الاوسط، مطبوعہ : دار الکتب ، بیروت ، جلد ۱۰ ، ص ۱۵۰

حدیث:

(۱) ابوبکر بن ابی الدنیا نے اپنی کتاب ''الفرج بعد الشدۃ'' میں (۲) امام اجل عارف باللہ سیدی محمد ترمذی نے اپنی کتاب ''نوادر الاصول'' میں (۳) امام بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں (۴) ابونعیم نے ''حلیۃ الاولیاء'' میں حضرت انس بن مالک سے اور (۵) ابونعیم ہی نے ''شعب الایمان'' میں حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) سے روایت کیا کہ حضور اقدس ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

اُطۡلُبُوا الۡخَيۡرَ دَهۡرَكُمۡ كُلَّهُ وَ تَعَرَّضُوا النَّفَحَاتِ رَحۡمَةِ اللّٰهِ ۔ فَاِنَّ لِلّٰهِ نَفَحَاتٌ مِنۡ رَّحۡمَتِهِ يُصِيۡبُ بِهَا مَنۡ يَّشَاءُ مِنۡ عِبَادِهِ ۔

ترجمہ: ''ہر وقت، ہر گھڑی عمر بھر خیر مانگے جاؤ اور اللہ کی رحمت کی تجلیوں کی تلاش میں رہو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے اس کی رحمت کی کچھ تجلیاں ہیں کہ اپنے بندوں میں جسے چاہتا ہے پہنچاتا ہے۔''

حوالہ:- نوادر الاصول ، مطبوعہ : دار صادر ، بیروت ، ص ۲۲۳

مندرجہ بالا تینوں حدیثوں میں کثرت سے اور ہر وقت دعا مانگنے کی تلقین و ترغیب فرمائی گئی ہے۔ علاوہ ازیں مندرجہ بالا احادیث میں سے حدیث شریف نمبر تین میں ''اُطۡلُبُوا الۡخَيۡرَ دَهۡرَكُمۡ كُلَّهُ'' یعنی ''**ہر وقت ہر گھڑی عمر بھر خیر مانگے جاؤ**'' کے مبارک الفاظ وارد ہیں۔ جس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ ہر وقت اور ہر پل صراحۃً اس میں داخل ہیں۔ اس میں نماز جنازہ سے پہلے یا بعد کے سب اوقات شامل ہیں۔ لہذا جس وقت بھی دعا کی جائے بلا شک وشبہ اس کی اجازت ہے اور اس میں بھلائی ہے۔ تو جب

Marfat.com

تک کسی خاص دعا مانگنے کی شریعت مطہرہ میں ممانعت وارد اور ثابت نہ ہو، تب تک اس کا انکار کرنا شریعت مطہرہ پر زیادتی ہے۔

ضروری نکتہ:

نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنے کی ممانعت کرنے والا گروہ اور خصوصاً منافقین زمانہ عوام الناس کو بہکانے کی فاسد غرض اور اپنے باطل دعوے کے ثبوت کے لئے ملت اسلامیہ کے عظیم الشان ائمہ کی کتب معتبرہ ومعتمدہ کی کچھ عبارتیں پیش کرتے ہیں اور ان عبارات کے من چاہے معنی اور تاویلات کرکے بے پڑھے اور سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔

نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنے کی ممانعت کے ثبوت میں منافقین زمانہ جو دلائل پیش کرتے ہیں، وہ حسب ذیل ہیں۔

(۱) ''لَایَقُوْمُ دَاعِیًا لَهٗ''

ترجمہ: ''میت کے لئے دعا کرتے ہوئے نہ ٹھہرے۔''

حوالہ:- جامع الرموز، فصل فی الجنائز، ناشر، مکتبہ اسلامیہ، ایران، جلد۱، ص ۲۸۳

(۲) ''لَایَقُوْمُ بِالدُّعَاءِ بَعْدَ صَلَاةِ الْجَنَازَةِ''

ترجمہ: ''نماز جنازہ کے بعد دعا کے لئے نہ ٹھہرے۔''

حوالہ:- قنیہ، باب الجنائز، ص ۵۶

(۳) ''قائم نشود بعد از نماز برائے دعا''۔

ترجمہ: ''نماز کے بعد دعا کے لیے نہ ٹھہرے۔''

حوالہ:- کشف الغطاء، فصل ششم، نماز جنازہ، مطبوعہ: مطبع احمدی، دهلی ص ۴۰

Marfat.com

مندرجہ بالا حوالے پیش کر کے منافقین زمانہ اپنے دعوی کی دلیل میں گرجتے ہیں۔ اور مندرجہ بالا عبارات میں جو لفظ '' لَا یَقُوم '' یعنی '' **کھڑا نہ رہے** '' سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ نماز جنازہ کے بعد کھڑے ہو کر دعا نہ کرنا چاہیئے۔ یا دعا کرنے کے لئے کھڑا نہ رہنا چاہیئے۔

اب ہم اللہ تعالیٰ کی مدد اور عنایت سے منافقین زمانہ کی پیش کردہ دلیلوں کا بطلان کرنے کی سعی کرتے ہیں۔

- چند دلائل پیش خدمت ہیں۔

دلیل نمبر: ۱

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَ قُعُوْدًا وَعَلٰی جُنُوْبِهِمْ

(سورة آل عمران، آیت نمبر ۱۹۱)

ترجمہ: '' جو اللہ کی یاد (ذکر) کرتے ہیں، کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے۔ ''

(کنز الایمان)

اس آیت کریمہ میں نیک بندوں کی صفت یہ بتائی گئی ہے کہ وہ کھڑے، بیٹھے اور لیٹے ہوئے اللہ تبارک وتعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں۔ تو ثابت ہوا کہ کھڑے ہو کر اللہ تبارک و تعالیٰ کا ذکر کرنا محبوب ومطلوب اور مندوب ہے۔

دلیل نمبر: ۲

منافقین زمانہ فقہ کی مشہور و معروف کتاب کشف الغطاص ۴۰ کا حوالہ جو ہم نے پچھلے صفحوں میں پیش کیا ہے، اسے بڑے ہی زور وشور سے پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ اسی کشف الغطا کتاب کے اسی صفحہ نمبر ۴۰ پر نماز جنازہ سے پہلے بھی دعا کرنے کی ممانعت

Marfat.com

کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ''وپیش از نماز نیز بہ دعا نہ ایستد''۔

یعنی ''اور نماز سے پہلے بھی دعا کے لئے نہ کھڑا ہو۔''

لو صاحب! اب نماز سے پہلے بھی دعا کرنی منع ہوگئی۔ یہ تو صرف ظاہری معنی پر محمول بات ہے، لیکن ملت اسلامیہ کے عظیم ائمہ کے کلام اور جملوں کو بنظر عمق اور گہری سوچ سے دیکھا، پڑھا اور سمجھا جائے تو ان حضرات کے بیان کردہ احکام عظیم حکمتوں، مصلحتوں اور اتباع سنت کے حامل ہوتے ہیں۔ چند نکات پیش خدمت ہیں۔

تنبیہ:

نماز جنازہ کے بعد دعا کے لیے ٹھہرنے کی جو ممانعت فرمائی گئی ہے، وہ نماز کے بعد صفوں کو بدستور قائم رکھتے ہوئے اور اسی صف بندی کی ہیئت پر دعا کرنے پر ہے۔ نماز جنازہ کا سلام پھیرنے کے بعد صفوں کو توڑ کر، منتشر ہوکر قلیل دعا کے لئے ٹھہرنے میں اصلاً کوئی حرج نہیں، صفوں کو توڑے بغیر بدستور صف قائم رکھتے ہوئے اگر نماز کے بعد ٹھہرا جائے گا، تو یہ ٹھہرنا نماز میں زیادتی کا شبہ پیدا کرے گا، یعنی شاید کوئی یہ سمجھ لے کہ نماز جنازہ کے سلام پھیرنے کے بعد اس طرح صفیں قائم رکھ کر دعا کے لئے ٹھہرنا بھی نماز جنازہ کا ایک حصہ ہے۔ اس نکتہ کو اچھی طرح سمجھنے کے لئے ایک وضاحت ضروری ہے، جو ناظرین کی ضیافت طبع کی خاطر پیش خدمت ہے۔

وضاحت:

صحیح مسلم شریف میں ہے کہ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے جمعہ کی نماز پڑھی اور امام کے سلام پھیرنے پر ہی فوراً سنتیں پڑھنے کھڑے ہوگئے، حضرت امیر معاویہ نے انہیں بلا کر فرمایا:

Marfat.com

''لَا تَعُدْ لِمَا فَعَلْتَ إِذَا صَلَّيْتَ الْجُمُعَةَ فَلَا تَصِلْهَا الصَّلَاةَ حَتّٰى تُكَلِّمَ أَوْ تَخْرُجَ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَنَا بِذٰلِكَ أَنْ لَا نُوْصِلَ صَلٰوةً بِصَلٰوةٍ حَتّٰى نَتَكَلَّمَ أَوْ نَخْرُجَ۔''

ترجمہ: ''اب ایسا نہ کرنا، جب جمعہ پڑھو، تو اسے دیگر نماز سے نہ ملاؤ، یہاں تک کہ بات کرو، یا اس جگہ سے ہٹ جاؤ کہ ہمیں حضور اقدس ﷺ نے حکم فرمایا کہ ایک نماز دوسری نماز سے نہ ملائیں، یہاں تک کہ کچھ گفتگو کریں یا جگہ سے ہٹ جائیں۔''

حوالہ:- صحیح مسلم، کتاب الجمعہ، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، کراچی، جلد ۱، ص ۲۸۸

اس حدیث شریف کے ضمن میں امام اجل، علامہ علی بن سلطان محمد ہروی قاری مکی المعروف بہ ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری (المتوفی ۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں:

''وَ يَحْتَمِلُ أَنَّ ذِكْرَ الْجُمُعَةِ بَعْدَ حُصُوْلِ الْوَاقِعَةِ لِلتَّاكِيْدِ الزَّائِدِ فِيْ حَقِّهَا، لَاسِيَمَا وَ يُوْهِمُ أَنَّهُ يُصَلِّي أَرْبَعًا وَ أَنَّهُ الظُّهْرُ، وَ هٰذَا فِي مُجْتَمَعِ الْعَامِّ سَبَبُ لِلْإِيْهَامِ (فَلَا تُصِلْهَا بِصَلٰوةٍ حَتّٰى تُكَلِّمَ)''

ترجمہ: ''اور ہوسکتا ہے کہ جمعہ کا ذکر اس لئے ہو کہ اس کے بارے میں زیادہ تاکید ہے، خصوصاً اس میں یہ وہم ہوسکتا ہے کہ وہ چار رکعت ظہر پڑھ رہا ہے اور یہ فعل مجمع عام میں وہم پیدا کرنے کا سبب ہوگا۔'' (تو اسے دیگر نماز سے نہ ملاؤ یہاں تک کہ کلام کرلو)

حوالہ:- مرقاۃ شرح مشکوۃ، باب السنن و فضائلها، مطبوعہ، مکتبہ امدادیہ، ملتان، جلد ۳، ص ۱۱۹

مندرجہ بالا حدیث شریف اور اس کی شرح سے یہ بات ثابت ہوئی کہ جمعہ کی نماز پوری ہونے پر فوراً کھڑے ہو کر سنتیں پڑھنے میں عوام الناس کو یہ وہم پیدا ہوسکتا ہے کہ یہ

Marfat.com

شخص چار رکعت احتیاطی ظہر پڑھ رہا ہے اور عوام کے اس وہم اور شبہ سے بچنے کے لئے یہ تاکید فرمائی گئی ہے کہ نماز جمعہ ختم ہوتے ہی فوراً دوسری نماز شروع مت کرو بلکہ کچھ بات چیت کرلو، یا اس جگہ سے ہٹ کر دوسری جگہ پر سنت وغیرہ پڑھو، تاکہ کسی کو یہ شبہ نہ ہو کہ یہ شخص چار رکعت ظہر پڑھ رہا ہے۔

تو جب جمعہ کی نماز کے بعد فوراً دوسری نماز یعنی جمعہ کی دو رکعت فرض کے سلام پھیرنے کے بعد فوراً سنت نماز پڑھنے سے عوام کو وہم اور شبہ پیدا ہوسکتا ہے، تو نماز جنازہ کے سلام کے بعد صفوں کو بدستور قائم رکھ کر دعا کے لئے ٹھہرنے سے بھی یہ وہم ہوسکتا ہے کہ سلام پھیرنے کے بعد دعا کے لئے ٹھہرنا بھی نماز کا ایک حصہ ہے۔

حالانکہ نماز جمعہ ہر ہفتہ پڑھنے کا شرف حاصل ہوتا ہے اور جمعہ کی نماز پڑھنے والے ہر نمازی کو اچھی طرح معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کی نماز میں صرف دو رکعت ہی فرض ہیں، جب کہ نماز جنازہ ہر ہفتہ پڑھنے کا موقع نہیں ملتا، بلکہ کبھی کبھی نماز جنازہ پڑھنے کا موقع میسر ہوتا ہے۔ تو جب ہر ہفتہ پڑھی جانے والی نماز جمعہ کے سلام پھیرنے کے بعد فوراً دیگر نماز پڑھنے سے وہم اور شبہ پیدا ہوتا ہے، تو کبھی کبھی پڑھی جانے والی جنازے کی نماز کے سلام پھیرنے کے بعد صفوں کو بدستور قائم رکھ کر دعا کے لئے ٹھہرنے سے وہم اور شبہ پیدا ہونے کے زیادہ امکانات ہیں۔

لہذا جس طرح نماز جمعہ (فرض) کے بعد کچھ کلام کرنے سے یا جس جگہ کھڑے ہو کر نماز جمعہ کے فرض پڑھے ہوں، اس جگہ سے ہٹ کر دوسری جگہ پر سنتیں پڑھنے سے نماز میں زیادت کا وہم اور گمان نہیں ہوگا، اسی طرح نماز جنازہ کے سلام پھیرنے کے بعد صفوں کو توڑ کر اور منتشر ہو کر کچھ دیر کے لئے دعا کے لئے ٹھہرنے سے بھی نماز میں اضافہ کا

Marfat.com

وہم اور گمان نہیں ہوگا، لہذا صفوں کو توڑ کر منتشر ہو کر کچھ دیر کے لیے قلیل دعا کے لیے ٹھہرنے میں اصلاً کوئی حرج نہیں۔

امام احمد رضا محقق بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں کہ:

''لا جرم معنی یہ ہیں کہ نماز جنازہ کے بعد اسی ہیئت پر بدستور صفیں باندھے وہیں کھڑے ہوئے دعا نہ کریں کہ زیادت فی الصلاۃ سے مشابہت نہ ہو۔''

حوالہ:- (۱) فتاوی رضویه جلد، ٤، ص ۲۸

(۲) فتاوی رضویه (مترجم) جلد ۹، ص ۲۵۰

وضاحت:

نماز جنازہ کے بعد طویل دعا کے لئے ٹھہرنے کی ممانعت میں ایک حکمت یہ بھی ہے:

''فی الواقع نماز کے علاوہ کسی دعائے طویل کی غرض سے تجہیز جنازہ کو درنگ و تعویق میں ڈالنا شرع مطہر ہرگز پسند نہ فرمائے گی، تکثیر دعا بیشک محبوب ہے مگر اس کے لئے تعویق مطلوب نہیں، جس طرح جنائز پر تکثیر جماعت قطعاً مطلوب ہے، مگر اس کے لئے تاخیر مطلوب نہیں۔''

حوالہ:- (۱) فتاوی رضویه، جلد ٤، ص ۲۷

(۲) فتاوی رضویه (مترجم) جلد ۹، ص ۲٤۷

مندرجہ بالا عبارت کا مطلب یہ ہے کہ نماز جنازہ کے علاوہ طویل یعنی لمبی دعا کے لئے ٹھہر کر میت کو دفن کرنے میں دیر کرنا شریعت مطہرہ میں ناپسندیدہ ہے، دعا کی کثرت بے شک محبوب ہے مگر اس محبوب کام کے لئے دفن میں تاخیر کرنا اچھا نہیں، جس طرح نماز جنازہ پڑھنے والوں کی تعداد زیادہ ہونا یقیناً مطلوب ہے لیکن لوگوں کو جمع

Marfat.com

کرنے کے لئے دیر کرنا اچھا نہیں ہے۔

کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ: جب تم میں کوئی مرے تو اسے نہ روکو اور جلدی دفن کے لئے لے جاؤ، لہذا میت کے غسل، نماز اور دفن میں جتنی ہو سکے جلدی کرنی چاہیئے۔

اکثر مقامات میں یہ دیکھا گیا ہے کہ اگر کسی کا جمعہ کی شب میں یا جمعہ کی صبح کو انتقال ہو جاتا ہے، اس کے رشتہ دار اور احباب اس کے کفن دفن میں اس غرض سے دیر کرتے ہیں کہ آج جمعہ کا دن ہے، لہذا جمعہ کی نماز کے بعد نماز جنازہ ہو، تا کہ زیادہ لوگ نماز جنازہ میں شریک ہوں، ایسا کرنا مکروہ ہے۔

تنویر الابصار میں ہے:

”کُرِهَ تَأْخِيرُ صَلَاتِهِ وَ دَفْنِهِ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ جَمْعٌ عَظِيمٌ بَعْدَ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ“

ترجمہ: ”اس خیال سے کہ نماز جمعہ کے بعد ایک عظیم جماعت نماز جنازہ میں شریک ہوگی، نماز جنازہ اور دفن میں تاخیر کرنا مکروہ ہے۔“

حوالہ:- در مختار شرح تنویر الابصار، باب صلوۃ الجنائز، مطبوعہ، مطبع مجتبائی، دھلی جلد ۱، ص ۱۲٤

ناظرین کرام غور فرمائیں کہ اس نیت سے کہ میت کی نماز اور دفن میں زیادہ سے زیادہ لوگ شریک ہوں، نماز جنازہ کو جمعہ کی نماز تک موخر کرنا بھی مکروہ ہے۔ حالانکہ کثرت نمازی کے سبب میت کی مغفرت کی امید کی جاسکتی ہے، ایسا امید بھرا کام بھی صرف دفن میں تاخیر ہونے کی وجہ سے مناسب نہیں، تو نماز جنازہ کے بعد طویل دعا کی وجہ سے دفن میں دیر ہونا کیونکر مناسب ہوسکتا ہے۔ شریعت مطہرہ میں تجہیز یعنی میت کو

Marfat.com

جلدی دفن کرنے کی تاکید فرمائی گئی اور بے ضرورت شرعیہ یا عذر معقول کے بغیر اس کی تاخیر کی ممانعت فرمائی گئی۔ لہذا نماز جنازہ کے بعد طویل دعا نہ کرنا چاہیئے بلکہ مختصر دعا کر کے میت کو جلد از جلد دفن کرنے کے لئے قبر کی جانب لے جانا چاہیئے۔

وضاحت:

کشف الغطاء اور دیگر کتب میں جہاں نماز جنازہ سے پہلے بھی دعا کرنے کی ممانعت فرمائی گئی ہے، اس سے مراد یہی ہے کہ دعا کی کثرت کی وجہ سے نماز جنازہ میں دیر ہوگی اور نتیجتاً دفن میں تاخیر ہوگی۔ ہاں اگر ایسی صورت ہے کہ دعا کی وجہ سے نماز اور دفن میں تاخیر نہ ہوگی، مثلاً ابھی میت کو غسل دے رہے ہیں یا میت کا ولی اقرب کہیں گیا ہوا ہے اور اس کے آنے کا انتظار ہے، تو اس وقت نماز سے پہلے طویل دعا کر سکتے ہیں، اسی طرح نماز کے بعد ایسی صورت پیدا ہوئی مثلاً نماز تو ہوگئی ہے لیکن ابھی قبر تیار نہیں ہے ، تو جب تک قبر تیار ہو رہی ہے، تب تک میت کے لئے طویل دعا مانگنے میں کوئی حرج نہیں اور ایسی صورت کو ملحوظ رکھتے ہوئے ملت اسلامیہ کے عظیم علماء نے دعا مانگنے کی اجازت مرحمت فرمائی ہے۔

"فاتحه و دعا برائے میت پیش از دفن درست است۔"

ترجمہ: "میت کے لئے دفن سے پہلے فاتحہ و دعا درست ہے۔"

حوالہ:- کشف الغطا، فصل ششم، نماز جنازہ، مطبوعه مطبع احمدی، دهلی، ص ۴۰

مندرجہ بالا عبارت میں صاف لکھا ہے کہ دفن سے پہلے فاتحہ و دعا درست ہے، اس عبارت سے مسئلہ بالکل صاف ہوگیا کہ نماز جنازہ سے پہلے اور بعد میں دونوں وقت دعا کرنا درست ہے کیونکہ نماز جنازہ سے پہلے اگر دعا کی جائے گی تو وہ دعا دفن سے پہلے

کی گئی دعا ہوگی اور اگر نماز جنازہ کے بعد کی جائے گی، تو وہ دعا بھی دفن سے پہلے کی گئی دعا میں شمار ہوگی اور کشف الغطاء کی مندرجہ بالا عبارت میں دفن سے پہلے فاتحہ اور دعا کی صاف لفظوں میں اجازت لکھی ہوئی ہے۔

اب تین حوالے پیش خدمت ہیں۔

حوالہ:ا

مسلم شریف اور بخاری شریف میں ہے کہ حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے نعش مبارک حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گرد ہجوم کیا اور چاروں طرف سے احاطہ کر کے کھڑے ہوئے، امیر المومنین شہید کے لئے دعائیں کرتے رہے، یہاں تک کہ امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم بھی اس مجمع میں امیر المومنین شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دعا میں شریک ہوئے۔

صحیح بخاری شریف و صحیح مسلم شریف میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے:

''وَ اللَّفظُ لِمُسلِمٍ وُضِعَ عُمَرُ بنُ الخَطَّابِ عَلٰی سَرِيرِهِ فَتَكَفَّنَهُ النَّاسُ يَدعُونَ وَ يُثنُونَ وَ يُصَلُّونَ عَلَيهِ قَبلَ أَن يُرفَعَ، وَأَنَا فِيهِم قَالَ فَلَم يَدعُنِي إِلَّا رَجُلٌ قَد أَخَذَ بِمَنكَبِي مِن وَّرَائِي فَالتَفَتُّ إِلَيهِ فَإِذَا هُوَ عَلِيٌّ فَتَرَحَّمَ عَلٰی عُمَرَ وَ قَالَ مَا اَخلَفتَ أَحَدًا أَحَبَّ إِلَيَّ أَن أَلقَى اللّٰهَ بِمِثلِ عَمَلِهِ مِنكَ وَ أَيمُ اللّٰهِ إِن كُنتُ لَأَظُنُّ أَن يَّجعَلَكَ اللّٰهُ مَعَ صَاحِبَيكَ وَفِي رِوَايَةٍ لِلبُخَارِي قَالَ: إِنِّي لَوَاقِفٌ فِي قَومٍ يَدعُونَ اللّٰهَ لِعُمَرَ بنِ الخَطَّابِ وَ قَد وُضِعَ عَلٰی سَرِيرِهِ إِذَا رَجُلٌ مِن خَلفِي قَد وَضَعَ مِرفَقَهُ عَلٰی مَنكِبِي يَقُولُ رَحِمَكَ اللّٰهُ إِن كُنتُ لَأَرجُو أَن يَّجعَلَكَ اللّٰهُ مَعَ

Marfat.com

صَاحِبَيْكَ (الحديث) .

ترجمہ: ''امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنازہ رکھا تھا، لوگ چار طرف سے احاطہ کئے ہوئے ان کے لئے دعا و ثنا میں مشغول تھے ۔ میں بھی انہیں دعا کرنے والوں میں کھڑا تھا، ناگاہ ایک شخص نے پیچھے سے آ کر میرے شانے پر کہنی رکھی میں نے پلٹ کر دیکھا تو علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ تھے، جنازہ شریف کی طرف مخاطب ہو کر بولے: اللہ آپ پر رحم فرمائے آپ نے اپنے بعد کوئی ایسا نہ چھوڑا جو مجھے آپ سے زیادہ پیارا ہو کہ میں اس کے جیسا عمل کر کے اللہ تعالیٰ سے ملوں، اور خدا کی قسم مجھے امید واثق تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں صاحبوں سید المرسلین ﷺ و امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رفاقت نصیب فرمائے گا۔''

حوالہ:- (۱) فتاوی رضویہ (مترجم) جلد ۹، ص ۲۳۶

(۲) بذل الجوائز علی الدعاء بعد الصلوة الجنائز، مطبوعہ یونائیٹیڈ انڈیا پریس، لکھنؤ، ص ۵

حوالہ:۲

حضور اقدس، رحمت عالم ﷺ سے نماز جنازہ کے بعد دعا کرنی ثابت ہے، بلکہ خود حضور پر نور سید عالم ﷺ اور حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے نماز جنازہ سے پہلے اور نماز جنازہ کے بعد دونوں وقت میت کے لئے دعا فرمانا اور اس کا حکم دینا ثابت ہے، بلکہ حضور اقدس ﷺ کے نماز جنازہ پڑھنے والے کے حق میں بھی نماز جنازہ کے بعد دعا فرمائی ہے۔

''عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِذَا حَضَرْتُمُ الْمَرِيْضَ أَوِ الْمَيِّتَ فَقُوْلُوْا إِذَا خَيْرًا فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُؤَمِّنُوْنَ

عَلٰی مَا تَقُوْلُوْنَ وَ هُوَ عَنْهَا رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰی اَبِیْ سَلَمَةَ وَ قَدْ شَقَّ بَصَرُهٗ فَاَغْمَضَهٗ (اِلٰی اَنْ قَالَتْ) ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَبِیْ سَلَمَةَ وَارْفَعْ دَرَجَتَهٗ فِی الْمَهْدِیِّیْنَ وَاخْلُفْهُ فِیْ عَقَبِهٖ فِی الْغَابِرِیْنَ وَاغْفِرْ لَنَا وَ لَهٗ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ وَافْسَحْ لَهٗ فِیْ قَبْرِهٖ وَنَوِّرْ لَهٗ فِیْهِ۔"

ترجمہ: "امام مسلم حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب تم بیمار یا میت کے پاس آؤ تو اچھی بات بولو، اس لئے کہ ملائکہ تمہاری بات پر آمین کہتے ہیں۔ وہی امام، انہی ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی ہیں وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ابو سلمہ کی وفات پر تشریف لائے تو ابھی ان کی آنکھ کھلی ہوئی تھی سرکار نے دعا کی، اے اللہ ابو سلمہ کو بخش دے اور ہدایت یافتہ لوگوں میں اس کا درجہ بلند فرما اور پسماندگان میں اس کا نیک بدل عطا فرما، اور ہمیں اور اسے اپنی رحمت سے چھپا، اس کی قبر کشادہ فرما دے اور اس کے لئے اس میں روشنی و نور پیدا فرما۔"

حوالہ:- فتاوی رضویه، جلد۹، ص۲۲٦

حوالہ:۳

دار قطنی نے مرفوعاً روایت کی ہے:

"عَنْ أَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ: أُتِیَ النَّبِیُّ ﷺ بِجَنَازَةٍ فَلَمَّا قَامَ یُکَبِّرُ سَأَلَ النَّبِیُّ ﷺ هَلْ عَلٰی صَاحِبِکُمْ دَیْنٌ؟ قَالَ: نَعَمْ، دِیْنَارَانِ۔ فَعَدَلَ النَّبِیُّ ﷺ عَنْهُ وَقَالَ صَلُّوْا عَلٰی صَاحِبِکُمْ، فَقَالَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ دَیْنُهٗ عَلَیَّ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَرِیْءٌ مِنْهُمَا فَتَقَدَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَصَلّٰی عَلَیْهِ ثُمَّ قَالَ لِعَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ جَزَاکَ اللّٰهُ

خَیۡرًا۔ فَكَّ اللّٰهُ رِهَانَكَ كَمَا فَكَكۡتَ رِهَانَ اَخِيۡكَ اِنَّهٗ لَيۡسَ مِنۡ مَيِّتٍ يَمُوۡتُ وَعَلَيۡهِ دَيۡنٌ اِلَّا وَ هُوَ مُرۡتَهِنٌ بِدَيۡنِهٖ وَ مَنۡ فَكَّ رِهَانَ مَيِّتٍ فَكَّ اللّٰهُ رِهَانَهٗ يَوۡمَ الۡقِيَامَةِ فَقَالَ بَعۡضُ الۡقَوۡمِ يَا رَسُوۡلَ اللّٰهِ هٰذَا لِعَلِيٍّ خَاصَّةً اَمۡ لِلۡمُسۡلِمِيۡنَ عَامَّةً قَالَ بَلۡ لِلۡمُسۡلِمِيۡنَ عَامَّةً۔"

ترجمہ: "حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ حضور اقدس، رحمت عالم ﷺ ایک جنازہ پر تشریف لے آئے، جب آپ نماز جنازہ کی تکبیر دینے کھڑے ہوئے تو حضور اقدس ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے پوچھا کہ تمہارے صاحب (میت) پر کوئی قرض ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ ہاں! دو دینار کا قرض ہے۔ تو حضور اقدس ﷺ نماز جنازہ پڑھانے سے ہٹ گئے اور صحابہ کرام سے فرمایا اپنے صاحب پر تم نماز پڑھو (یعنی میں نہیں پڑھوں گا) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! اس کا قرض میرے ذمہ ہے۔ اور یہ قرض سے بری ہے (یعنی اس کا قرض میں ادا کردوں گا) تو حضور اقدس ﷺ آگے بڑھے اور اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بہتر جزا عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ تمہارا بوجھ اتارے، جس طرح تم نے اپنے بھائی کا بوجھ اتار دیا۔ اور جب کسی شخص کا انتقال ہوا اور اس پر قرض ہو اور وہ قرض کے بوجھ میں دبا ہو اور اگر کوئی شخص کسی میت کا بوجھ (قرض) اتارے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا بوجھ ہلکا فرمائے گا۔ اس ارشاد گرامی پر بعض صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا یہ فضیلت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے خاص ہے یا تمام مسلمانوں کے لیے عام؟ ارشاد فرمایا: ہاں! یہ سب مسلمانوں کے لیے عام ہے۔"

حوالہ:- (۱) فتح الباری شرح صحیح البخاری، جلد ۲، ص ۴۲۲

Marfat.com

(۲)کشف الغمه عن جمیع الامة، جلد۲، ص ۲۲ . مطبوعه : مصر

اس حدیث شریف سے تو صاف ثابت ہو گیا کہ حضور اقدس ﷺ نے نماز جنازہ پڑھنے والے کے لئے دعائے خیر فرمائی۔ اگر نماز جنازہ کے بعد دعا کرنا مطلقاً ممنوع ہوتا تو حضور اقدس، رحمت عالم ﷺ نماز جنازہ کے بعد دعائیہ کلمات ارشاد فرمانے کے لیے نہ ٹھہرتے، بلکہ سلام پھیرنے کے بعد جلدی جلدی میت کو اٹھا لینے کا حکم صادر فرماتے۔

مندرجہ بالا حدیث شریف کو پھر ایک مرتبہ بغور مطالعہ فرمائیں۔ اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ

(۱) نماز جنازہ کے بعد حضور اقدس ﷺ نے میت کے ساتھ احسان فرمانے والے حضرت مولیٰ علی مشکل کشا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے دعا فرمائی۔

(۲) صحابۂ کرام کو مخاطب فرما کر میت کے ساتھ احسان کرنے کی (قرض دار کا قرض ادا کرنے کی) فضیلت بیان فرمائی۔

(۳) اس فضیلت کو سن کر صحابۂ کرام میں سے بعض حضرات نے سرکار دو عالم ﷺ سے اس فضیلت کی وضاحت دریافت کی کہ یہ فضیلت صرف علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے خاص یا سب مومنین کے لیے عام؟۔

(۴) صحابۂ کرام کے دریافت کرنے پر حضور اقدس ﷺ نے وضاحت فرمائی کہ یہ فضیلت سب مسلمانوں کے لیے عام ہے۔

ناظرین کرام غور فرمائیں نمبر ۱ سے نمبر ۴ تک جو تفصیل ہم نے بتائی ہے، اس میں وقت صرف ہوا یا نہیں؟ اتنی دیر کے لئے خود مالک کونین ﷺ اور جاں نثار صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نماز جنازہ کے بعد ٹھہرے رہے یا نہیں؟ اتنی دیر کے لیے میت کو دفن کی تاخیر ہوئی یا نہیں؟ جواب صاف ہے کہ ہاں! مگر یہ تاخیر طویل وقت تک نہ ہوئی بلکہ مختصر وقت

Marfat.com

کے لیے ہوئی۔ اور اتنی دیر دعا کے لیے ٹھہرنا شرعاً ممنوع نہیں۔

نماز جنازہ کے بعد دعا کرنا مسنون

معتبر کتابوں کے حوالے:

(۱) وَقَدِ اخْتَارَ بَعْضُ مَشَایِخِنَا رَحِمَهُمُ اللّٰهُ مَا یُخْتَمُ بِهِ سَائِرُ الصَّلٰوةِ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ وَ قَالَ شَمْسُ الأَئِمَّةِ رَحِمَهُ اللّٰهُ هُوَ مُخَیَّرٌ بَیْنَ السُّکُوْتِ وَ الدُّعَاءِ وَ قَالَ بَعْضُهُمْ یُقْرَأُ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا الخ۔

ترجمہ: ''اور بے شک ہمارے بعض مشائخ کرام رحمۃ اللہ علیہم نے یہ اختیار فرمایا کہ سب نماز ختم ہونے کے بعد'' اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ '' یہ دعا مانگے۔ اور حضرت شمس الائمہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اسے اختیار ہے، چاہے خاموش رہے، چاہے تو دعا کرے۔ اور بعض علماء نے فرمایا کہ '' رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا'' یہ دعا آخر تک پڑھے۔''

(۲) کتاب مفتاح الصلوٰۃ، اور اس کے حواشی میں مندرجہ بالا تمام دعائیں لکھنے کے بعد یہ بھی لکھا ہے کہ'' اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ وَ اغْفِرْ لَنَا وَ لَهٗ'' بھی پڑھے۔

(۳) ایسا ہی بحر ذخار اور نہر فایق جیسی معتبر کتابوں کے حوالے سے کتاب زاد الآخرت میں صاحب کتاب نے نقل فرما کر اسے مستحب لکھا ہے۔

الحاصل!

یہاں تک کی ہماری گفتگو کا ماحصل یہ ہے کہ:

(۱) نماز جنازہ کے بعد اسی ہیئت پر صفیں باندھ کر دعا نہ کرنی چاہیے۔ کیونکہ صفیں اسی

ہیئت پر قائم رکھ کر دعا کے لیے ٹھہرنے میں کسی کو یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ اس طرح اب ٹھہرنا بھی نماز کا ایک حصہ ہے۔ لہٰذا نماز جنازہ کے بعد صفیں توڑ کر اور منتشر ہو کر مختصر دعا کرنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ اس طرح دعا کرنا مستحب اور حکم کیا ہوا ہے۔

(۲) نماز جنازہ کے بعد طویل دعا نہ کرنی چاہیئے کیونکہ زیادہ دیر تک دعا کے لیے ٹھہرنے کی وجہ سے میت کو دفن کرنے میں تاخیر ہو گی۔ لہٰذا مختصر سی دعا کرنے میں شرعاً کوئی مضائقہ نہیں۔

ایک اہم نکتہ کی طرف بھی قارئین کرام توجہ فرمائیں کہ نماز جنازہ کے بعد مختصر دعا کے لئے ٹھہرنے کا عمل پوری دنیا کے علماء و صلحاء اور عامۃ المسلمین ابتدائے اسلام سے کرتے آئے ہیں اور اس فعل کے مناسب ہونے میں کسی کو کلام نہیں کیونکہ یہ فعل احادیث کریمہ سے ثابت بلکہ مامور بہ ہے۔ علاوہ ازیں اس فعل میں میت کا اخروی فائدہ بھی ہے اور دنیوی فائدہ بھی ہے۔ اخروی فائدہ یہ ہے کہ مسلمانوں کی ایک جماعت میت کے لیے مغفرت کی دعا مانگ رہی ہے اور اس دعا کے قبول ہونے سے میت کی مغفرت عذاب سے نجات اور رحمتوں کے حصول کی امید ہے۔

دنیوی فائدہ یہ ہے کہ اس میں میت کی توقیر و عزت ہے اور اس کو جلدی جلدی چار تکبیریں بول کر فی الفور اٹھا کر مثل وہابی مردہ کی طرح ڈال دینے میں اس کی تحقیر اور بے عزتی ہے۔ اگر صرف جلدی جلدی دفن کر دینے میں ہی میت کی عزت اور توقیر ہوتی تو صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تین دن تک حضور اقدس ﷺ کے مبارک جسم اقدس کو دفن کیے بغیر نہ رکھتے بلکہ فوراً دفنا دیتے۔

اور یہاں یعنی عامۃ المسلمین کے لئے نماز جنازہ کے بعد دعا میں تین دن تو کیا

Marfat.com

صرف تین منٹ بھی صرف نہیں ہوتے۔ مختصر سی دعا ہوتی ہے، جو ایک منٹ سے بھی کم وقت میں پوری ہو جاتی ہے۔ لیکن ہائے افسوس! منافقین زمانہ کی عقلوں پر پتھر پڑ گئے ہیں کہ صرف ایک منٹ سے بھی کم وقت میں کی جانے والی نماز جنازہ کے بعد کی دعا سے روکتے ہیں اور روکنے میں ایسی شدت اور سختی کرتے ہیں کہ بات فتنہ اور فساد تک پہنچ جاتی ہے۔ اور کبھی کبھی ایسی لڑائی ہو جاتی ہے کہ گھنٹوں تک میت دفن کیے بغیر پڑی رہتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے مردوں کو معزز مہمان کی طرح عزت و توقیر کے ساتھ وداع کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں اپنے رخصت ہونے والے مہمان کو دعا اور فاتحہ کے تحفے دینے کی سعادت نصیب فرمائے۔ آمین۔

Marfat.com

13

تیرھواں باب

دفن و قبر کا بیان

میت کو کیسے دفن کریں؟

مسئلہ:

میت کو دفن کرنا فرض کفایہ ہے۔اور دفن کرنے سے مراد یہ ہے کہ زمین میں گڑھا کھود کر اس میں میت کو رکھ کر اوپر سے پاٹ دینا۔اور یہ جائز نہیں کہ میت کو زمین کے اوپر رکھ کر چاروں طرف سے دیواریں قائم کر کے بند کر دیں۔المختصر! دفن کے معنی یہ ہوئے کہ میت زمین کے اوپر نہ رکھی جائے بلکہ زمین کے اندر رکھ کر چھپا دی جائے۔

حوالہ:- عالمگیری، ردالمحتار، بہار شریعت، حصہ ٤، ص ١٦٠

مسئلہ:

جس جگہ یا جس مکان یا کمرہ میں انتقال ہوا ہو، اسی جگہ دفن نہ کریں، کیونکہ یہ صرف انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے لئے خاص ہے۔لہذا میت کو مسلمانوں کے قبرستان میں ہی دفن کریں۔اس کے لئے کوئی خاص مدفن نہ بنائیں۔ (حوالہ:-ایضاً)

مسئلہ:

قبر کی لمبائی، چوڑائی، اور گہرائی حسب ذیل ہونی چاہیئے:

- لمبائی : میت کے قد کے برابر ہونی چاہیئے۔
- چوڑائی : میت کے آدھے قد جتنی ہونی چاہیئے۔
- گہرائی : (۱) میت کے آدھے قد برابر
  (۲) بہتر یہ ہے کہ گہرائی بھی میت کے قد کے برابر ہو۔
  (۳) درمیانی درجہ یہ ہے کہ میت کے پاؤں سے لے کر سینہ تک جتنا ناپ ہو، اتنی گہری ہو۔

حوالہ:- (١) بجر الرائق، جلد ٢، ص ١٩٣

Marfat.com

(۲) فتاوی عالمگیری، جلد۱،ص ۱۵۵

(۳)فتاوی فیض الرسول، جلد۱،ص ۴۵۱

(۴)بہار شریعت، حصہ۴،ص ۱۶۰

قبر کیسی ہو؟

قبر کو قد آدم بھر کھودنا بہتر ہے۔ اس میں دو فائدے ہیں۔ پہلا یہ کہ اگر میت کا جسم سڑتا ہے، تو اس کی بدبو نہیں پھیلے گی۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ قبر زیادہ گہری ہونے سے میت ''بجُّو'' نام کے گوشت خور جانور سے محفوظ ہوتی ہے۔ ''بجُّو'' ایک قسم کا گوشت خور جانور ہے، جو دن بھر بلوں میں چھپا رہتا ہے اور رات کو باہر نکلتا ہے۔ اس کی آنکھیں بہت چھوٹی ہوتی ہیں۔

نوٹ:

بجُّو نام کے گوشت خور جانور کو کاٹھیاواڑ گجرات وغیرہ کے علاقوں میں ''گورکھودیا'' (A"n;A] j"|) کہتے ہیں۔ اور اس جانور کو انگریزی میں Badger کہتے ہیں۔

■ قبر کو سینہ سے بھی زیادہ گہری کھودنا بہتر ہونے کے تعلق سے حوالے قارئین کرام کی ضیافت طبع کی غرض سے پیش خدمت ہیں:

● (۱) عالم جلیل، اشرف الفقہاء، علامہ امام عبدالعلی برجندی (المتوفی ۹۳۲ھ) فرماتے ہیں:

''وَیُحفَرُ القَبرُ نِصفَ القَامَۃِ أَوْإِلَی الصَّدرِ وَإِنْ زِیدَ کَانَ حَسَنًا لِأَنَّہُ أَبلَغُ فِی مَنعِ الرَّائِحَۃِ وَدَفعِ السِّبَاعِ''

ترجمہ: ''قبر آدھے قد کے برابر کھودی جائے یا سینہ تک، اور اگر زیادہ ہو تو مستحب

Marfat.com

ہے۔اس لئے کہ بو(مہک) سے بچنے اور درندوں سے محفوظ رکھنے میں یہ مقدار زیادہ بہتر ہے۔"

حوالہ:- شرح النقایہ، جلد ۱، ص ۱۳۸

● (۲) محقق جلیل، امام اجل، سرتاج فقہاء، حضرت علامہ علاء الدین محمد بن علی دمشقی حصکفی (المتوفی ۱۰۸۸ھ) فرماتے ہیں:

"حُفِرَ قَبْرُهُ مِقْدَارَ نِصْفِ قَامَةٍ فَإِنْ زَادَ فَحَسَنٌ"

ترجمہ: "میت کی قبر نصف قد کے برابر کھودی جائے، اگر زیادہ ہو، تو بہتر ہے۔"

حوالہ:- درمختار، باب صلوۃ الجنائز، مطبع مجتبائی، دھلی، جلد ۱، ص ۱۲۴

● (۳) خاتم المحققین، فخر الفقہاء، حضرت علامہ محمد امین بن عابدین شامی (المتوفی ۱۲۵۲ھ) فرماتے ہیں:

"وَ إِنْ زَادَ إِلٰى مِقْدَارِ قَامَةٍ فَهُوَ أَحْسَنُ كَمَا فِى الذَّخِيْرَةِ وَهٰذَا حَدُّ الْعُمْقِ وَ الْمَقْصُوْدُ مِنْهُ الْمُبَالَغَةُ فِى الرَّائِحَةِ وَنَبْشِ السِّبَاعِ"

ترجمہ: "اور اگر قبر کو زیادہ گہرا کر کے میت کے قد کے برابر کیا، تو زیادہ اچھا کیا۔اس طرح گہرا کرنے کا مقصد بو روکنے اور درندوں کے اکھاڑنے سے بچانے میں مبالغہ ہے۔"

حوالہ:- ردالمحتار، باب صلوۃ الجنائز، مطبوعہ مجتبائی، دھلی، جلد ۱، ص ۱۲۴

● (۴) شیخ اجل عاشق رسول، محقق علی الاطلاق، الشیخ شاہ عبدالحق محدث دہلی (المتوفی ۱۰۵۲ھ) فرماتے ہیں:

"اعماق درقبر سنت ست۔ زیرا کہ در وے صیانت میت ست از ضباع"

Marfat.com

ترجمہ: ''قبر کو گہری کرنا سنت ہے۔ اس لئے کہ اس میں میت کو گوشت خور جانور بجو سے بچانا ہے۔''

حوالہ:- اشعة اللمعات، جلد ۱، ص ۶۹۳

قبر کی قسمیں

قبر دو طرح کی بنائی جاتی ہے۔

(۱) لحد یعنی بغلی اور

(۲) شق یعنی صندوق

قبر کی پہلی قسم، لحد یعنی بغلی:

اس قسم کی قبر کو عوام کی اصطلاح میں ''بغلی'' کہا جاتا ہے۔ لحد یعنی بغلی قبر اس طرح بنائی جاتی ہے کہ زمین میں جہاں میت کو دفن کرنا ہو، وہاں پہلے صندوق نما گڑھا کھودا جاتا ہے پھر ایک کنارے قبلہ کی طرف کی دیوار میں میت کے رکھنے بھر جگہ کھود کر بنائی جاتی ہے۔ اس کی شکل حسب ذیل نقشہ کے مطابق ہوتی ہے۔ اس قسم کی قبر صرف سخت زمین میں ہی بن سکتی ہے۔ نرم، مٹی اور ریت والی زمین میں ایسی قبر نہیں بن سکتی بلکہ سخت زمین (Hard Rock) میں بھی ایسی قبر مشکل سے بنتی ہے۔

لحد یعنی بغلی قبر

مسئلہ:

لحد بنانا سنت ہے۔ حوالہ:- عالمگیری، بہار شریعت، حصہ ٤، ص ١٦٠

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لحد بنائی گئی تھی

حضور اقدس، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لحد قسم کی قبر کو پسند فرمایا ہے۔

لحد کی فضیلت میں ایک حدیث پیش خدمت ہے۔

حدیث:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''اَللَّحدُ لَنَا وَالشَّقُّ لِغَیرِنَا''

ترجمہ: ''ہمارے لیے لحد ہے اور ہمارے سوا دوسرے لوگوں کے لیے شق ہے۔''

حوالہ:- سنن ابی داؤد، الجزء الثانی، باب ٦٥، حدیث ٣٢١١، ص٥٥٦، الناشر: جمعیة المکنز الاسلامی، القاہرہ، مصر، مطبوعہ، جرمنی

حدیث:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پردہ (انتقال) فرمایا:

''کَانَ بِالمَدِینَةِ رَجُلٌ یَلحَدُ وَآخَرُ یَقبرُ فَقَالُوا نَستَخِیرُ رَبَّنَا وَنَبعَثُ إِلَیهِمَا فَأَیُّهُمَا سَبَقَ تَرَکنَاهُ فَأَرسِلَ إِلَیهِمَا فَسَبَقَ صَاحِبُ اللَّحدِ فَلَحَدُوا لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ''

ترجمہ: ''مدینہ میں ایک شخص لحد کھودتے تھے اور دوسرے شخص سیدھی قبر (شق) بناتے

Marfat.com

تھے۔ صحابۂ کرام (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) نے کہا کہ ہم خدائے تعالیٰ سے استخارہ کرتے ہیں اور دونوں کو بلاتے ہیں، جو پہلے آجائے گا، دوسرے کو چھوڑ دیں گے۔ تو لحد کھودنے والے صاحب پہلے تشریف لے آئے، تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے لحد کھودی گئی۔''

حوالہ:- سنن ابن ماجه، كتاب الجنائز، باب ٤٠، حديث ١٦٢٤، ص ٢٢٦،
الناشر: جمعية المكنز الاسلامی، القاهره، مصر، مطبوعه: جرمنی

قبر کی دوسری قسم، شق یعنی صندوق:

اس قسم کی قبر کو ''شق'' کہتے ہیں۔ صندوق یعنی شق قسم کی قبر بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ زمین میں جہاں میت کو دفن کرنا ہو، وہاں میت کے قد کے برابر طول (لمبائی) میں اور میت کے کم از کم نصف قد کے برابر عرض (چوڑائی) میں سیدھا گڑھا کھودا جاتا ہے اور میت کو سیدھا سیدھا اس میں اتار دیا جاتا ہے۔ اس قسم کی قبر کی شکل حسب ذیل نقشہ کے مطابق ہوتی ہے:

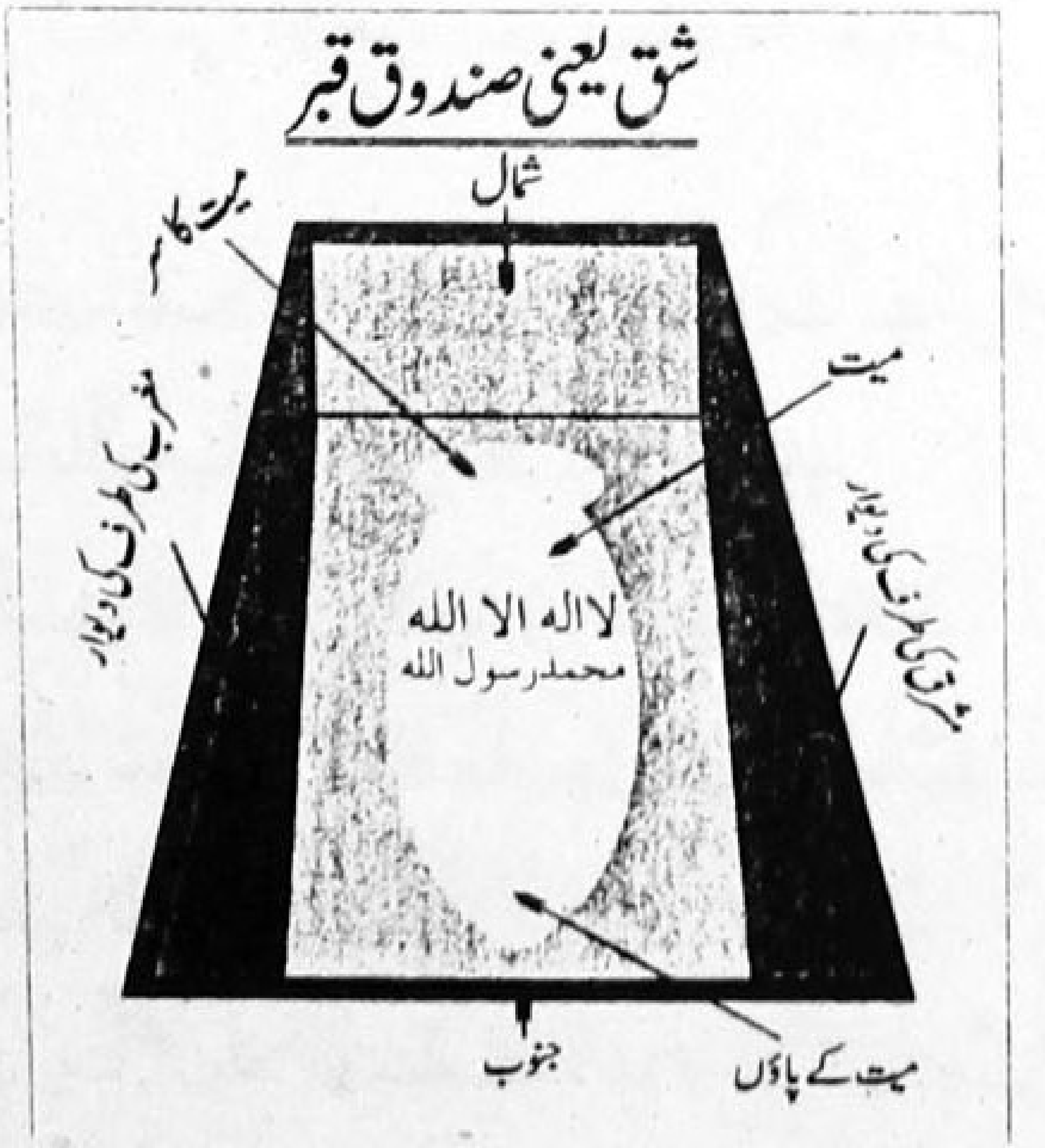

Marfat.com

لحد اور صندوق سے متعلق ضروری وضاحت

اب تک جن دو قسم کی قبروں ☆ لحد یعنی بغلی اور ☆ صندوق یعنی شق کے تعلق سے جو بحث کی گئی ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

(۱) لحد بنانا سنت ہے، واجب نہیں۔

(۲) اگر زمین نرم ہو اور اس زمین میں لحد نہ بن سکے، تو صندوق یعنی شق قسم کی قبر بنالی جائے۔

(۳) اگر ایسی زمین ہو، جہاں لحد بن سکتی ہو لیکن پھر بھی شق (صندوق) بنالی، تو جائز ہے، اگرچہ شق کے بجائے لحد بنانا بہتر ہے۔

(۴) لحد کی شکل کی قبر بنانی چونکہ مشکل ہے۔ اس لئے آسانی کو مدنظر رکھتے ہوئے شہروں میں عام طور پر شق (صندوق) شکل کی قبر بنائی جاتی ہیں۔ البتہ دیہاتوں میں اب بھی مستحب طریقہ پر قبر لحد ہی بنائی جاتی ہے۔

(۵) ائمہ ملت اسلامیہ کے نزدیک اگر زمین سخت ہو اور وہاں لحد بن سکے تو وہاں لحد افضل ہے اور جہاں زمین نرم ہو، لحد نہ بن سکے اور قبر کے منہدم ہونے (گرنے) کا اندیشہ ہو، وہاں شق (صندوق) افضل ہے۔

قبر اور دفن کے ضروری مسائل

مسئلہ:

قبر کے اندر چٹائی یا کوئی کپڑا اچھانا جائز نہیں کیونکہ بے سبب مال ضائع کرنا ہے۔ حوالہ:- درمختار اور بہار شریعت، حصہ ٤، ص ١٦٠

Marfat.com

مسئلہ:

تابوت یعنی میت کو کسی لکڑی وغیرہ کے صندوق میں رکھ کر دفن کرنا مکروہ ہے مگر جب ضرورت اور مجبوری ہو تو حرج نہیں۔ مثلاً: زمین بہت تر یعنی گیلی ہے، تو ایسی صورت میں تابوت میں میت کو رکھ کر دفن کر سکتے ہیں۔ اور اگر تابوت میں رکھ کر دفن کرنے کی صورت پیدا ہو، تو تابوت کے نیچے کے حصہ میں اندر کی جانب مٹی بچھا دیں اور دائیں بائیں نیز آگے پیچھے خام (کچی) اینٹیں لگا دیں اور اوپر کا حصہ کہگل یعنی بھوسا ملی مٹی سے بنائیں۔ تا کہ تابوت کے اندر کا حصہ مثل لحد کے ہو جائے۔ اور لوہے کا تابوت مکروہ ہے۔

حوالہ:- عالمگیری، صغیری، ردالمحتار، بہار شریعت، حصہ ٤، ص ١٦١

مسئلہ:

قبر کے اس حصہ میں کہ جو میت کے جسم سے قریب ہے، پکی اینٹ لگانا مکروہ ہے۔ کیونکہ اینٹ آگ سے پکائی جاتی ہے۔ قبر کے اوپر ہو تو مکروہ نہیں۔

حوالہ:- حلیۃ المجلی شرح منیۃ المصلی اور فتاوی رضویۃ (مترجم) جلد ٩، ص ٥١٩

مسئلہ:

کسی کی زمین میں مالک کی اجازت کے بغیر دفن کرنا حرام ہے۔ ایسا کرنے والے گنہگار ہیں۔ اور اگر میت نے ایسی وصیت کی تھی کہ چاہے مالک اجازت دے یا نہ دے، مجھے وہیں دفن کرنا، تو وہ میت بھی سخت گنہگار ہے۔ مالک زمین کو اختیار ہے کہ نعش نکال دے اور اپنی زمین خالی کر لے۔ یا نعش رہنے دے اور قبر کو زمین کے برابر ہموار کر کے اس پر جو چاہے بنائے، چلے، پھرے استعمال کرے۔ اس صورت میں قبر کی

Marfat.com

بے حرمتی کا کوئی وبال اس کے سر نہیں۔ قبر کے ادب واحترام کے تعلق سے جو احادیث کریمہ ہیں، وہ ایسی ناجائز قبر کے لیے نہیں ہیں۔ حضور اقدس، مالک کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ "لَیْسَ لِعِرْقِ ظَالِمٍ حَقٌّ"

ترجمہ: "کسی ظالم کی رگ کا کوئی حق نہیں۔"

حوالہ:-

(الف) مسئلہ بحوالہ: (۱) درمختار، باب صلوۃ الجنائز، مطبع مجتبائی، دھلی، جلد ۱، ص ۱۲۶

(۲) فتاوی رضویۃ (مترجم) جلد ۹، ص ۳۷۹

(۳) بھار شریعت، حصہ ٤، ص ۱٦۱

(ب) حدیث بحوالہ: سنن ابی داؤد، باب احیاء الاموات، مطبوعہ: آفتاب عالم پریس، لاھور، جلد ۲، ص ۸۱۔

Marfat.com

مسئلہ:

اپنے رشتہ دار اور اعزاء کی میت کو صالحین کی قبروں کے قریب دفن کرنے کی ممکن کوشش کرنی چاہیئے کیونکہ میت کو صالحین کے قرب کی برکت حاصل ہوتی ہے۔ اگر وہ میت معاذ اللہ عذاب کی مستحق بھی ہو، تو صالحین اس کی شفاعت کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں جو رحمت صالحین کے مزارات پر نازل ہوتی ہیں، اس گنہگار میت کو بھی گھیر لیتی ہیں۔ اسی لیے تو حدیث میں ارشاد ہے:

"اِدْفَنُوْا مَوْتَاکُمْ وَسْطَ قَوْمٍ صَالِحِیْنَ"

ترجمہ: "اپنے اموات کو اچھے لوگوں کے درمیان دفن کرو۔"

حوالہ:- الموضوعات لابن جوزی، باب دفن المیت فی جوار الصالحین، مطبوعہ: دار الفکر، بیروت، جلد ۲، ص ۲۳۷

■ ایک حدیث میں یہاں تک ارشاد ہے:

''هُمُ الْقَوْمُ لَایَشْقٰی بِهِمْ جَلِیْسُهُمْ''

ترجمہ: ''ان لوگوں کے پاس بیٹھنے والا بھی بد بخت نہیں رہتا۔''

حوالہ:- المدخل لابن الحاج، باب صفة القبور، مطبوعه دارالكتاب العربيه، بيروت، جلد٣، ص٢٦٩

اگر صالحین کا قرب میسر نہ ہو، تو میت کو اس کے عزیزوں قریبوں کے قریب دفن کریں کہ جس طرح دنیا کی زندگی میں آدمی اپنے اعزاء کے قرب سے خوش ہوتا ہے اور ان کی جدائی سے غمگین ہوتا ہے، اسی طرح مرنے کے بعد بھی ہوتا ہے۔

حوالہ:- فتاوی رضویه (مترجم) جلد٩، ص٣٨٥

مسئلہ:

جنازہ کے ساتھ جب قبرستان میں جائیں تو بڑی عاجزی وانکساری کے ساتھ داخل ہوں اور قبرستان میں داخل ہوتے ہی قبر والوں کو سلام کہیں۔ حضور اقدس، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل قبور کو سلام کرنے کی جو تعلیم فرمائی ہے وہ متعدد احادیث میں اس طرح مرقوم ہے:

''اَلسَّلَامُ عَلٰی أَهْلِ الدَّارِمِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَ یَرْحَمَ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِیْنَ وَإِنَّاإِنْشَاءَ اللّٰهُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ''

حوالہ:- (١) السنن للنسائی، الامر بالاستغفار للمسلمين، جلد١، ص٢٨٦

(٢) الصحيح لمسلم، باب فی التسليم على اهل القبور، جلد١، ص٣١٢

(٣) السنن لابن ماجه، باب ماجاء فيما يقال اذا دخل المقابر، جلد١، ص١١١

(٤) المسند لاحمد بن حنبل، جلد٢، ص٣٠٠

Marfat.com

(۵)کنز العمال للمتقی، حدیث نمبر ۳۲۹۲۸

مسئلہ:

جب جنازہ دفن کرنے کے لیے زمین پر رکھ دیا جائے تب بیٹھیں۔ اور قبلہ رو ہوکر بیٹھیں۔ جنازہ زمین پر رکھنے سے پہلے نہ بیٹھنا چاہیئے۔ ذیل میں تین احادیث درج ہیں:

حدیث:

''عَنِ الْبَرَاءَ بْنِ عَازِبٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِی جَنَازَةٍ فَقَعَدَ حِيَالَ الْقِبْلَةِ''

ترجمہ: ''حضرت براء بن عازب سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ جنازہ میں گئے، تو آپ قبلہ رخ ہوکر بیٹھے۔''

حوالہ:- ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی الجلوس فی القابر، حدیث نمبر ۱۶۱۵، ص ۲۲۵، مطبوعہ جمعیۃ المکنز الإسلامی، القاہرہ، مصر

حدیث:

حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:

''مَارَأَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهِدَ جَنَازَةً قَطُّ فَجَلَسَ حَتّٰى تُوْضَعَ''

ترجمہ: ''ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تشریف رکھتے (بیٹھتے) ہوئے نہیں دیکھا، جب تک کہ جنازہ زمین پر نہ رکھ دیا جائے۔''

حوالہ:- سنن نسائی، الجزء الأول، کتاب الجنائز، باب الأمر بالقیام للجنازة، حدیث نمبر ۱۹۲۹، ص ۳۱۶، مطبوعہ جمعیۃ المکنز الإسلامی، القاہرہ، مصر

Marfat.com

حدیث:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''إِذَا تَبِعْتُمُ الْجَنَازَةَ فَلَا تَجْلِسُوا حَتّٰى تُوضَعَ''

ترجمہ: ''جب تم جنازہ کے ساتھ جاؤ، تو بیٹھا نہ کرو، یہاں تک کہ جنازہ رکھ دیا جائے۔''

حوالہ:- ابو داؤد، الجزء الثانی، کتاب الجنائز، باب القیام للجنازة، حدیث نمبر ۳۱۷۵، ص ۵۵۰، مطبوعہ جمعیة المکنز الاسلامی القاھرہ، مصر

میت کو قبر میں اتار کر کیسے رکھیں؟

مسئلہ:

جنازہ کو قبر کے قریب قبلہ کی جانب رکھنا مستحب ہے، تاکہ مردہ قبلہ کی جانب سے قبر میں اتارا جائے۔ اور ایسا نہ کریں کہ میت کو قبلہ کی جانب سے اتارنے کے بجائے جنازہ کو قبر کی پائنتی یعنی پاؤں کی جانب رکھیں اور میت کو سر کی جانب سے قبر میں لائیں۔

حوالہ:- (۱) در مختار، جلد ۱، ص ۱۲٤

(۲) فتاوی رضویة (مترجم)، جلد ۹، ص ۳۷۱

مسئلہ:

قبر میں میت کو اتارنے والوں کی کوئی تعداد معین نہیں۔ دو یا تین ضرورت کے مطابق اتریں اور بہتر یہ ہے کہ میت کو قبر میں رکھنے کے لیے قبر میں اترنے والے اشخاص قوی، نیک اور امین ہوں کہ اگر میت میں کوئی نامناسب بات دیکھیں، تو لوگوں پر اسے ظاہر نہ کریں۔ (حوالہ:- ایضاً)

مسئلہ:

عورت کی میت کو قبر میں اتارنے والے محارم ہوں یعنی وہ اشخاص ہوں کہ جن کے ساتھ اس عورت کا نکاح دائمی طور پر حرام ہو۔ مثلاً: بھائی، بیٹا، باپ وغیرہ۔ اگر یہ محارم موجود نہ ہوں، تو دیگر رشتہ دار قبر میں اتاریں، اگر یہ بھی نہ ہوں، تو پرہیز گار اجنبی کے اتارنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

حوالہ:- عالمگیری اور بہار شریعت، حصہ ٤، ص ١٦١

مسئلہ:

میت کو قبر میں رکھتے وقت یہ دعا پڑھیں:

"بِسْمِ اللّٰهِ وَ بِاللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ"

حوالہ:-(١) سنن الترمذی، کتاب الجنائز، باب مایقول إذا أدخل المیت القبر، حدیث نمبر ١٠٦٤، ص ٢٨١، مطبوعہ: جمعیۃ المکنز الإسلامی، القاهرة، مصر

(٢) سنن ابن ماجه، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی إدخال المیت القبر، حدیث نمبر ١٦١٧، ص ٢٢٥، جمعیۃ المکنز الإسلامی، القاهرة، مصر

- ایک اور روایت میں اس طرح آیا ہے:

"بِسْمِ اللّٰهِ وَفِی سَبِیْلِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰه"

حوالہ:- مصنف ابن ابی شیبہ، رد المحتار، بہار شریعت، حصہ ٤، ص ١٦١

مسئلہ:

اگر کسی عورت کا جنازہ ہے، تو میت کو قبر میں اتارنے سے تختہ لگا کر قبر کو بند کرنے تک قبر کو کپڑے وغیرہ سے چھپائے رکھیں۔ اس طرح کہ جنازہ بھی ڈھکا رہے اور جنازے کو کپڑے سے ڈھکنے کے بعد ہی میت کو قبر میں اتاریں، مرد کو دفن کرتے وقت

Marfat.com

پردہ نہیں کرنا چاہیئے۔

حوالہ:- جوهره نیره، درمختار اور بهار شریعت، حصه ٤،ص ١٦١

مسئلہ:

قبر میں رکھنے کے بعد کفن کی بندش کھول دیں کہ اب ضرورت نہیں اور اگر بندش نہیں کھولی تو بھی حرج نہیں۔ (حواله:-ایضاً)

مسئلہ:

میت کو داہنی کروٹ لٹائیں اور اس کے پیچھے نرم مٹی یا ریت کا تکیہ سا بنا دیں اور ہاتھ کروٹ سے الگ رکھیں تا کہ بدن کا بوجھ ہاتھ پر نہ ہو۔ اور اگر اس طرح کرنے میں دقت ہو، تو چت لٹا کر منھ قبلہ کو کر دیں۔ اب اکثر مقامات میں یہی رواج ہے۔ اور اگر معاذ اللہ! میت کا منھ غیر قبلہ کی طرف ہو گیا ہے، اور ایسا سخت ہو گیا ہے کہ پھر (گھوم) نہیں سکتا، تو اسی حالت پر چھوڑ دیں۔ زور لگا کر منھ قبلہ کی طرف کرنے کی کوشش کر کے میت کو تکلیف نہ دیں۔

حوالہ:- (١) درمختار، باب صلوة الجنائز، مطبع مجتبائی، دهلی، جلد١، ص ١٢٥

(٢) فتاوی رضویة (مترجم)، جلد٩، ص ٣٧١

مسئلہ:

اگر میت کا منھ قبلہ کی طرف کرنا بھول گئے یا میت کو بائیں کروٹ لٹا دیا یا میت کو الٹا لٹا دیا یعنی جدھر سر ہونا چاہیئے ادھر پاؤں کر دیئے، تو ان تمام صورتوں میں تختہ لگانے کے بعد اور مٹی دینے سے پہلے یاد آیا، تو تختہ ہٹا کر ٹھیک کر دیں اور اگر مٹی دینے کے بعد یاد آیا، تو اب ٹھیک نہیں کر سکتے۔

حوالہ:- عالمگیری، درمختار، ردالمحتار اور بهار شریعت، حصه ٤، ص ١٦١

Marfat.com

مسئلہ:

میت کو قبر میں رکھ لینے کے بعد قبر کو تختوں سے بند کر دیں اور پھر مٹی قبر پر ڈال دی جائے۔ حاضرین جنازہ میں سے ہر ایک کے لیے یہ مستحب ہے کہ اپنے دونوں ہاتھوں سے لپ بھر کر تین مرتبہ قبر کے اوپر مٹی ڈالیں۔ مٹی ڈالنے کی ابتداء سرہانے کی جانب سے کرنی چاہیئے۔

حوالہ:- جوهره نيره ، عالمگيری ، بهار شريعت ، حصه ٤ ، ص ١٦١

مٹی ڈالتے وقت کیا پڑھیں؟

مسئلہ:

قبر پر مٹی ڈالتے وقت مندرجہ ذیل ترتیب سے یہ دعا پڑھیں:

- پہلی مرتبہ مٹی ڈالتے وقت: ''مِنهَا خَلَقنَا کُم''
(یعنی: ہم نے تم کو اسی مٹی سے بنایا)
- دوسری مرتبہ مٹی ڈالتے وقت: ''وَفِيهَا نُعِيدُ کُم''
(یعنی: اور اسی میں تم کو لوٹا رہے ہیں)
- تیسری مرتبہ مٹی ڈالتے وقت: ''وَمِنهَا نُخرِجُکُم تَارَةً اُخریٰ''
(یعنی: اور اسی سے تم کو دوبارہ نکالیں گے)

■ بعض روایتوں میں قبر پر مٹی ڈالتے وقت مندرجہ ذیل دعا پڑھنے کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

مرد کے لیے:

- پہلی مرتبہ مٹی ڈالتے وقت: ''اَللّٰھُمَّ جَافِ الاَرضَ عَن جَنبَيهِ''

Marfat.com

(یعنی: اے اللہ! زمین کو اس کے دونوں پہلوؤں سے کشادہ فرما)

- دوسری مرتبہ مٹی ڈالتے وقت: ''اَللّٰھُمَّ افۡتَحۡ اَبۡوَابَ السَّمَآءِ لِرُوۡحِهٖ''
(یعنی: اے اللہ! اس کی روح کے لیے آسمان کے دروازے کھول دے)
- تیسری مرتبہ مٹی ڈالتے وقت: ''اَللّٰھُمَّ زَوِّجۡهُ مِنۡ حُوۡرِ الۡعِيۡنَ''
(یعنی: اے اللہ! حور عین کو اس کی زوجہ کر دے)

عورت کے لیے:

- پہلی مرتبہ مٹی ڈالتے وقت: ''اَللّٰھُمَّ جَافِ الۡأَرۡضَ عَنۡ جَنۡبَيۡهَا''
- دوسری مرتبہ مٹی ڈالتے وقت: ''اَللّٰھُمَّ افۡتَحۡ اَبۡوَابَ السَّمَآءَ لِرُوۡحِهَا''
- تیسری مرتبہ مٹی ڈالتے وقت: ''اَللّٰھُمَّ اَدۡخِلۡهَا الۡجَنَّةَ بِرَحۡمَتِكَ''
(یعنی: اے اللہ اپنی رحمت سے اسے جنت میں داخل کر دے)

اوپر لکھی ہوئی دونوں دعاؤں میں سے چاہے ایک پڑھے، چاہے دونوں پڑھے۔ اور تینوں مرتبہ مٹی ڈالتے وقت دونوں دعائیں پڑھ لے تو زیادہ بہتر ہے۔ اور قبر پر مٹی ہاتھ یا کھرپی یا پھاوڑہ وغیرہ جس اوزار سے ممکن ہو ڈالیں اور جتنی مٹی قبر کھودتے وقت زمین سے نکلی ہے اس سے زیادہ نہ ڈالیں کہ یہ مکروہ ہے۔ ہاتھ پر جو مٹی لگی ہے اسے جھاڑ دیں یا دھو ڈالیں، اختیار ہے۔

حوالہ:- فتاوی شامی، عالمگیری، جوھرہ نیرہ، بهار شریعت، حصه ٤، ص ١٦٢

Marfat.com

مسئلہ:

قبر کھودتے وقت زمین سے جو مٹی نکلی ہے، وہ سب کی سب قبر پر ڈالنا ضروری نہیں بلکہ صرف بالشت بھر قبر اونچی ہو جائے اتنی ہی مٹی ڈالیں۔

حوالہ:- فتاوی رضویہ (مترجم) جلد۹، ص ۳۷۲

مسئلہ:

قبر میں شجرہ یا عہد نامہ رکھنا جائز ہے۔ اور بہتر یہ ہے کہ میت کے منھ کے سامنے قبلہ کی سمت والی دیوار میں طاق کھود کر اس میں رکھیں۔ درمختار میں کفن پر بھی عہد نامہ لکھنے کو جائز بتایا ہے۔

ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ میت کو نہلانے کے بعد اور کفن پہنانے سے پہلے بغیر روشنائی کے کلمہ کی انگلی سے پیشانی پر "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم" اور سینہ پر "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ" لکھیں۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قبر میں شجرہ رکھنے کو بزرگان دین کے معمول (طریقہ) سے بتا کر سرہانے کی طرف طاق میں رکھنا پسند فرمایا ہے۔

حوالہ:- (۱) درمختار، مطبوعہ مجتبائی، دھلی، باب صلوۃ الجنائز، جلد۱، ص۱۲۶

(۲) فیض عام، از: شاہ عبد العزیز محدث دھلوی

(۳) فتاوی رضویہ (مترجم) جلد۹، ص ۱۳٤

(٤) بھار شریعت، حصہ ٤، ص ١٦٤

مسئلہ:

قبر کو چوکھنٹی نہ بنائیں بلکہ اس میں ڈھال رکھیں جیسے اونٹ کا کوہان ہوتا ہے، اس طرح کی قبر بنانی چاہیئے۔ یہ مستحب ہے۔ اگر کسی نے قبر کو چوکھنٹی بنا دی تو مستحب کے

خلاف کیا۔ گناہ لازم نہیں آتا۔

حوالہ:- موت کا منظر، از: علامہ عبدالرزاق بھترالوی، ص ۱۳۸

مسئلہ:

دفن کے بعد قبر پر پانی چھڑکنا سنت ہے۔ حضور اقدس، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دفن کرنے کے بعد ان کی قبر پر پانی چھڑکا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال پر آپ کی قبر انور شریف پر بھی پانی چھڑکا گیا۔ ذیل میں دو حوالے پیش خدمت ہیں۔

حوالہ:۱

''عَنْ اَبِی رَافِعٍ قَالَ سَلَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَعْدًا وَ رَشَّ عَلٰی قَبْرِہٖ مَاءً''

ترجمہ: ''حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد کو قبر میں سر کی جانب سے لٹایا اور ان کی قبر پر پانی چھڑکا۔''

حوالہ:- ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی إدخال المیت القبر، حدیث نمبر ۱۶۱۸، ص ۲۲۵، مطبوعہ: جمعیۃ المکنز الإسلامی، القاہرہ، مصر

حوالہ:۲

''عَنْ جَابِرٍ قَالَ رُشَّ قَبْرُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکَانَ الَّذِیْ رَشَّ الْمَاءَ عَلٰی قَبْرِہٖ بِلَالُ بْنُ رَبَاحٍ بِقِرْبَۃٍ بَدَأَ مِنْ قِبَلِ رَأْسِہٖ حَتّٰی انْتَھٰی اِلٰی رِجْلَیْہِ''

ترجمہ: ''حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر شریف پر پانی چھڑکا گیا اور پانی چھڑکنے کی خدمت حضرت بلال بن رباح

Marfat.com

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مشکیزہ سے اس طرح انجام دی کہ سرہانے کی جانب سے پانی چھڑکنا شروع کیا، یہاں تک کہ قدموں تک آ کر ختم کیا۔"

حوالہ:- بیھقی فی دلائل النبوۃ/ مشکوۃ المصابیح، باب البکاء علی المیت، الفصل الثانی، ص ۱۴۹، مطبوعہ: رضا اکیڈمی، بمبئی

■ قبر پر پانی چھڑکنے کی حکمت:

(۱) قبر پر پانی چھڑکنے میں کیا حکمت ہے؟ اس سلسلہ میں حضرت ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری اپنی مشہور و معروف کتاب "مرقاۃ شرح مشکوۃ" میں ارشاد فرماتے ہیں:

"قَالَ الطِّیْبِیُ لَعَلَّ ذَالِكَ اِشَارَةٌ اِلٰی اِسْتِنْزَالِ الرَّحْمَةِ الْاِلٰهِیَّةِ وَالْعَوَاطِفِ الرَّبَّانِیَّةِ" یعنی "حضرت طیبی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پانی چھڑکنے میں یہ حکمت ہے کہ اس فعل میں اللہ تعالیٰ کی رحمت اور رب کریم کی مہربانیوں کے نازل ہونے کی طرف اشارہ ہے۔"

(۲) ایک حکمت یہ بھی ہے کہ قبر پر تشریف لے جا کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو مختلف دعائیں اپنے رب سے مانگی ہیں، ان مقدس دعاؤں میں سے ایک دعا یہ بھی ہے:

"اَللّٰھُمَّ اغْسِلْ خَطَایَاهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ" یعنی "اے اللہ! اس کے گناہوں کو پانی اور برف اور اولے (ژالے) سے دھو دے۔"

(۳) اسی طرح بزرگان دین اور عظیم الشان علمائے ملت اسلامیہ یہ دعا کرتے چلے آئے ہیں کہ "**اللہ تعالیٰ اس کی قبر کو سیراب کرے اور اس کے لیٹنے کی جگہ (قبر) کو ٹھنڈا کرے۔**"

بعض حضرات نے پانی چھڑکنے کی یہ وجہ بھی بیان فرمائی ہے کہ پانی اس لئے

چھڑکا جاتا ہے کہ قبر زیادہ دیر تک قائم رہتی ہے۔ مٹی جم جاتی ہے اور قبر پختہ ہو جاتی ہے اور قبر کا نشان جلدی مٹتا نہیں۔

مسئلہ:

دفن کے بعد قبر پر پانی چھڑکنا مسنون ہے۔ اگر عرصہ طویل گزرنے کی وجہ سے قبر کی مٹی منتشر یعنی اِدھر اُدھر ہوگئی ہے اور قبر پر از سرنو مٹی ڈالی گئی ہے یا قبر کی مٹی منتشر ہو جانے کا احتمال ہے، تو اب بھی قبر پر پانی ڈال سکتے ہیں، تاکہ قبر کا نشان باقی رہے اور قبر کی توہین نہ ہونے پائے۔ کتاب درمختار میں بھی یہی علت بیان فرمائی گئی ہے کہ نشان مٹ جانے کے سبب بے حرمتی نہ ہو۔ اور اس کے لیے کوئی دن معین نہیں ہوسکتا ہے۔ جب حاجت ہو تب ڈالے اور بے حاجت پانی ڈالنا پانی کو ضائع کرنا ہے اور پانی ضائع کرنا جائز نہیں اور عاشورہ کے دن قبر پر پانی ڈالنے کی تخصیص بالکل بے اصل اور بے معنی ہے۔

حوالہ:- فتاوی رضویہ (مترجم) جلد۹، ص۳۷۳

مسئلہ:

مستحب یہ ہے کہ دفن کے بعد قبر پر سورۃ البقرہ کا اول و آخر حصہ پڑھیں۔ سرہانے ''الٓمّٓ'' سے ''مُفْلِحُوْنَ'' تک پڑھیں اور پائنتی ''اٰمَنَ الرَّسُوْلُ'' سے ''عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ'' تک پڑھیں۔

حوالہ:- جوہرہ نیرہ اور بہار شریعت، حصہ ٤، ص١٦٢

حدیث:

''عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا مَاتَ اَحَدُكُمْ فَلَا تَحْبِسُوْهُ وَأَسْرِعُوْا بِهٖ إِلٰى قَبْرِهٖ وَلْيُقْرَأْ عِنْدَ رَأْسِهٖ فَاتِحَةَ الْبَقَرَةِ وَعِنْدَ رِجْلَيْهِ بِخَاتِمَةِ الْبَقَرَةِ''

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم میں سے کوئی فوت ہوجائے، تو اسے مت روک رکھواور اسے جلدی اس کی قبر کی طرف لے جاؤاور اس کے سرہانے سورۂ البقرہ کا شروع حصّہ اور پائنتی طرف سورہ البقرہ کا آخری حصہ پڑھیں۔''

حوالہ:- (۱) بیهقی فی شعب الایمان، جلد ۷، فصل فی زیارة القبور، حدیث نمبر ۹۲۹۴، ص ۱۶، مطبوعه : بیروت

(۲) مشکوة المصابیح ، کتاب الجنائز ، باب دفن المیت، فصل ثالث، ص ۱۴۹

مسئلہ:

قبر کو پختہ (پکی) نہ بنانا بہتر ہے اور اگر قبر پختہ تعمیر کریں تو اندر سے کٹرا کچا رہے، اوپر سے پختہ کر سکتے ہیں۔ طول وعرض یعنی لمبائی اور چوڑائی میت کی قبر کے موافق ہو اور بلندی ایک بالشت سے زیادہ نہ ہو اور قبر کی صورت ڈھلوان ہو، یہ بہتر ہے۔

حوالہ:- (۱) فتاوی رضویه (مترجم)، جلد ۹، ص ۴۲۵

(۲) بهار شریعت ، حصه ۴ ، ص ۱۶۲

مسئلہ:

قبر پر بطور علامت اور نشانی پتھر رکھنا مستحب ہے، تاکہ قبر پہچانی جا سکے اور قبر کے سرہانے کتبہ یعنی پتھر پر صاحب قبر کا نام وغیرہ کندہ کرا کے نصب کرنا بھی درست ہے بلکہ صرف پتھر کے مقابلہ میں کتبہ بہتر علامت ہے۔ مگر ایسی جگہ نہ لکھیں کہ بے ادبی ہو۔

حوالہ:- جوهره نیره، درمختار، اور بهار شریعت ، حصه ۴ ، ص ۱۶۲

حدیث:

حضرت مطلب بن ابی وداعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان

Marfat.com

بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جب انتقال ہوا، تو ان کا جنازہ دفن کرنے کے لیے نکالا گیا۔ جب انھیں دفن کر دیا گیا، تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو حکم فرمایا کہ ایک پتھر اٹھالاؤ، اس شخص سے وہ پتھر نہ اٹھ سکا۔ لہٰذا رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم خود ہی کھڑے ہوئے اور اپنی مبارک آستینیں چڑھائیں اور اس پتھر کو اٹھالائے۔

''فَوَضَعَهَا عِنْدَ رَأْسِهِ وَقَالَ أَتَعَلَّمُ بِهَا قَبْرَ أَخِي وَأَدْفِنُ إِلَيْهِ مَنْ مَاتَ مِنْ أَهْلِي''

ترجمہ: ''اور ان کے سرہانے کے پاس لگا دیا اور ارشاد فرمایا کہ مجھے اس کے ذریعے اپنے بھائی کی قبر کا علم ہوتا رہے گا اور میرے گھر والوں میں سے جو فوت ہوگا، اسے ان کے پاس دفن کروں گا۔''

حوالہ:- ابو داؤد کتاب الجنائز، باب جمع الموتی فی قبر والقبر یُعَلَّم، حدیث نمبر ۳۲۰۸، ص ۵۵۶، مطبوعہ: جمعیۃ المکنز الإسلامی (القاھرۃ، مصر)

نوٹ:

(۱) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا بھائی کہا۔ اس کی وجہ یہ ہے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دودھ شریک بھائی تھے۔ انھوں نے بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضائی والدہ حضرت دائی حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دودھ پیا تھا۔ لہٰذا رضائی بھائی ہوئے۔

(۲) حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بالکل ابتدائی زمانہ میں اسلام قبول کر لیا تھا۔ ان سے پہلے صرف تیرہ (۱۳) آدمی اسلام لائے تھے۔ آپ

Marfat.com

بدر کی جنگ میں بھی شریک ہوئے۔ مکہ معظّمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آ کر بسنے والے مہاجرین میں سے سب سے پہلے آپ ہی کا مدینہ شریف میں انتقال ہوا تھا۔

(۳) مندرجہ بالا حدیث میں سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقدس الفاظ کہ **''میرے گھر والوں میں سے جو فوت ہوگا، اسے ان کے قریب دفن کروں گا۔''** کے مطابق حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر شریف کے قریب سب سے پہلے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ دفن کیے گئے۔

مسئلہ:

قبر پر میت کا نام لکھنا مستحب ہے۔ مرقاۃ شرح مشکوۃ میں ہے:

''وَلُیَسُنَّ کِتَابَۃُ اسْمِ الْمَیِّتِ لَاسِیَّمَا اَلصَّالِحُ لِیُعْرَفَ عَنْ تَقَدُّمِ الزَّمَانِ لأَنَّ النَّھُیَ عَنِ الْکِتَابَۃِ مَنْسُوْخٌ''

ترجمہ: ''قبر پر میت کا نام لکھنا مسنون ہے، خصوصاً اگر نیک آدمی ہو۔ اس کا نام لکھنا اس لیے بہتر ہے کہ اس کا نام یاد رہے گا، اس کی قبر کا علم رہے گا۔ کیونکہ وقت گزرنے سے کہیں اس کا نام مٹ نہ جائے اور لوگوں کو اس کی قبر کا علم ہی نہ رہے اور جن روایات میں لکھنے سے منع کیا گیا ہے، وہ منسوخ ہیں۔''

حوالہ:- مرقاۃ شرح مشکوۃ، باب دفن المیت، مشکوۃ المصابیح، کتاب الجنائز، باب دفن المیت، فصل ثالث، ص ۱۴۹

مسئلہ:

اگر کسی کا بیچ سمندر، پانی کے جہاز پر انتقال ہوگیا اور کنارہ قریب نہیں اور میت کو

Marfat.com

کنارے تک لے جانے میں جسم خراب ہو جانے کا اندیشہ ہے، تو جہاز پر ہی غسل اور کفن دے کر، نماز جنازہ پڑھ کر سمندر میں ڈبو دیں۔

حوالہ:- غنیہ، درالمختار، بہار شریعت، حصہ ٤، ص ١٦٢

مسئلہ:

اگر جنازہ لے کر قبرستان پہنچ گئے اور ابھی قبر تیار نہیں ہوئی اور قبر کی تیاری میں کچھ دیر ہو، تو اگر دھوپ ہو تو جنازہ سایہ میں رکھیں اور خود بھی سایہ میں بیٹھ جائیں۔

حدیث:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ

''خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ جَنَازَةِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَانْتَهَيْنَا إِلَى الْقَبْرِ وَلَمْ يُلْحَدْ بَعْدُ فَجَلَسَ النَّبِىُّ صَلَى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَجَلَسْنَا مَعَهُ''

ترجمہ: ''ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ایک انصاری شخص کے جنازے میں نکلے، جب ہم قبر کے پاس پہنچے، تو قبر ابھی کھودی نہیں گئی تھی، پس نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبلہ کی طرف چہرہ اقدس کر کے بیٹھ گئے اور آپ کے ساتھ ہم بھی بیٹھ گئے۔''

حوالہ:- ابوداؤد، کتاب الجنائز، باب الجلوس عند القبر، حدیث نمبر ٣٢١٤، ص ٥٥٦، مطبوعہ: جمعية المكنز الإسلامی، القاهره، مصر، مطبوعہ جرمنی

حدیث:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا:

''خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ جَنَازَةٍ فَلَمَّا

Marfat.com

اِنْتَهَيْنَـا إِلَى الْقَبْرِ وَلَمْ يُلْحَدْ فَجَلَسَ وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ كَأَنَّ عَلَى رُءُوْسِنَا الطَّيْرُ''

ترجمہ: ''ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازے میں نکلے، جب ہم قبر پر پہنچے، تو ابھی قبر تیار نہ ہوئی تھی۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور ہم آپ کے پاس اس طرح چپ چاپ بیٹھے تھے، گویا ہمارے سروں پر پرندے ہوں۔''

حوالہ:- نسائی شریف، کتاب الجنائز، باب الوقوف للجنائز، حدیث نمبر، ۲۰۱۳، ص ۳۲۹، مطبوعہ: جمعیۃ المکنز الاسلامی، القاہرہ، مصر

مسئلہ:

اگر بارش کا موسم نہیں اور میت کو دفن کرتے وقت خلاف عادت بارش ہو، تو یہ بارش رحمت اچھا فال ہے۔

حوالہ:- فتاوی رضویہ (مترجم) جلد۹، ص ۳۷۳

مسئلہ:

رات کے وقت میت کو قبرستان میں دفن کرنا جائز ہے۔ تدفین کے لیے رات کے بجائے دن بہتر ہے لیکن ضرورت کی بناء پر رات میں بھی دفن کرسکتے ہیں اور رات کے وقت دفن کے لیے چراغ کا جلانا بھی درست ہے۔

حدیث:

''عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْقَبْرَ لَيْلًا فَاُسْرِجَ لَهٗ سِرَاجٌ فَاَخَذَهٗ مِنْ قِبَلِ الْقِبْلَةِ وَقَالَ رَحِمَكَ اللّٰهُ اِنْ كُنْتَ لَاَوَّاهًا تَلَّاءً لِلْقُرْآنِ وَكَبَّرَ عَلَيْهِ اَرْبَعًا''

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم رات کے وقت ایک قبر میں داخل ہوئے۔آپ کے لیے چراغ جلایا گیا۔ آپ نے میت کو قبلہ کی طرف سے پکڑ کر فرمایا کہ اللہ تجھ پر رحم فرمائے، تو بہت رونے والا اور کثرت سے تلاوت قرآن کرنے والا تھا، آپ نے اس کے جنازہ پر چار تکبیریں پڑھیں۔"

حوالہ:- ترمذی کتاب الجنائز، باب ماجاء فی الدفن باللیل، حدیث نمبر ۱۰۷۷،ص ۲۸۳، مطبوعه: جمعية المكنز الاسلامی ، القاهره ، مصر۔

قبر پر سبز شاخ لگانا، پھول اور چادر ڈالنا

قبر تیار ہو جانے کے بعد اس پر سبز شاخ لگا دینا چاہیئے، کیونکہ پودوں کے سبز پتے اور شاخیں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا میں مصروف رہتے ہیں۔جب تک یہ پتے، پھول اور شاخیں سبز و تر رہتے ہیں، تب تک وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد و ثنا کرتے رہتے ہیں اور ان کی تسبیح وتہلیل سے میت کا دل بہلے گا۔ نیز سبز پودوں کی تسبیح کے سبب رحمت خداوندی کا نزول ہوگا اور اہل قبر کے عذاب اور قبر کی سختیوں میں فضل الٰہی سے تخفیف ہوگی۔ علاوہ ازیں سبز پودوں کی تسبیح کی وجہ سے میت کو اُنس حاصل ہوگا۔لہذا جب کبھی بھی نئی قبر بنائی جائے، اس پر سبزہ ضرور لگا دیا جائے۔اس کا جواز حضور اقدس، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے:

حدیث:

"عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَائِطٍ مِنْ حِيْطَانِ مَكَّةَ أَوِ الْمَدِيْنَةِ سَمِعَ صَوْتَ إِنْسَانَيْنِ يُعَذَّبَانِ فِی قُبُوْرِهِمَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُمَا يُعَذَّبَانِ وَمَا

Marfat.com

يُعَذَّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ ثُمَّ قَالَ بَلْ كَانَ أَحَدُهُمَا لَا يَسْتَبْرِئُ مِنْ بَوْلِهِ وَكَانَ الآخَرُ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ ثُمَّ دَعَا بِجَرِيْدَةٍ فَكَسَرَهَا كَسْرَتَيْنِ فَوَضَعَ عَلٰى كُلِّ قَبْرٍ مِنْهُمَا كَسْرَةً فَقِيْلَ لَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلْتَ هٰذَا؟ قَالَ: لَعَلَّهُ أَنْ يُخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا أَوْ إِلٰى أَنْ يَيْبَسَا۔"

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ کے کسی باغ کے قریب سے گزرے۔ وہاں دو شخصوں کی آواز آپ نے سنی۔ ان دونوں شخصوں پر ان کی قبروں میں عذاب ہو رہا تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انھیں عذاب ہو رہا ہے اور یہ عذاب کسی بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں ہو رہا ہے۔ بلکہ ان میں کا ایک شخص اپنے پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا، اور دوسرا شخص چغل خوری کرتا تھا۔ بعد ازاں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے درخت کی ایک شاخ منگوائی اور اس شاخ کے دو ٹکڑے کیے اور ہر ایک قبر پر ایک ایک ٹکڑا گاڑ دیا۔ لوگوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ نے ایسا کیوں کیا؟ حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تک یہ دونوں شاخیں خشک نہ ہوں (یا ان کے خشک ہونے تک) ان دونوں کے عذاب میں تخفیف ہوگی۔"

حوالہ:- (۱) نسائی جلد اول، کتاب الجنائز، باب وضع الجریدة علی القبر، حدیث نمبر ۲۰۸۰، ص ۳۳۹، مطبوعہ جرمنی

نوٹ:

(۱) قبر میں مردہ کو عذاب ہونا، یہ غیب کی بات ہے۔ حضور اقدس عالم ما کان

Marfat.com

وما یکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایسا وسیع علم غیب عطا فرمایا ہے کہ آپ نے دو قبروں میں مدفون اشخاص کی آواز سن لی اور ان کے کڑھانے کی آواز سن کر بتا دیا کہ ان دونوں پر عذاب ہو رہا ہے۔ صرف عذاب ہونے کی کیفیت ہی بیان نہ فرمائی بلکہ کس گناہ کی وجہ سے ان پر قبر میں عذاب ہو رہا ہے، یہ بھی بتا دیا۔ ثابت ہوا کہ ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبر کے اندر عذاب ہو رہا ہے، یہ بھی دیکھ رہے ہیں اور کس وجہ سے عذاب ہو رہا ہے یہ بھی جان رہے ہیں۔ اسی کا نام تو علم غیب ہے، جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو عطا کیا ہے۔

(۲) اس حدیث سے ثابت ہوا کہ سبز شاخ جب تک خشک نہیں ہوتی، اس کی تسبیح کی وجہ سے قبر میں مدفون میت کے عذاب میں نرمی ہوگی۔ جب سبز شاخ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتی ہے، تو سبز شاخ کے مقابلے میں پھول زیادہ تر و تازہ ہوتا ہے۔ اور وہ بھی اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تہلیل کرتا ہے۔ لہذا یہ پھول بھی جب تک تر و تازہ رہے گا، اس کی حمد و ثنا سے میت کو اُنس حاصل ہوگا اور اس کا دل بہلے گا، نیز اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت کا نزول ہوگا اور قبر کے عذاب و سختی میں نرمی اور کمی ہوگی۔

(۳) پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنے سے مراد پیشاب کرنے کے بعد استنجاء نہ کرنا ہے۔ یعنی پیشاب کے مقام کو پانی سے نہ دھونا اور پیشاب کے قطرے بدن اور کپڑے پر لگنے دینا ایسا سنگین جرم ہے کہ اس کی وجہ سے قبر میں عذاب ہوتا ہے۔ نیز چغل خوری یعنی لوگوں کی باتیں ادھر کی ادھر کرتے پھرنا، یہ بھی ایسا

Marfat.com

گناہ ہے، کہ اس کے باعث بندہ عذاب قبر میں گرفتار ہوتا ہے۔ لہذا، ان دونوں قبیح اور ناپسندیدہ حرکت سے بچنا ضروری ہے۔

مسئلہ:

● امام قاضی خاں ۵۹۲ھ اپنے ''فتاوی خانیہ'' میں ● علامہ شرنبلالی ۱۰۶۹ھ ''نورالایضاح'' اور ''مراقی الفلاح'' اور ''امدادالفتاح'' میں ● علامہ ابوالسعود ''حاشیہ مراقی'' میں ● فاضل جلیل علامہ طحطاوی ''حاشیہ مراقی الفلاح'' میں ● امام ابن عابدین ۱۲۵۲ھ شامی ''ردالمحتار حاشیہ درمختار'' اور ''خزانۃ الروایات'' میں ''فتاوی کبریٰ'' کے حوالے سے ● امام محمد بن محمد شہاب ابن بزاز ۸۲۷ھ ''فتاوی بزازیہ'' میں اور ● شیخ الاسلام اپنی مشہور اور معتبر کتاب ''کشف الغطاء'' میں فرماتے ہیں:

''یُکْرَہُ قَطعُ الحَطَبِ وَ الْحَشِیْشِ مِنَ الْمَقْبَرَۃِ فَاِنْ کَانَ یَا بِسًا لَا بَأسَ بِہِ لأنَّہُ مَادَامَ رَطَبًا یُسَبِّحُ فَیُوْنِسُ الْمَیِّتُ''

ترجمہ: ''چوب اور ہری گھاس کا مقبرہ سے کاٹنا مکروہ ہے اور اگر خشک ہو تو مضائقہ نہیں کہ وہ جب تک تر رہتی ہے، خدا کی تسبیح کرتی ہے اور اس سے میت کا جی (دل) بہلتا ہے۔''

حوالہ:- (۱) فتاوی قاضی خاں، از: امام حسن بن منصور قاضی خان المتوفی: ۵۹۲ھ، مطبوعہ: نولکشور، لکھنؤ، باب احکام الجنائز، جلد۱، ص۱۹۵

(۲) فتاوی رضویہ (مترجم) جلد۹، ص۷۵۸ اور ۴۴۳

(۳) فتاوی ہندیہ، مطبوعہ: نورانی کتب خانہ، پشاور، الباب الثانی عشر فی الرباطات، جلد۲، ص۴۷۱

(۴) ردالمحتار، مطبوعہ: ادارۃ الطباعۃ المصریۃ، قاہرہ، مصر، باب صلوۃ الجنائز، جلد۱، ص۶۰۶

مسئلہ:

''جامع البرکات'' میں کتاب ''مطالب المؤمنین'' کے حوالے سے اور ''کنز العباد'' اور ''فتاوی غرائب'' وغیرہ کتب میں ہے:

''وَضعُ الوَرْدِ وَالرَّيَاحِيْنَ عَلَى الْقُبُوْرِ حَسَنٌ لأَنَّهُ مَادَامَ رَطْبًا يُسَبِّحُ وَيَكُوْنُ لِلْمَيِّتِ أُنسٌ بِتَسْبِيْحِهِ''

ترجمہ: ''گلاب وغیرہ کے پھول قبروں پر ڈالنا اچھا ہے کہ جب تک تازہ رہیں گے، تسبیح الٰہی کریں گے اوران کی تسبیح سے میت کو اُنس حاصل ہوگا۔''

حوالہ:- (۱) فتاوی ھندیہ المعروف به فتاوی عالمگیری ، مطبوعه: نورانی کتب خانه، پشاور، (پاکستان) الباب السادس عشر فی زیارة القبور، جلد۵، ص۳۵۱

(۲) فتاوی رضوية (مترجم) جلد۹، ص ۷۶۰

(۳) ردالمحتار، مطبوعه : ادارة الطباعة المصريه، مصر، جلد۱، ص۶۰۷

نوٹ:

''مطالب المؤمنین'' اور ''جامع البرکات'' یہ دونوں کتابیں فرقہ وہابیہ کے نزدیک مستند اور معتبر ہیں۔ مولوی اسحٰق دہلوی نے اپنی کتاب ''مائۃ مسائل'' میں اور مولوی متکلم قنوجی وغیرہ نے ان کتابوں سے استدلال کیا ہے۔

مسئلہ:

اولیاء کرام، علمائے عظام اور صلحاء ذوی الاحترام کی قبروں پر ان کی عظمت کے اظہار کی غرض سے چادر (غلاف) ڈالنا جائز اور محمود ہے۔ کیونکہ عوام الناس کی ایک عام ذہنیت یہ بنی ہوئی ہے کہ وہ جب تک ظاہری شان وشوکت اور دبدبہ نہیں دیکھتے متاثر

Marfat.com

نہیں ہوتے اور صاحب قبر کے صاحب فضل وکمال ہونے کے باوجود ان کی وقعت نہیں کرتے اور ان کو خاطر میں نہیں لاتے اور ان کی عظمت و رفعت کے قائل و معترف نہ ہونے کی وجہ سے ان کے فیوض و برکات سے فائدہ مند نہیں ہوتے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے پر دادا استاد حضرت عارف باللہ علامہ عبدالغنی بن اسماعیل بن عبدالغنی نابلسی حنفی (المتوفی ۱۱۴۳ھ) رحمت اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

''جو بدعت حسنہ شریعت کے مقاصد کے موافق ہو، وہ سنت ہے، پس علمائے کرام، اولیاء ذوی الاحترام اور صلحاء عظام کی قبور پر قبہ بنانا اور قبر پوش یعنی غلاف ڈالنا امر جائز ہے۔ جب کہ مقصود اس سے عوام کی نظروں میں صاحب قبر کی تعظیم وتوقیر پیدا کرنا ہو، تا کہ وہ صاحب قبر کی تحقیر وتوہین نہ کریں اور اسی طرح اولیاء وصلحاء کی قبور کے پاس قنادیل (چراغ) روشن کرنا، باب تعظیم وتکریم سے ہے، اس میں مقصد نیک ہے، اس سے لوگوں کو روکنا مناسب نہیں۔''

حوالہ:- کشف النور عن اصحاب القبور، اردو ترجمہ، ناشر: مکتبہ قادریہ۔ لاہور، ص ۲۱

مزارات اولیاء کرام پر قبہ بنانا اور چراغاں کرنا

مسئلہ:

ائمہ دین نے اولیاء، علماء، صلحاء اور مشائخ (قدست اسرارھم) کے مزارات کے گرد جائز التصرف زمین میں اس نیت سے عمارت بنانا کہ اس سے زائرین کو راحت ہوگی، جائز قرار دیا ہے۔

حوالہ:- فتاوی رضویہ (مترجم) جلد ۹، ص ۴۱۳

Marfat.com

نوٹ:

بزرگان دین کے مزارات پر قبہ یا گنبد بنانا اور پکی عمارت تعمیر کرنا جائز ہونے کے ثبوت میں چند حوالے پیش خدمت ہیں۔

حوالہ:۱

حضرت علامہ، محدث سیدی محمد طاہر فتنی حنفی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ (المتوفی ۹۸۱ھ) فرماتے ہیں:

''قَدْ أَبَاحَ السَّلَفُ يُبْنٰى عَلٰى قَبْرِ الْمَشَايِخِ وَ الْعُلَمَاءِ الْمَشَاهِيْرِ لِيَزُوْرَهُمُ النَّاسُ وَيَسْتَرِيْحُوْا بِالْجُلُوْسِ فِيْهِ''

ترجمہ: ''بے شک علمائے سلف نے مشائخ کرام اور مشہور علمائے عظام کی قبروں پر عمارت بنانے کی اجازت دی ہے، تاکہ لوگ ان کی زیارت کو آئیں اور اس عمارت میں بیٹھ کر آرام کریں۔''

حوالہ:- مجمع بحار الانوار، مطبوعہ:منشی نولکشور، لکھنؤ، تحت لفظ ''شرف'' جلد۲،ص۱۸۷ اور جلد۳، ص ۱۴۰

حوالہ:۲

فقیہ العصر، فخر العلماء، حضرت علامہ علی بن سلطان محمد ہروی قاری مکی حنفی المعروف بہ ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری (المتوفی ۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں:

''قَدْ أَبَاحَ السَّلَفُ الْبِنَاءَ عَلٰى قَبْرِ الْمَشَايِخِ وَ الْعُلَمَاءِ الْمَشَاهِيْرِ لِيَزُوْرَهُمُ النَّاسُ وَيَسْتَرِيْحُوْا بِالْجُلُوْسِ فِيْهِ''

ترجمہ: ''بے شک سلف صالحین نے مشائخ کرام اور معروف علماء کی قبور پر (قبہ) تعمیر

Marfat.com

کرنے کی اجازت مرحمت فرماتی ہے، تاکہ لوگ ان کی زیارت کو آئیں، تو عمارت میں ٹھہر کر استراحت کریں۔''

حوالہ:- مرقاۃ شرح مشکوۃ، ناشر: مکتبہ امدادیہ، ملتان، باب دفن المیت، جلد ٤، ص ٦٩

حوالہ:۳

عاشق رسول، محقق علی الاطلاق، شیخ محقق شاہ عبدالحق بن سیف الدین بن سعد اللہ ترک محدث دہلوی علیہ الرحمۃ والرضوان (المتوفی ۱۰۵۲ھ) نے اپنی مشہور و معروف کتاب ''مدارج النبوۃ'' میں ''مطالب المؤمنین'' سے نقل فرمایا ہے:

''إِنَّ السَّلَفَ أَبَاحُوا أَنْ يُبْنٰى عَلٰى قَبْرِ الْمَشَايِخِ وَ الْعُلَمَاءِ الْمَشْهُوْرِيْنَ قُبَّةً لِيَحْصُلَ الِاسْتِرَاحَةَ الزَّائِرُوْنَ وَيَجْلِسُوْنَ فِى ظِلِّهَا هٰكَذَا فِى الْمَفَاتِيْحِ شَرْحِ الْمَصَابِيْحِ وَ قَدْ جَوَّزَهُ إِسْمَاعِيْلُ الزَّاهِدِىُ الَّذِىْ مِنْ مَشَاهِيْرِ الْفُقَهَاءِ''

ترجمہ: ''علمائے سلف نے مشہور مشائخ وعلماء کی قبروں پر قبے تعمیر کرنا جائز اور مباح رکھا ہے تاکہ زائرین کو آرام ملے اور اس کے سائے میں بیٹھ سکیں۔ اسی طرح جائز اور مباح کا حکم کتاب ''مفاتیح شرح مصابیح'' میں بھی ہے اور حضرت علامہ اسماعیل زاہدی جو مشاہیر فقہاء میں سے ہیں، انھوں نے بھی اسے جائز قرار دیا ہے۔''

حوالہ:- مدارج النبوۃ، بحوالہ مطالب المؤمنین، ناشر، مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر، پاکستان، وصل درنماز جنازہ، جلد ۱، ص ٤٢٠

یہاں تک کے مطالعہ سے معزز قارئین اولیاء کرام کے مزارات پر قبے اور گنبد تعمیر کرنے کے جواز سے اچھی طرح واقف ہو چکے ہوں گے۔ آیئے! اب بزرگان دین

Marfat.com

کے مزارات اور آستانوں پہ چراغاں کرنے کے جواز کے سلسلہ میں تفصیلی معلومات حاصل کریں۔

اولیاء کرام کے مزارات پر روشنی کرنا

مسئلہ:

مقابر میں شمعیں روشن کرنا جب کسی فائدے کے لیے ہو، ہرگز منع نہیں، فائدے کی متعدد مثالیں ہیں۔ مثلاً:

(۱) وہاں کوئی مسجد ہے کہ ان چراغوں سے مسجد میں روشنی ہوگی اور اس مسجد میں آنے والے نمازیوں کو آرام اور آسائش ہوگی۔

(۲) مقابر برسر راہ ہوں، تو مقابر کی روشنی سے راہگیروں یعنی راستہ چلنے والوں کو فائدہ ہوگا۔ اندھیرے میں ٹھوکر وغیرہ دیگر امور مشقت سے محفوظ اور مامون رہیں گے۔

(۳) مندرجہ بالا دونوں فائدے زندہ لوگوں کے لیے ہیں، لیکن یہ تیسرا فائدہ ان مقابر میں مدفون مسلمان میتوں کا بھی ہے اور وہ یہ کہ رات کے وقت مقابر میں شمعیں روشن دیکھ کر مقابر کے قریب سے گزرنے والے مسلمین کو مقابر کا پتہ چلے گا۔ وہ گزرنے والے زندہ مسلمین اپنے مؤمن مردوں کو سلام کریں گے، فاتحہ پڑھیں گے، دعا کریں گے، کچھ پڑھ کر ایصال ثواب کریں گے، اور اموات کے نامہ اعمال میں ثواب کا اضافہ ہوگا، گناہ معاف ہوں گے اور اگر نیک اموات ہیں، تو درجات بلند ہوں گے۔

(۴) چوتھا فائدہ دوطرفہ ہے۔ اگر گزرنے والوں کی نیکیاں زیادہ ہیں اور نیکیوں کے

Marfat.com

معاملہ میں اس کی قوت زیادہ ہے، تو اموات برکت لیں گے اور اگر اموات کی قوت زائد ہے، تو گزرنے والے فیض حاصل کریں گے۔

(۵) اگر کوئی شخص مقابر کے قریب سے گزرنے کے بجائے مقابر کے اندر بیٹھا ہوا ہے اور اس کے آنے کا مقصد زیارت قبر یا ایصال ثواب یا افادہ یا استفادہ یعنی فائدہ پہنچانا یا فائدہ حاصل کرنا ہے، تو وہ مقابر کی روشنی سے آرام پائے گا اور اگر قرآن مجید کی تلاوت کرنا چاہتا ہے، تو مقابر کی روشنی سے فائدہ اٹھا کر قرآن مجید دیکھ کر بہ آسانی پڑھ سکے گا۔

بحوالہ:- (۱) بریق المنار بشموع المزار، از: امام احمد رضا محقق بریلوی، مطبوعہ: رضا اکیڈمی، بمبئی، ص ۱۱

(۲) فتاوی رضویہ (مترجم)، جلد ۹، ص ۴۹۱

حوالہ: ۱

امام علامہ عارف باللہ سیدی عبدالغنی بن اسماعیل بن عبدالغنی حنفی نابلسی (قدسنا اللہ بسرہ القدسی) المتوفی ۱۱۴۳ھ ارشاد فرماتے ہیں:

"قَالَ الْوَالِدُ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی فِی شَرْحِهِ عَلَی الدُّرَرِ مِنْ مَسَائِلَ مُتَفَرِّقَةٍ اِخْرَاجُ الشُّمُوْعِ اِلَی الْقُبُوْرِ بِدْعَةٌ وَاِتْلَافُ مَالٍ كَذَا فِی الْبَزَازِيَةِ وَهٰذَا كُلُّهُ اِذَا خَلَا عَنْ فَائِدَةٍ وَاَمَّا اِذَا كَانَ مَوْضِعُ الْقُبُوْرِ مَسْجِدًا اَوْ عَلٰی طَرِيْقٍ اَوْ كَانَ هُنَاكَ اَحَدٌ جَالِسٌ اَوْ كَانَ قُبُوْرِیْ مِنَ الْاَوْلِيَاءِ اَوْ عَالِمٌ مِنَ الْمُحَقِّقِيْنَ تَعْظِيْمًا لِرُوْحِهِ الْمُشَرَّفَةِ عَلٰی تُرَابِ جَسَدِهٖ كَاِشْرَاقِ الشَّمْسِ عَلَی الْاَرْضِ اِعْلَامًا لِلنَّاسِ اَنَّهٗ وَلِیٌّ لِيَتَبَرَّكُوْا بِهٖ وَ يَدْعُوا اللّٰهَ تَعَالٰی عِنْدَهٗ فَيُسْتَجَابُ لَهُمْ فَهُوَ اَمْرٌ جَائِزٌ لَا مَانِعَ مِنْهُ وَالْاَعْمَالُ

بِالنِّیَاتِ''

ترجمہ: ''والد رحمت اللہ تعالیٰ علیہ نے حاشیہ درر اور غرر میں فتاوی بزازیہ سے نقل فرمایا کہ قبروں کی طرف شمعیں لے جانا بدعت اور مال کا ضائع کرنا ہے۔ یہ سب اس صورت میں ہے کہ بالکل فائدہ سے خالی ہو۔ اور اگر شمعیں روشن کرنے میں فائدہ ہو کہ موضع قبور میں مسجد ہے یا قبور سر راہ ہیں یا وہاں کوئی بیٹھا ہے یا مزار کسی ولی اللہ یا محققین علماء میں سے کسی عالم کا ہے، تو وہاں شمعیں روشن کرنا ان کی روح مبارک کی تعظیم کے لیے ہے، جو اپنے بدن کی خاک پر ایسی تجلی ڈال رہی ہے جیسے آفتاب زمین پر، تا کہ اسی روشنی کرنے سے لوگ جانیں کہ یہ ولی کا مزار پاک ہے، تا کہ اس سے تبرک حاصل کریں اور وہاں اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا مانگیں کہ ان کی دعا قبول ہو، یہ کام جائز ہے اور اس سے اصلاً کوئی ممانعت نہیں اور اعمال کا مدار نیتوں پر ہے۔''

حوالہ:- كتاب الحديقه النديه شرح طريقه محمديه، باب ايقاد الشموع في القبور (١) مطبوعه مصر، جلد٢، ص٤٢٩

(٢) مطبوعه: نوريه رضويه، فيصل آباد، جلد٢، ص٦٣٠

حوالہ ۲:

قبر پر چراغ روشن کرنے میں صاحب قبر کی روح کریم کی تعظیم وتکریم مقصود ہوتی ہے، محض قبر کی تعظیم مقصود نہیں ہوتی، لہذا اس نیت صالحہ کے ساتھ اولیاء کرام کے مزارات پر روشنی کرنے میں کوئی اسراف یعنی فضول خرچی نہیں کیونکہ یہ سب صرف اور صرف صاحب قبر کی تعظیم کے لیے ہے، جو شرعاً بلا شبہ مطلوب اور محبوب ہے۔ امام اجل تقی الدین سبکی، امام جلیل علامہ نور الدین سمہودی اور امام الفقہاء علامہ عبد الغنی نابلسی رحمت

Marfat.com

المجعالی علیہم نے اس کو جائز قرار دیا ہے۔

- امام سمہودی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں:

''لَیْسَ الْقَصْدُ تَعْظِیْمَ بُقْعَةِ الْقَبْرِ بِعَیْنِهَا بَلْ مَنْ حَلَّ فِیْهَا''

ترجمہ: ''خاص زمین قبر کی تعظیم مقصود نہیں بلکہ اس کی تعظیم مقصود ہے جو اس میں فروکش ہے۔''

حوالہ:- (۱) وفاء الوفاء، مصنف علامہ سیدی نور الدین علی بن احمد سمہودی مدنی شافعی (المتوفی، ۹۱۱ھ) مطبوعہ: داراحیاء التراث العربی، بیروت الفصل الثانی من الباب الثامن، جلد ۴، ص ۱۳۶۶

(۲) فتاوی رضویہ (مترجم) جلد ۹، ص ۵۲۱

ضروری وضاحت:

اولیاء کرام کے مزارات پر چراغ روشن کرنے کی ممانعت کرنے والے گروہ کے لوگ ممانعت کے ثبوت میں ایک حدیث پیش کرتے ہیں، وہ حدیث شریف بھی ذیل میں درج ہے:

''رَوَی اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرمِذِیْ عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ زَائِرَاتِ الْقُبُوْرِ وَالْمُتَّخِذِیْنَ عَلَیْهَا الْمَسَاجِدَ وَ السُّرُجَ''

ترجمہ: ''حضرت ابوداؤد اور حضرت ترمذی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبروں پر جانے والی عورتوں اور قبروں پر مسجدیں بنانے والوں اور قبروں پر چراغ رکھنے والوں پر لعنت فرمائی۔''

حوالہ:- جامع الترمذی، باب ماجاء فی کراهیة ان یتخذ علی القبر مسجداً، ناشر: کتب خانہ رشیدیہ، دھلی، جلد ۱، ص ۴۳

اس حدیث شریف کے مقدس الفاظ کو بغور ملاحظہ فرمائیں۔ حدیث شریف میں لفظ ''علیٰ'' یعنی ''اوپر'' ہے، جس کا مطلب ہوا ''قبر کے اوپر''۔ لہذا خاص قبر پر چراغ رکھنے کی ممانعت ہوئی۔

■ اس حدیث شریف کی شرح میں امام علامہ عارف باللہ عبدالغنی بن اسماعیل بن عبدالغنی حنفی نابلسی المتوفی ۱۱۴۳ھ رحمت اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

''اَلْمُتَّخِذِیْنَ عَلَیْھَا اَیْ الْقُبُوْرِ یَعْنِی فَوْقَھَا''

ترجمہ: ''رکھنے والے اس پر یعنی قبروں پر یعنی ان کے اوپر۔''

حوالہ:- الحدیقہ الندیہ شرح طریقہ محمدیہ، ناشر: مکتبہ نوریہ رضویہ، فیصل آباد، پاکستان، باب ایقاد الشموع فی القبور، جلد ۲، ص ۶۳۰

■ اس حدیث شریف میں وارد لفظ ''علیٰ'' کو علامہ علی بن سلطان محمد ہروی قاری مکی حنفی المعروف بہ ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری (المتوفی ۱۰۱۴ھ) نے حقیقی معنی پر لیا ہے یعنی خاص قبر پر۔

آپ فرماتے ہیں:

''قَیْدُ "عَلَیْھَا" یُفِیْدُ اِتِّخَاذُ الْمَسَاجِدِ بِجَنْبِھَا لَا بَأْسَ بِهٖ''

ترجمہ: ''عَلَیْھَا (یعنی قبروں پر) کی قید نے یہ فائدہ پہنچایا کہ قبر کے پہلو میں مسجد بنائیں، تو کوئی حرج نہیں۔''

حوالہ:- مرقاۃ شرح مشکوۃ، مطبوعہ: مکتبہ حبیبیہ، کوئٹہ، پاکستان، باب المساجد و مواضع الصلوۃ، جلد ۲، ص ۴۴۴

مخالفین کی پیش کردہ حدیث میں ''قبر پر مسجد بنانا اور چراغ جلانا'' دونوں کی

Marfat.com

ممانعت آئی ہے۔ جب علامہ ملا علی قاری کی مندرجہ بالا تشریح کے مطابق قبر پر مسجد بنانا حقیقی معنی میں ہے، تو قبر پر چراغ جلانا بھی یکساں علاقہ ہونے کی وجہ سے حقیقی معنی میں ہی ہے۔ لہذا جب قبر کے قریب یا آس پاس مسجد بنانے میں کوئی حرج نہیں، تو قبر کے قریب یا اردگرد چراغ جلانے میں بھی کوئی حرج نہیں۔

اہم نکتہ:

اولیاء کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین کے مزارات پر جو چراغ جلائے جاتے ہیں، وہ صرف تعظیم کی نیت سے جلائے جاتے ہیں اور یہ تعظیم ان مزارات کے پتھر، اینٹ اور مٹی کی تعظیم نہیں بلکہ ان کی مبارک روح کی تعظیم ہے، جیسا کہ پچھلے صفحات میں امام نابلسی کا قول نقل کیا گیا ہے کہ ''تَعظِیمًا لِرُوحِهِ المُشرَّفَةِ'' یعنی ''ان کی مبارک روح کی تعظیم کے لیے۔''

لہذا ملت اسلامیہ کے بزرگوں کی قبروں کی تعظیم حقیقت میں ان بزرگان دین کے روح کی تعظیم ہے اور اس طرح کی تعظیم سے کسی نے بھی منع نہیں فرمایا۔ بلکہ بزرگان دین کے مزارات کا ادب و احترام کرنے کی تعلیم اور ترغیب دی گئی ہے۔ جس بزرگ کا ان کی حیات میں جیسا ادب و احترام کرتے ہوں، ویسا ہی ادب ان کے انتقال کے بعد ان کے مزار کا کرنا چاہیئے۔

حضور اقدس، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ادب و احترام اور آپ کی تعظیم و توقیر کرنے کا حکم قرآن مجید میں ہے۔ لہذا ائمہ ملت اسلامیہ کا اتفاق ہے کہ جیسا ادب و احترام حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ظاہری حیات میں لازمی اور ضروری تھا، ویسا ہی ادب و احترام حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد

Marfat.com

بھی لازمی اور ضروری ہے۔

● امام اجل، علامہ شہاب الدین احمد علی بن حجر مکی عسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ علیہ الرحمۃ والرضوان کے شاگرد رشید حضرت علامہ عبدالقادر فاکہی مکی اپنی کتاب ''حسن التوسل فی زیارۃ افضل الرسول'' میں لکھا ہے کہ:

''وَمِنْهَا أَنْ لَّا يَسْتَدْبِرِ الْقَبْرَ الشَّرِيْفَ''

ترجمہ: ''آداب میں سے ہے قبر اقدس کی طرف پشت نہ کرے۔''

حوالہ:- فتاوی رضویہ، (مترجم) جلد۹، ص۵۱٦

● حضور اقدس، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مزار اطہر کا ادب و احترام ملحوظ رکھتے ہوئے مزار اقدس کو پیٹھ نہ کرنے کے سلسلہ میں امام جلیل، حضرت علامہ نورالدین عبداللہ سمہودی شافعی المتوفی ۹۱۱ھ رحمت اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مشہور و معروف کتاب ''خلاصۃ الوفاء فی اخبار دار المصطفی'' میں صاف لفظوں میں ارشاد فرماتے ہیں کہ:

''لَا يَسْتَدْبِرُ فِي الصَّلٰوةِ وَلَا فِيْ غَيْرِهَا''

ترجمہ: ''نہ نماز میں مزار اقدس کی طرف پیٹھ کرے اور نہ غیر نماز میں۔''

حوالہ:- وفاء الوفاء، مطبوعہ: احیاء التراث العربی، بیروت، الفصل الرابع من الباب الثامن، جلد٤، ص١٤١٠

● یہی امام موصوف پھر امام عزالدین بن عبدالسلام سے نقل فرماتے ہیں:

''إِذَا أَرَدْتَ الصَّلٰوةَ فَلَا تَجْعَلْ حُجْرَتَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَاءَ ظَهْرِكَ وَلَا بَيْنَ يَدِكَ وَالْأَدَبُ مَعَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ وَفَاتِهٖ مِثْلُهٗ فِيْ حَيَاتِهٖ فَمَا كُنْتَ صَانِعَهٗ فِيْ حَيَاتِهٖ فَاصْنَعْهُ بَعْدَ وَفَاتِهٖ مِنْ

Marfat.com

اِحۡتِرَامِهٖ وَالۡاِطۡرَاقِ بَيۡنَ يَدَيۡهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ''

ترجمہ: ''جب تو نماز پڑھنا چاہے، تو حجرۂ مطہرہ (مزار رسول) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پیٹھ نہ کر اور نہ نماز میں اپنے سامنے رکھ، اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ادب بعد وصال بھی ویسا ہی ہے، جیسا ظاہری حیات میں تھا، لہذا حضور کی حیات ظاہری میں جیسا تو ادب کرتا تھا اور حضور کے سامنے سر جھکاتا تھا، ایسا ہی مزار اقدس کے سامنے کر۔''

(حوالہ:-ایضاً)

مذکورہ بالا عبارات تعظیم وادب کے تعلق سے بیان ہوئیں اور تعظیم ہی اصل مقصد ہے۔ اگر تعظیم کے تعلق سے ایسی دیگر عبارات جمع کی جائیں تو ایک ضخیم دفتر تیار ہو جائے۔ حاصل کلام یہی کہ انبیاء کرام اور اولیاء عظام کی شان عظمت کے اظہار اور ان کے ادب واحترام کے لیے جو نیک اور مستحسن کام کیے جاتے ہیں، اور ان کاموں کے کرنے میں شریعت مطہرہ کی کسی قسم کی خلاف ورزی نہیں ہوتی، تو ایسے کام میں کوئی حرج نہیں اور اس سے روکنے کا کسی کو اختیار نہیں۔ ہاں! اگر روکنے والا اپنے قول میں سچا ہے، تو اس پر لازم ہے کہ ممانعت پر صریح دلیل قرآن وحدیث یا کتب معتبرہ سے پیش کرے، صرف اپنے قیاس فاسد اور جاہلانہ اجتہاد سے کوئی مسئلہ گڑھ لینا دیانت اور انصاف سے بعید ہے۔

حالانکہ بہت سے فروعی اور ضمنی مسائل زمانہ اور مقام کے بدلنے سے بدل بھی جاتے ہیں۔ کبھی کبھی حالات کے پیش نظر اور وقت کے تقاضے کی بناء پر بہت سے فروعی اور ضمنی مسائل کا حکم بدل جاتا ہے۔ ایسے مسائل کے لیے احکام سابقہ سے سند لانا اور اس کو خلاف شرع ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگانا، اور خواہ مخواہ مسلمانوں کے درمیان اختلاف پیدا کرنا اور امن وامان اور صلح ومحبت سے رہنے والے مسلمانوں میں

Marfat.com

پھوٹ ڈالنا اور انھیں مذہب کے نام پر لڑنے لڑانے پر آمادہ کرنا سخت ناپسندیدہ جرم ہے۔

● امام جلیل حضرت علامہ برہان الدین ابراہیم ابن ابی بکر بن محمد بن حسین اخلاطی حسینی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں:

''هُوَ وَإِنْ كَانَ أَحْدَاثًا فَهُوَ بِدْعَةٌ حَسَنَةٌ وَكَمْ مِنْ شَيْءٍ كَانَ أَحْدَاثًا وَهُوَ بِدْعَةٌ حَسَنَةٌ وَكَمْ مِنْ شَيْءٍ يَخْتَلِفُ بِاخْتِلَافِ الزَّمَانِ وَالْمَكَانِ''

ترجمہ: ''یہ اگرچہ نو پیدا (نئی پیداوار) ہے، پھر بھی بدعت حسنہ ہے اور بہت سی چیزیں نئی پیدا ہوئیں اور وہ اچھی بدعت ہیں اور بہت سے احکام ایسے بھی ہیں جو زمانہ اور مقام کی تبدیلی سے بدل جاتے ہیں۔''

حوالہ:- جواهر اخلاطی، قلمی نسخه، ص۱٦٨، بحواله: بریق المنار بشموع المزار، از:امام احمد رضا محقق بریلوی، مطبوعه رضا اکیڈمی، ص۱۵

یہ بھی ذرا سوچو!

دورِ حاضر میں ہر ملک، بلکہ ہر شہر اور ہر گاؤں میں مسجدوں کی تعمیر میں اس بات کا خاص لحاظ کیا جاتا ہے کہ محلّہ میں واقع رہائش کے مکانوں کے مقابلہ میں مسجد زیادہ بلند اور خوبصورت ہو۔ لوگوں کے گھروں کے مقابلہ میں اللہ کا گھر یعنی مسجد باوقار اور بارونق ہو۔ لہذا صدیوں سے مساجد کی تعمیر میں اس بات کا خاص خیال رکھا جاتا ہے۔ مسجدیں بلند اور خوبصورت تعمیر کی جاتی ہیں۔ مسجدوں کو دیگر مکانات سے ممتاز اور باشوکت بنانے کے لیے ان پر بلند مینارے تعمیر کرنا، کنگرے بنانا درو دیوار کو نقش و نگار سے منقش اور مزین کرنا، مسجد کو آراستہ و پیراستہ کرنا آج کل عام طور سے قوم مسلم میں رائج ہے۔ بلکہ ہر فرقہ کے لوگ اپنی اپنی مسجدوں کو زیادہ سے زیادہ خوبصورت اور باوقار بنانے میں حد درجہ

Marfat.com

کوشش کرتے ہیں اور مسجدوں کو خوبصورت، منقش، بلند اور باوقار تعمیر کرنا، مسجد کو بلند میناروں سے ممتاز کرنا، نقش ونگار وغیرہ سے اس کی شان امتیاز پیدا کرنا، جیسے امور میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں۔ سب لوگ متفقہ طور پر اس کے جواز کے قائل ہیں۔

حالانکہ...

حدیث شریف میں مسجدوں کی آرائش کرنا، ان پر مینارے، کنگرے وغیرہ بنانے کی ممانعت آئی ہوئی ہے۔

حدیث:

حضرت ابن ابی شیبہ نے "مصنف" میں اور امام بیہقی نے "سنن" میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اِبۡنُوا الۡمَسَاجِدَ وَ اتَّخِذُوۡهَا جُمًّا"

ترجمہ: "مسجدیں بناؤ اور مسجدیں منڈی بناؤ۔"

حوالہ:- سنن الکبری، مطبوعہ: دار صادر، بیروت باب فی کیفیۃ بناء المسجد، جلد۲، ص۴۳۹

حدیث:

حضرت ابن ابی شیبہ نے "مصنف" میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ حضور اقدس، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

"اِبۡنُوا مَسَاجِدَکُمۡ جُمًّا وَ ابۡنُوا مَدَائِنَکُمۡ مُشۡرِفَةً"

ترجمہ: "مسجدیں منڈی بناؤ یعنی اس میں کنگرے نہ رکھو اور اپنے شہر اونچے کنگرے دار بناؤ۔"

Marfat.com

حوالہ:- المصنف لابن ابی شیبہ، مطبوعہ:ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، کراچی، جلد ۱، ص ۳۰۹

حدیث:

حضرت ابوداؤد نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

''لَتُزَخْرِفُنَّهَا کَمَا زَخْرَفَتِ الْیَهُوْدُ وَالنَّصَارٰی''

ترجمہ: ''تم مسجدوں کی آرائش (سجاوٹ) کرو گے جیسے یہود و نصاریٰ نے آرائش کی۔''

حوالہ:- سنن ابی داؤد، مطبوعہ:آفتاب عالم پریس، لاہور، باب فی بناء المسجد، جلد ۱، ص ۶۵

بنظر ظاہر اگر دیکھا جائے تو مندرجہ بالا تینوں احادیث کریمہ سے بلند اور رفیع عمارت والی مساجد بنانا، مساجد کو نقش و نگار سے منقش اور مزین کرنا، کنگرے اور مینارے بنانا وغیرہ منع ہے، لیکن صدیوں سے ملت اسلامیہ کے لوگ مساجد کو اسی ہیئت سے تعمیر کرتے چلے آرہے ہیں اور فی زمانہ کرتے بھی ہیں اور اس کی کسی بھی گروہ یا فرقہ کے ذریعہ مخالفت نہیں کی جاتی۔

مساجد کی موجودہ ہیئت کی تعمیر کی مخالفت نہ کرنا یقیناً مناسب ہی ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک ہزار سال قبل کی ہیئت کی تعمیر پر مشتمل عمارت والی، منڈی، غیر منقش، کوتاہ، غیر بلند، بغیر کنگرے اور مینار والی کچی مساجد اگر آج تعمیر کی جائیں گی، تو مساجد کی وقعت، ہیبت اور اہمیت عام لوگوں کی نگاہوں میں نہ ہوگی۔ کیونکہ ظاہری تزک واحتشام یعنی شان و شوکت ہی عام لوگوں کے دلوں میں تعظیم کا اثر پیدا کرتی ہے۔ علاوہ ازیں

Marfat.com

مساجد کی شان وشوکت سے اسلام کی شان وشوکت ظاہر ہوتی ہے۔مساجد اسلام کا شعائر یعنی علامات اور نشانیاں ہیں۔لہذا مساجد کا شمار بھی شعائر اللہ میں ہے۔اور اللہ کے شعار کی چیزوں کی تعظیم کرنے کا قرآن مجید میں حکم ہے:

آیت:

''وَمَنۡ يُّعَظِّمۡ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنۡ تَقۡوَى الۡقُلُوۡبِ''

(سورۃ الحج، آیت نمبر ۳۲)

ترجمہ: ''اور جو اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے۔''

(کنز الایمان)

آیت:

''وَمَنۡ يُّعَظِّمۡ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيۡرٌ لَّهٗ عِنۡدَ رَبِّهٖ''

(سورۃ الحج، آیت نمبر ۳۰)

ترجمہ: ''اور جو اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے، تو وہ اس کے لئے رب کے یہاں بھلا ہے۔''

(کنزالایمان)

پرانے زمانہ میں جب لوگوں کی رہائش کے مکانات کچے ہوتے تھے، تو مساجد کی عمارت بھی پکی تعمیر ہوتی تھی، رفتہ رفتہ لوگوں کے رہن سہن، سماجی طور طریقے اور زندگی بسر کرنے کے رویہ میں تبدیلیاں ہوتی گئیں، لوگ عالی شان عمارتوں میں رہنے لگے ایسے ماحول میں اگر مساجد پرانی ہیئت کی منڈی اور پکی تعمیر کی گئیں، تو وہ عوام الناس کے مکانوں کے درمیان دب کر رہ جائیں گی۔ مساجد کی ہیبت و دبدبہ، شان وشوکت، امتیازی شان اور دور سے اس پر مطلع ہونے کے اسباب مفقود ہو جائیں گے اور لوگوں کی نظروں میں اس کی کوئی اہمیت اور دلوں میں کوئی تعظیم و وقعت نہ ہوگی، لہذا ملت اسلامیہ

Marfat.com

کے دور رس نگاہ رکھنے والے اور اسلام کی شان وشوکت کا دبدبہ قائم کرنے کا صحیح جذبہ رکھنے والے عظیم المرتبت ائمہ دین نے اب مساجد کو پکی، بلند، اور منقش کرنے کی اجازت مرحمت فرمادی۔

حوالہ:۱

عالم جلیل، امام شہاب الدین، احمد بن محمد المصری القسطلانی الشافعی (المتوفی ۹۲۳ھ) رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اُسْتُنْبِطَ كَرَاهِيَةُ زَخْرَفَةِ الْمَسْجِدِ لِاشْتِغَالِ قَلْبِ الْمُصَلِّی بِذٰلِكَ أَوْ لِصَرْفِ الْمَالِ فِی غَيْرِ وَجْهِهِ نَعَمْ إِذَا وَقَعَ ذٰلِكَ عَلٰی سَبِيْلِ تَعْظِيْمِ الْمَسَاجِدِ وَلَمْ يَقَعِ الصَّرْفُ عَلَيْهِ مِنْ بَيْتِ الْمَالِ فَلَا بَأْسَ بِهِ وَلَوْ أَوْصٰی بِتَشْيِيْدِ مَسْجِدٍ وَتَحْمِيْرِهِ وَتَصْفِيْرِهِ نُفِذَتْ وَصِيَّتُهُ لِأَنَّهُ قَدْ حَدَثَ لِلنَّاسِ فَتَاوٰی بِقَدْرِ مَا أَحْدَثُوْا وَقَدْ أَحْدَثَ النَّاسُ مُؤْمِنُهُمْ وَكَافِرُهُمْ تَشْيِيْدَ بُيُوْتِهِمْ وَ تَزْيِيْنِهَا وَلَوْ بَنَيْنَا مَسَاجِدَنَا بِاللَّبِنِ وَجَعَلْنَاهَا مُتَطَامِنَةً بَيْنَ الدُّوْرِ الشَّاهِقَةِ وَرُبَّمَا كَانَتْ لِأَهْلِ الذِّمَّةِ لَكَانَتْ مُسْتَهَانَةً''

ترجمہ: ''حدیث سے اخذ کیا گیا ہے کہ مسجدوں کی آرائش مکروہ ہے کہ نمازی کا خیال اس کی وجہ سے بٹے گا، یا اس لیے کہ مال بیجا خرچ ہوگا۔ ہاں! اگر تعظیم مسجد کے لیے آرائش ہو اور آرائش کا خرچ بیت المال سے نہ ہو، تو کچھ مضائقہ نہیں۔ اور اگر کوئی شخص وصیت کر جائے کہ اس کے مال سے مسجد کی گچ کاری یعنی چونے کا کام کیا جائے اور اس میں سرخ وزرد یعنی لال اور پیلے رنگ کیے جائیں، تو وصیت نافذ ہوگی، کیونکہ لوگوں میں جیسی نئی نئی باتیں پیدا ہوتی گئیں، ویسے ہی ان کے لیے فتوے نئے ہوئے کہ اب

Marfat.com

مسلمانوں اور کافروں سب نے اپنے مکان کی گچ کاری یعنی چونے کا کام اور آرائش (سجاوٹ) شروع کر دی ہے۔ اب اگر ہم ان بلند عمارتوں کے درمیان جو عمارتیں مسلمانوں کے علاوہ کافروں کی بھی ہوں گی، کچی اینٹ اور نیچی دیواروں کی مسجد بنائیں گے، تو لوگوں کی نگاہوں میں ان مسجدوں کی بے وقعتی ہوگی۔"

حوالہ:- (۱) ارشاد الساری شرح البخاری، مطبوعہ: دار الکتاب العربی، بیروت، باب بنیان المساجد، جلد ۱، ص ۴۴۰

(۲) بریق المنار بشموع المزار، ص ۱۳ اور ۱۴

(۳) فتاوی رضویہ (مترجم) جلد ۹، ص ۴۹۳

حوالہ: ۲

فخر الفقہاء، فقیہ جلیل، امام فخر الدین ابو محمد عثمان بن علی زیلعی (المتوفی ۷۴۳ھ) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

"لَا یُکْرَہُ نَقْشُ الْمَسْجِدِ بِالْجِصِّ وَمَاءِ الذَّھَبِ"

ترجمہ: "گچ اور سونے کے پانی سے مسجد میں نقش بنانا مکروہ نہیں ہے۔"

حوالہ:- تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق، مطبوعہ: کبری امیریہ، مصر، فصل کرہ استقبال القبلہ، جلد ۱، ص ۱۶۸

اسی طرح فقہ کی مستند اور معتبر کتب درمختار، رد المحتار، مجمع بحار الانوار، جواہر الاخلاطی، فتاوی عالمگیری وغیرہ میں مساجد کو پکی اور بلند تعمیر کرنا اور اس میں نقش و نگار کو جائز قرار دیا گیا ہے۔ اور یہ سب صرف اللہ کے گھر مساجد کی وقعت اور حرمت کے اظہار کے لیے ہے۔ ان مساجد کے متعلق فقہاء کرام کے نافذ کردہ احکام پر مزارات اولیاء عظام پر روشنی کرنے کے مسئلہ کو بھی قیاس کیا گیا ہے۔ حدیث میں قبر پر چراغ جلانے کی ممانعت کے ساتھ ساتھ پکی مسجدیں بنانے کی ممانعت صادر ہوئی ہے۔ جب اس

Marfat.com

ممانعت کو مساجد کے حق میں فقہاء کرام نے تبدیل زمانہ کے لحاظ سے اباحت سے بدل دیا اور اس ترمیم سے کسی کو اختلاف و اعتراض نہیں، تو بزرگان دین کے مزارات پر روشنی کرنے کے سلسلہ میں فقہاء کرام کے ارشادات عالیہ کو بھی تسلیم کرنے میں ہی عدل و انصاف ہے۔ غیر جانبدارانہ اور منصف المزاج رویہ اپنانا ہی مؤمن کی شایان شان ہے۔

پکی اور بلند عمارت والی مسجدیں تعمیر کرنے کی ابتدا تابعین کرام کے مبارک زمانہ سے ہوئی۔ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے زمانہ تک لوگوں کے دلوں میں شعائر دین کی عظمت بھرپور تھی، علاوہ ازیں عام لوگوں کے مکانات بھی بہت معمولی اور سادے ہوتے تھے، جب اسلام کو کثرت سے فتوحات حاصل ہوئیں اور دیگر ممالک میں بھی پرچم اسلام لہرانے لگا اور دیگر ممالک کے ساتھ مسلمانوں کے تجارتی تعلقات نے فروغ پایا اور دولت کی کثرت ہونے کی وجہ سے مکانات بھی عالیشان بننے لگے، ایسے حالات میں اگر مسجدیں اسی طرح کی منڈی، نیچی، پکی اور معمولی حیثیت کی رہتیں، تو عام لوگوں کی نگاہوں میں ان کی وقعت نہ ہوتی بلکہ غیر مسلم قومیں ہنستیں کہ مسلمانوں کی عبادت گاہ ایسی معمولی ہے، لہذا مساجد کی عمارتیں عالیشان سے عالیشان بننے لگیں، مینارے، کنگرے اور گنبد بننے لگے اور اس سے مقصود شعائر دین کی عظمت و وقعت دلوں میں بٹھانا ہے۔

اسی طرح...

گزشتہ زمانہ میں ہر مسلمان قبور مؤمنین کا احترام کرتا تھا، خصوصاً اولیاء، صلحاء، علماء، مشائخ اور دیگر بزرگان دین کے مزارات کی عظمت و وقعت اور ان کی شان لوگوں

Marfat.com

کے دلوں میں تھی، مگراب جب کہ بصیرت باطنی کا عام فقدان ہو چکا ہے اور ظاہری شان و شوکت ہی عظمت کا نشان بن چکا ہے، علمائے ملت اسلامیہ نے علماء و مشائخ کے مزارات پر قبے بنانے کی اجازت دے دی، بلکہ اسے مستحسن بتایا ہے۔ نیز اولیاء کرام کے مزارات پر چراغ روشن کرنے کی بھی اجازت مرحمت فرمادی۔

اگر کسی صاحب کو اولیاء کرام کے مزارات پر روشنی کرنے کے تعلق سے مزید وضاحت، تحقیق اور دلائل درکار ہوں، تو وہ امام اہل سنت، مجدد دین و ملت، شیخ الاسلام والمسلمین، امام احمد رضا محقق بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے مندرجہ ذیل رسائل کی طرف رجوع فرمائیں۔

(۱) بریق المنار بشموع المزار (۱۳۳۱ھ)

(۲) طوالع النور فی حکم السراج علی القبور (۱۳۰۴ھ)

بعد تدفین کے ضروری مسائل

مسئلہ:

دفن کے بعد قبر کے پاس اتنی دیر ٹھہرنا مستحب ہے، جتنی دیر میں ایک اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کردیا جائے، اتنی دیر تک قبر کے پاس ٹھہرنے سے میت کو اُنس ہوگا اور نکیرین کے جوابات دینے میں وحشت نہ ہوگی، اور جتنی دیر قبر کے پاس ٹھہریں اتنی دیر تک تلاوت قرآن مجید و ذکر و اذکار میں مشغول رہیں اور میت کے لیے دعا و استغفار کرتے رہیں اور خاص طور یہ دعا کریں کہ میت منکر نکیر کے سوال کے جواب میں ثابت قدم رہے۔

حوالہ:- جوھرہ نیرہ، بھار شریعت، حصہ ٤، ص ١٦٣

مسئلہ:

بعد دفن اتنی دیر بیٹھنا کہ ایک اونٹ ذبح کیا جائے، مسنون ہے، صحیح مسلم شریف

Marfat.com

میں اس بارے میں حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث وارد ہے۔

حوالہ:- فتاوی رضویه (مترجم) جلد۹،ص ۳۷۷

مسئلہ:

میت سے سوال دفن کے بعد ہوتا ہے، دفن سے پہلے میت سے کوئی سوال ہونے کا ذکر حدیث میں نہیں۔ حوالہ:- فتاوی رضویه (مترجم)،جلد ۹،ص ۳۷۳

حدیث:

ابوداؤد شریف میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کسی کو دفن کرنے سے فارغ ہوتے تو اس کی قبر کے پاس کھڑے ہو کر فرماتے:

''اِستَغفِرُوا لِاَخِیکُم وَاسأَلُوا اللّٰہَ لَہُ التَّثبِیتَ فَاِنَّہُ الآنَ یُسأَلُ''

ترجمہ: ''اپنے بھائی کے لیے بخشش طلب کرو اور اللہ تعالیٰ سے اس کے ثابت قدم رہنے کی دعا کرو کیونکہ اب اس سے سوال کیے جائیں گے۔''

حوالہ:- ابوداؤدشریف،جلد۲،کتاب الجنائز،باب: الاستغفار عند القبر للمیت، حدیث نمبر ۳۲۲۳،ص۵۵۸،مطبوعه: جرمنی۔

حدیث:

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے اپنی وفات کے قریب اپنے بیٹے کو وصیت فرمائی کہ جب میں فوت ہو جاؤں تو میرے جنازے کے ساتھ کوئی نوحہ کرنے والی عورت نہ ہو اور آگ بھی نہ ہو، جب تم مجھے دفن کر لو اور قبر پر مٹی ڈال لو:

''ثُمَّ أَقِیمُوا حَولَ قَبرِی قَدرَ مَا یُنحَرُ جُزُورٌ وَ یُقسَمُ لَحمًا حَتّٰی أَستَأنِسَ بِکُم وَأَعلَمَ مَاذَا أُرَاجِعُ بِهِ رُسُلَ رَبِّی''

Marfat.com

ترجمہ: ''پھر میری قبر کے ارد گرد اتنی دیر کھڑے رہنا، جتنی دیر میں اونٹ کو ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کیا جاتا ہے، تاکہ میں تم سے اُنس حاصل کرسکوں اور مجھے یہ معلوم ہوجائے کہ مجھے اپنے رب تعالیٰ کے بھیجے ہوئے فرشتوں (نکیرین) کو کیا جواب دینا ہے۔''

حوالہ:- (۱) صحیح مسلم

(۲) مشکوۃ المصابیح، مطبوعہ: رضا اکیڈمی، ممبئی، کتاب الجنائز، باب دفن المیت، ص ۱۴۹

مسئلہ:

میت کو دفن کرنے کے بعد لوگوں کو منتشر ہوجانا چاہیئے، دفن کے بعد میت کے گھر جاکر فاتحہ پڑھنا لازمی نہیں، بہت سے مقامات پر ایسا رواج ہے کہ میت کو دفن کرنے کے بعد میت کے گھر آتے ہیں اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہیں، اس میں بھی شرعاً کوئی حرج نہیں بلکہ یہ بھی ایصال ثواب کا ایک طریقہ ہے۔ اور میت کو ایصال ثواب کر کے اس کی اعانت کرنا اور اس کے لیے مغفرت کی دعا کرنا، پسماندگان کی تعزیت، ان کی تسکین وتسلی، یہ سب باتیں شرعاً جائز اور پسندیدہ ہیں۔ البتہ دفن کے بعد گھر آکر فاتحہ پڑھنا لازمی اور ضروری بھی نہیں۔

حوالہ:- فتاوی رضویہ (مترجم) جلد ۹، ص ۳۷۲ اور ص ۳۹۲

بعد دفن قبر کھودنا، پرانی قبر میں دوسری میت دفن کرنا اور میت کو منتقل کرنا کیسا ہے؟

مسئلہ:

عورت کو کسی وارث نے زیور سمیت دفن کردیا اور دفن کرتے وقت بعض ورثہ

Marfat.com

موجود نہ تھے، ان ورثہ کو قبر کھول کر زیورات نکال لینے کی اجازت ہے۔ اسی طرح کسی کا کچھ مال قبر میں گر گیا اور مٹی دینے کے بعد یاد آیا، تو قبر کو کھول کر نکال سکتا ہے، اگرچہ وہ مال ایک ہی درہم ہو۔

حوالہ:- عالمگیری، ردالمحتار اور بہار شریعت، حصہ ٤، ص ١٦٣

مسئلہ:

کسی عورت کی مدت حمل پوری ہونے کے بعد، قبل وضع (پیدائش) انتقال ہوا اور اس عورت کو دستور کے مطابق دفن کر دیا گیا، پھر کسی صالح مرد نے خواب دیکھا کہ اس عورت کو زندہ بچہ پیدا ہوا ہے، تو اس خواب پر اعتماد کر کے قبر کھودنا جائز نہیں۔

حوالہ:- (١) فتاوی ھندیہ، مطبوعہ: نورانی کتب خانہ، پشاور، باب السادس عشر فی زیارۃ القبور، جلد ٥، ص ٣٥١

(٢) فتاوی رضویہ (مترجم)، جلد ٩، ص ٤٠٥

مسئلہ:

ایک قبر میں ایک سے زیادہ مردے بلا ضرورت دفن کرنا جائز نہیں، اور اگر ضرورت یا مجبوری ہے تو کر سکتے ہیں، مگر ایسی صورت میں دو میتوں کے درمیان مٹی وغیرہ سے آڑ کر دیں۔ حوالہ:- عالمگیری، بہار شریعت، حصہ ٤، ص ١٦٣

مسئلہ:

امام جلیل، علامہ محقق امین الدین محمد بن عابدین شامی المتوفی ١٢٥٢ھ علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں:

''إِذَا صَارَ الْمَيِّتُ تُرَابًا فِي الْقَبْرِ يُكْرَهُ دَفْنُ غَيْرِهِ فِي قَبْرِهِ لِأَنَّ الْحُرْمَةَ بَاقِيَةٌ'' یعنی'' جب قبر میں میت گل کر مٹی بھی ہو جائے، تب بھی اس کی قبر میں

Marfat.com

دوسرے کو دفن کرنا مکروہ ہے کہ اس کی تعظیم و حرمت کے خلاف ہے کہ اس میت کی تعظیم و حرمت اب بھی باقی ہے۔"

حوالہ:- ردالمحتار، مطبوعه: ادارة الطباعة المصريه، مصر، باب: صلوة الجنائز، جلد ١، ص ٥٩٩

مسئلہ:

اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ بمبئی جیسے بڑے شہروں میں پرانی قبریں کھود کر ان میں دوسری میتیں دفن کی جاتی ہیں، تو اگر قبور کھودنے سے مردہ کی توہین ہوتی ہے، تو ان شہروں میں یہ کام کیوں ہوتا ہے؟ جواباً عرض ہے کہ ان شہروں میں جگہ بہت تنگ ہے۔ قبرستانوں میں اتنی کشادگی نہیں کہ ہر میت کے لیے الگ الگ قبر ہو، لہذا اس شدید ضرورت کی وجہ سے جائز ہے۔ قاعدۂ متفقہ ہے کہ "اَلضَّرُوْرَاتُ تُبِیْحُ الْمَحْظُوْرَات" یعنی "ضرورت کے وقت منع کردہ چیزیں بھی جائز ہو جاتی ہیں۔"

- علامہ برہان الدین ابراہیم بن محمد حلبی حنفی المتوفی ۹۵۶ھ اپنی شہرۂ آفاق کتاب "غنية المستملی شرح منية المصلی" مطبوعہ: سہیل اکیڈمی۔ لاہور، (پاکستان) فصل فی الجنائز، ص ۶۰۷ پر فرماتے ہیں:

"وَلَا يُحْفَرُ قَبْرٌ لِدَفْنِ آخَرٍ مَا لَمْ يَبْلَ الْأَوَّلُ فَلَمْ يَبْقَ لَهُ عَظْمٌ إِلَّا عِنْدَ الضَّرُوْرَةِ بِأَنْ لَمْ يُوْجَدْ مَكَانٌ سِوَاهُ"

ترجمہ: "اور دوسرے مردہ کو دفن کرنے کے لیے قبر نہ کھودا جائے، جب تک پہلا مردہ بوسیدہ نہ ہو جائے، یہاں تک کہ اس کی ہڈیاں بھی باقی نہ رہیں، مگر بوقت ضرورت قبر کھودنا جائز ہے، جبکہ اس کے بغیر کوئی دوسری جگہ میسر نہ ہو۔"

حوالہ:- فتاوی رضویه (مترجم)، جلد ۹، ص ۴۳۸

Marfat.com

مسئلہ:

اگر کوئی پرانی قبر کسی وجہ سے کھل جائے یعنی اس کی مٹی الگ ہو جائے اور مردہ کی ہڈیاں وغیرہ ظاہر ہونے لگیں، تو اس صورت میں مٹی دے کر قبر کو بند کرنا واجب ہے کیونکہ ستر مسلم لازم ہے۔

صحیح بخاری شریف، مطبوعہ: قدیمی کتب خانہ، کراچی، کتاب الجنائز، جلد ۱، ص ۱۸۶ پر ہے کہ:

''قَدِ انْکَشَفَتْ قَدَمٌ لَمَّا انْھَدَمَ جِدَارُ الْحُجْرَۃِ الشَّرِیْفَۃِ فِی زَمَانِ الْوَلِیْدِ فَفَزَعَ النَّاسُ وَظَنُّوا أَنَّھَا قَدَمُ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَمَا وَجَدُوْا أَحَدًا یَعْلَمُ ذَالِکَ حَتّٰی قَالَ لَھُمْ عُرْوَۃُ لَا وَاللّٰہِ مَا ھِیَ قَدَمُ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم مَا ھِیَ اِلَّا قَدَمُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کَمَا فِی صَحِیْحِ الْبُخَارِی عَنْ ھِشَامِ بْنِ عُرْوَۃَ عَنْ أَبِیْہِ وَأَخْرَجَ اِبْنُ زَبَالَۃَ وَغَیْرُہُ أَنْ قَالَ عُمَرُبْنُ عَبْدِالْعَزِیْزَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ لِمَنْ اَمَرَ بِبِنَاءِ الْحَائِطِ اَنْ غَطَّ مَا رَأَیْتَ فَفَعَلَہٗ''

ترجمہ: ''ولید بن عبدالملک کے زمانہ میں جب روضۂ پاک کی دیوار منہدم ہوئی، تو ایک قدم کھل گیا، جس سے لوگ گھبرا اٹھے اور انھیں گمان ہوا کہ یہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قدم مبارک ہے۔ اور کسی ایسے آدمی کو تلاش کیا جو آگاہ ہو کہ یہ کس کا قدم شریف ہے۔ یہاں تک کہ حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ خدا کی قسم! یہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مبارک قدم نہیں بلکہ یہ تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قدم شریف ہے، جیسا کہ صحیح بخاری میں حضرت ہشام بن عروہ سے مروی ہے، وہ اپنے والد سے راوی ہیں اور ابن زبالہ وغیرہ نے روایت کی ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس کو دیوار تعمیر کرنے کا حکم دیا تھا، اس سے فرمایا کہ جو تم نے دیکھا اسے

Marfat.com

چھپادو، اس نے حکم کی تعمیل کی۔''

حوالہ:- فتاوی رضویه (مترجم) جلد۹، ص ٤٠٤

مسئلہ:

جس شہر یا گاؤں میں انتقال ہوا، وہیں کے قبرستان میں دفن کرنا مستحب ہے، اگرچہ انتقال کرنے والا وہاں رہتا نہ ہو، بلکہ جس گھر میں انتقال ہوا ہو، اس گھر والوں کے قبرستان میں دفن کریں، اور ایک دو میل میت کو باہر لے جانے میں کوئی حرج نہیں کہ شہر کے قبرستان اکثر اتنے فاصلہ پر ہوتے ہیں۔ اور دوسرے شہر کو اس کی لاش لے جانے کی علماء ممانعت فرماتے ہیں، اور یہی صحیح ہے، یہ اس صورت میں ہے کہ دفن سے پہلے لے جانا چاہیئے، اور دفن کے بعد تو لے جانا مطلقاً منع ہے۔ سوائے بعض صورتوں میں جو بعد میں مذکورہ ہوں گی۔ حوالہ:- عالمگیری، بهار شریعت، حصه ٤، ص ١٦٣

مسئلہ:

بعض جگہ ایسا غلط طریقہ بھی رائج ہے کہ میت کو زمین کے سپرد کر دیتے ہیں، پھر وہاں سے نکال کر دوسری جگہ دفن کرتے ہیں۔ اس کام کو فقہی اصطلاح میں ''نبش'' کہتے ہیں۔ نبش شرعاً حرام، حرام اور سخت حرام اور میت کی اشد توہین اور اللہ تعالیٰ کے راز کی بے حرمتی ہے۔ اگر زمین کے مالک کی رضا مندی سے دفن کیا گیا ہے، تو اب نعش کو کھود کر نکالنے کے جواز کی کوئی گنجائش ہی نہیں، اگرچہ مرنے والے نے وصیت بھی کی ہو کہ مجھ کو فلاں جگہ دفن کرنا، اگر اتفاق سے مجھے دوسری جگہ دفن کر دیا جائے، تو وہاں سے میری لاش نکال کر بھی فلاں جگہ دفن کرنا، اور دفن کے تعلق سے کی گئی وصیت واجب العمل نہیں، یعنی ایسی وصیت پر عمل کرنا واجب نہیں۔

حوالہ:-(۱)فتاوی رضویه (مترجم) جلد۹، ص ٤٠٥/٤٠٦

Marfat.com

(۲) بهار شریعت، حصه ٤، ص ١٦٣

مسئلہ:

دوامی اجارہ (پٹہ) کی زمین میں مستاجر کی اجازت سے دفن کرنا جائز ہے۔ دفن کرنے کے لیے ملکی زمین (Own Land) ہونا ضروری نہیں، بلکہ علماء ملت اسلامیہ نے دوامی اجارہ کی زمین میں مسجد بنانے کی بھی اجازت دی ہے اور اس میں وقف کو صحیح مانا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ہمیشہ رہے گی۔

حوالہ:- (۱) ردالمحتار، مطبوعہ: ادارة الطباعة المصریه، مصر، کتاب الوقف، جلد۳، ص ۳۹۱

(۲) فتاوی رضویه (مترجم) جلد۹، ص ۳۸۰

مسئلہ:

بعض جاہلوں میں یہ بات مشہور ہے کہ جب تک میت دفن نہ کی جائے، اس کے گھر والوں کو کھانا تناول کرنا درست نہیں بلکہ بعض جاہل تو یہاں تک کہتے ہیں کہ دفن کرنے کے پہلے کھانا حرام ہے۔ یہ سراسر جھوٹ اور غلط خیال ہے۔ کھانا حرام نہیں بلکہ میت کی تجہیز و تکفین سے غفلت حرام ہے۔

حوالہ:- فتاوی رضویه (مترجم)، جلد۹، ص ٤٠١

مسئلہ:

دوسرے کی ملک کی زمین میں مالک کی اجازت کے بغیر دفن کر دیا، تو مالک کو اختیار ہے کہ چاہے تو میت کے رشتہ داروں سے کہے کہ اپنا مردہ نکال لو، یا زمین برابر کر کے اس میں کھیتی کرے، اسی طرح کسی کا کپڑا چرا کر، یا لوٹ کر مال غصب کیے ہوئے کپڑے کا کفن دے کر مردہ دفن کر دیا، تو کپڑے کا مالک مردہ نکلوا سکتا ہے۔

حوالہ:- بهار شریعت، حصه ٤، ص ١٦٣

ایک اعتراض اور اس کا جواب

اوراق سابقہ میں قطعی دلیلوں سے یہ بات ثابت کی گئی ہے کہ قبر میں دفن کرنے کے بعد میت کو نکالنا، میت کو ایذا دینا ہے، قبر کی جگہ کا ادب واحترام کرنا اس لیے ہے کہ قبر کی زمین میت کا حق ہے۔ میت کا ادب واحترام اب بھی باقی ہے۔ میت کی حرمت و تعظیم شرعاً لازمی اور ضروری ہے۔ تو مالک زمین کی اجازت کے بغیر دفن کیے گئے مردہ کو قبر سے باہر نکالنے میں یا اس کی قبر کی زمین کو مسمار کر کے اس پر کھیتی وغیرہ کرنے سے میت کی بے حرمتی کا معاملہ درپیش ہوگا۔ اہانت قبر مسلم کا الزام عائد ہوگا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ:

بے شک! قبور مسلمین کی حرمت و تعظیم لازمی اور ضروری ہے۔ لیکن جو قبر مالک زمین کی اجازت کے بغیر ظلماً و جبراً بنائی گئی ہو، اس کے لیے کچھ بھی حق نہیں۔ کیونکہ حدیث شریف میں صاف ارشاد ہے:

''لَيْسَ لِعِرْقٍ ظَالِمٍ حَقٌّ''

ترجمہ: ''ظالم کی رگ کا کوئی حق نہیں۔''

حوالہ:- سنن ابو داؤد، مطبوعہ، آفتاب عالم پریس، لاہور باب احیاء الاموات، جلد ۲، ص ۸۱

نمازی کے آگے سے گزرنا سخت گناہ ہے اور احادیث کریمہ میں نمازی کے آگے سے گزرنے پر سخت وعیدیں وارد ہیں۔ احادیث کریمہ میں یہاں تک ارشاد ہے کہ اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والا جانتا کہ اس میں کتنا گناہ ہے، تو وہ ایک قدم چلنے سے سو سال کھڑا رہنا بہتر سمجھتا، یا یہ چاہتا کہ اس کی ران ٹوٹ جائے مگر نمازی کے سامنے سے

Marfat.com

نہ گزرے۔ لیکن اگر مسجد میں جماعت کھڑی ہوگئی ہو اور ابھی پہلی صف مکمل نہ ہوئی کہ پیچھے صفیں قائم ہوگئیں۔ تو حدیث اور فقہ میں حکم فرمایا گیا ہے کہ پیچھے قائم ہونے والی صفوں کو چیرتے ہوئے اور نمازی کے آگے سے گزرتے ہوئے اگلی صفیں پوری کریں، امام اہل سنت محقق بریلوی فرماتے ہیں کہ:

"صفوف نماز کی کس قدر حرمت وتعظیم ہے، مگر جو صفیں قبل تمامی صف اول کرلی جائیں، حدیث وفقہ حکم فرماتے ہیں کہ ان صفوں کو چیرتے ہوئے جا کر صف اول پوری کریں کہ خلاف شرع قائم ہونے کے سبب ان کی حرمت نہیں۔ یہ حق اللہ میں ہے، حق العبد تو اشد ہے۔ پھر بھی اگر صاحب حق اس میت مسلم کا لحاظ کرکے اپنے حق سے درگزر کرے کہ مردہ بدست زندہ اس نے خود قصور نہ کیا، تو امید ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ اسے اجر عظیم عطا فرمائے گا۔"

حوالہ:- فتاوی رضویه (مترجم) جلد ۹، ص ۴۰۹

مسئلہ:

اپنے لیے پہلے سے کفن تیار رکھنے میں حرج نہیں اور اپنے لیے قبر پہلے سے نہ بنانا چاہیئے، اپنے لیے پہلے سے قبر کھدوا رکھنا بے معنی ہے۔ کیا معلوم کہاں مرے گا؟

حوالہ:- (۱) فتاوی رضویه (مترجم) جلد ۹، ص ۲۶۵

(۲) بهار شریعت، حصه ٤ ص ۱٦۳

مسئلہ:

وقفی قبرستان میں کسی نے قبر تیار کروائی۔ اس قبر میں دوسرے لوگ اپنا مردہ دفن کرنا چاہتے ہیں اور قبرستان میں دوسری جگہ ہے کہ وہاں قبر بنا سکتے ہیں، لیکن انھوں نے اپنا مردہ اس تیار شدہ قبر میں دفن کر دیا تو مکروہ ہے۔ قبر تیار کرانے والا مردہ نہیں نکلوا سکتا، البتہ قبر تیار کرنے میں جو خرچ ہوا ہے وہ دفن کرنے والوں سے لے لے۔

حوالہ:- عالمگیری، ردالمحتار، اور بهار شریعت، حصه ٤، ص ۱٦۳

Marfat.com

منکر نکیر کے احوال اور سوال

جب میت کو دفن کرنے والے دفن کر کے چلے جاتے ہیں، اس وقت میت کے پاس دو فرشتے نہایت ڈراؤنی اور ہیبت ناک شکل وصورت میں، اپنے دانتوں سے زمین کو چیرتے ہوئے قبر میں آتے ہیں، ان میں ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہتے ہیں۔ ان دونوں فرشتوں کے نام ہی ان کی خطرناک اور بھیانک شکل وصورت پر دلالت کرتے ہیں، منکر اور نکیر دونوں ایک ہی معنی کے الفاظ ہیں، منکر اور نکیر کے معنی ہیں اجنبی اور نہ پہچانا ہوا۔ میت کے لیے یہ صورتیں اجنبی کی طرح ہوں گی، کیونکہ میت نے اس سے پہلے سیاہ رنگ، قبیح صورت، ایک جگہ ٹکٹکی باندھ کر ڈرانے والی موٹی اور نیلی آنکھوں والی صورتیں کبھی نہیں دیکھی۔

منکر نکیر کی بھیانک شکل وصورت کا مفصل بیان احادیث کریمہ میں وارد ہے، ان تمام احادیث کو تفصیل سے بیان کرنا یہاں ممکن نہیں ہے، لہذا ان احادیث کا ماحصل ذیل میں درج ہے۔

- **منکر نکیر کی بھیانک اور ہیبت ناک صورت اس طرح کی ہوگی کہ:**

(۱) بالکل سیاہ رنگ کا جسم۔

(۲) دیگوں کے برابر بڑی بڑی آنکھیں ہوں گی۔

(۳) آنکھوں کا رنگ نیلا۔

(۴) آنکھیں ابرق (Mica) کی طرح شعلہ زن ہوں گی۔

(۵) ان کی سانس سے آگ کی لپٹ پھیلتی ہوگی۔

(۶) بیل کے سینگ کی طرح لمبے لمبے نوکیلے دانت۔

Marfat.com

(۷) سر کے پیچیدہ اور بکھرے ہوئے بال جو زمین پر گھسٹتے ہوں گے۔

(۸) جسم کا موٹاپا اور ڈیل ڈول اتنا پھیلا ہوا ہوگا کہ ایک شانے (کندھے) سے دوسرے شانے تک منزلوں کا فاصلہ ہوگا۔

(۹) ہاتھ میں لوہے کا گرز ہوگا، جس کا وزن اتنا ہوگا کہ ایک بستی کے لوگ بلکہ جن اور انسان جمع ہوکر اٹھانا چاہیں تو بھی نہ اٹھا سکیں۔

(۱۰) ان کے آتے ہی بادلوں کی گرج اور کڑک کی ہولناک آوازیں آئیں گی۔

(۱۱) زمین کو اپنے نوکیلے دانتوں سے چیرتے ہوئے آئیں گے۔

(۱۲) ان تمام آفتوں پر آفت یہ کہ مردے سے سیدھی طرح بات نہ کریں گے۔

(۱۳) آتے ہی میت کو جھنجھوڑ کر بیدار کریں گے۔

(۱۴) کڑکتی اور جھڑکتی آوازوں میں امتحان لیتے ہوئے سوال کریں گے۔

(۱۵) میت کو سوالوں کے جواب دینے میں کسی قسم کی مہلت نہ دیں گے بلکہ فوراً سوال کریں گے۔

حوالے:

● ابونعیم نے حلیہ میں واثلہ بن اسقع سے ● امام ترمذی نے بافادۂ تحسین ● ابن ابی الدنیا ● ابن ابی عاصم اور ● امام بیہقی نے حضرت ابوہریرہ اور حضرت عبداللہ بن عباس سے ● ابن مبارک نے زہد میں ● ابن ابی شیبہ، آجری اور بیہقی نے حضرت ابودرداء سے ● امام طبرانی نے معجم اوسط میں ● ابن مردویہ نے حضرت ابوہریرہ سے ● ابویعلی اور ابن ابی الدنیا نے نعیم سے ● ابوداؤد نے بعث میں ● حاکم نے تاریخ میں اور بیہقی نے عذاب قبر میں امیر المؤمنین فاروق اعظم سے ● امام بیہقی، ابن ابی الدنیا، ابونعیم نے حضرت عطاء بن یسار سے ● امام احمد، طبرانی، بیہقی نے حضرت جابر سے ● آجری نے شریعہ میں

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن مسعود سے۔(رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)

حوالہ:- فتاوی رضویہ (مترجم) جلد۹، ص۹۳۵/۹۳۶

قبر کا مردے کو دبانا (دبوچنا) اور منکر نکیر کے سوالات

امام اجل، شہاب الملۃ والدین علامہ امام احمد بن علی بن حجر مکی عسقلانی المتوفیٰ ۸۵۲ھ فرماتے ہیں کہ:

(۱) حدیث شریف میں قبر کو جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری، یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا فرمایا گیا ہے۔

(۲) جب مردے کو قبر میں دفن کرتے ہیں، اس وقت اس کو قبر دباتی ہے۔ اگر وہ مسلمان نیک و صالح ہے، تو اس کو قبر کا دبانا ایسا ہوتا ہے جیسے ماں اپنے بچے کو پیار سے زور سے سینہ سے چمٹاتی ہے اور اگر کافر یا بدکار ہے، تو اس کو قبر اس زور سے دباتی ہے کہ ادھر کی پسلیاں اُدھر ہو جاتی ہیں۔

(۳) جب دفن کرنے والے دفن کر کے وہاں سے چلے جاتے ہیں، تو اس کے پاس دو فرشتے نہایت ڈراؤنی اور ہیبت ناک شکل میں، اپنے دانتوں سے زمین چیرتے ہوئے آتے ہیں۔ ان میں ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہتے ہیں۔ وہ دونوں مردے کو جھڑک کر اٹھاتے ہیں اور سختی کے ساتھ گرجتی آواز میں تین سوال کرتے ہیں۔

- پہلا سوال: ''مَنْ رَبُّكَ'' یعنی ''تیرا رب کون ہے؟''
- دوسرا سوال: ''مَا دِيْنُكَ'' یعنی ''تیرا دین کیا ہے؟''
- تیسرا سوال: ''مَاهٰذَا الرَّجُلُ الَّذِیْ بُعِثَ فِیْکُمْ؟'' یعنی ''یہ شخص کون ہے جو تیری طرف بھیجا گیا؟''

Marfat.com

اگر مردہ صحیح العقیدہ مسلمان ہے، تو...

- پہلے سوال کا جواب : ''رَبِّیَ اللّٰهُ ''یعنی'' میرا رب اللہ ہے۔''
- دوسرے سوال کا جواب: ''دِیْـنِـیَ الْاِسْلَامُ ''یعنی'' میرا دین اسلام ہے۔''

تیسرے سوال کا جواب: ''هُـوَ رَسُـوْلُ الـلّٰـهِ ''یعنی'' یہ اللہ کے رسول ہیں۔'' (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

جب مردہ تینوں سوال کے جواب دے چکے گا، تو پھر فرشتے اس سے پوچھیں گے کہ ''وَمَـا يُـدْرِيكَ ''یعنی'' تمھیں کیسے معلوم ہوا؟'' مردہ جواب دیتے ہوئے یہ کہے گا کہ ''قَرَأْتُ كِتَابَ اللّٰهِ وَآمَنْتُ وَصَدَّقْتُ ''یعنی تو وہ کہے گا'' میں نے اللہ کی کتاب پڑھی اور اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی۔''

حوالہ:- المنبهات على الاستعداد ليوم المعاد، اردو ترجمہ، تنبیہ الغافلین المعروف بہ موت کا سفر، مطبوعہ: دھلی، ص ٥٤

پھر کیا ہوگا؟ تفصیل کے لیے ذیل میں درج حدیث شریف بغور ملاحظہ فرمائیں:

حدیث:

زَادَ فِـی رِوَایَةٍ فَـذٰلِكَ قَـوْلُـهُ: ﴿يُثَبِّـتُ اللّٰـهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّـابِـتِ فِـی الْـحَيَـاةِ الدُّنْيَا وَفِی الْآخِرَةِ﴾ فَيُنَادِی مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ: أَنْ صَـدَقَ عَبْـدِی فَـافْرُشُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ ، وَأَلْبِسُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ، وَافْتَحُوْا لَهُ بَـابـاً إِلَـى الْـجَـنَّةِ فَيَـأْتِيَـهِ مِـنْ رَوْحِهَا وَطِيْبِهَا، وَيُفْسَحُ لَهُ فِیْ قَبْرِهِ مَدَّ بَـصَـرِهِ، وَإِنَّ الْـكَافِرَ فَذَكَرَ مَوْتَهُ قَالَ: فَتُعَادُ رُوْحُهُ فِی جَسَدِهِ ، وَيَأْتِيَهِ

Marfat.com

مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهِ فَيَقُولَانِ : مَنْ رَبُّكَ؟ فَيَقُولُ: هَاه هَاه لَاأَدْرِیْ، فَيَقُولَانِ : مَادِيْنُكَ؟ فَيَقُولُ: هَاه هَاه لَاأَدْرِیْ، فَيَقُولَانِ لَهُ : مَاهٰذَا الرَّجُلُ الَّذِیْ بُعِثَ فِيْكُمْ؟فَيَقُولُ: هَاه هَاه لَاأَدْرِیْ، فَيُنَادِیْ مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ: أَنْ قَدْ كَذَبَ فَافْرُشُوْهُ مِنَ النَّارِ،وَأَلْبِسُوْهُ مِنَ النَّارِ، وَافْتَحُوْا لَهُ بَابًا إِلَى النَّارِ فَيَأْتِيْهِ مِنْ حَرِّهَا وَسُمُوْمِهَا، وَيَضِيْقُ عَلَيْهِ قَبْرُهُ حَتّٰى تَخْتَلِفَ فِيْهِ أَضْلَاعُهُ.

زَادَ فِیْ رِوَايَةٍ : ثُمَّ يُقَيَّضُ لَهُ أَعْمٰى أَبْكَمُ مَعَهُ مِرْزَبَّةٌ مِنْ حَدِيْدٍ لَوْ ضَرَبَ بِهَا جَبَلًا لَصَارَ تُرَابًا فَيَضْرِبُهُ بِهَا ضَرْبَةً يَسْمَعُهَا مَنْ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ إِلَّا الثَّقَلَيْنِ فَيَصِيْرُ تُرَابًا ثُمَّ تُعَادُ فِيْهِ الرُّوْحُ. رواه أبوداود.

ترجمہ: ”ایک روایت میں یہ ہے کہ وہ اللہ کا ارشاد ہے (اللہ تعالیٰ ثابت قدم رکھتا ہے اس قرآن کے ذریعہ دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں) تو آسمان سے ایک نداد ینے والا نداد ے گا کہ میرے بندے نے سچ کہا، تو اس کے لیے جنت کا بچھونا بچھا دو جنتی لباس پہنا دو اور اس کی طرف جنت سے ایک کھڑکی کھول دو۔ تو اس کے پاس جنت کی خوشبو اور اس کی لطافت آئے گی۔ اور اس کی قبر کو تا حد نگاہ کشادہ کر دیا جائے گا، اور بیشک کافر اپنی موت کو یاد کرے گا۔ کہا کہ اس کی روح اس کے جسم میں لوٹائی جائے گی، تو اس کے پاس دو فرشتے آئیں گے اور اس کو بٹھائیں گے۔ پھر دونوں کہیں گے تیرا رب کون ہے؟ تو کہے گا ہائے افسوس! میں کچھ نہیں جانتا، تو وہ دونوں کہیں گے تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہے گا ہائے افسوس! میں کچھ نہیں جانتا، تو وہ دونوں کہیں گے یہ شخص کون ہے جو تیری طرف بھیجا

Marfat.com

گیا؟ وہ شخص کہے گا ہائے افسوس! میں کچھ نہیں جانتا، تو آسمان سے ایک ندا دینے والا ندا دے گا کہ اس نے جھوٹ کہا، اس کے لیے جہنم کا بچھونا بچھادو، جہنمی لباس پہنادو۔ اور اس کے لیے جہنم کی طرف ایک دروازہ کھول دو، تو اس کے پاس جہنم کی گرمی اور لپٹ آئے گی۔ اور اس کی قبر کو اس پر تنگ کردی جائے گی، یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ادھر کی اُدھر ہو جائیں گی۔

ایک روایت میں ہے کہ پھر اس پر ایک اندھا، بہرا فرشتہ مقرر کردیا جائے گا، جس کے ساتھ لوہے کا گرز ہوگا، اگر وہ اس سے پہاڑ پر مار دے تو ریزہ ریزہ ہو جائے، تو وہ اس سے اس کو ایک ضرب مارے گا، جسے مشرق و مغرب میں سوائے جن وانس کے سب سنیں گے، یہاں تک کہ وہ مٹی ہو جائے گا۔ پھر اس میں اس کی روح لوٹائی جائے گی (اور یہ سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا)۔"

حوالہ:- ابوداؤد شریف ،بحوالہ: الترغیب والترهیب الامام المنذری، المتوفی ٦٥٦ھ، مطبوعه: دارالحیاء التراث العربی، جلد٤ ،ص ٣٦٥ / ٣٦٦

قبر میں مشرک، کافر، مرتد، بددین، اور گمراہ فرقہ کے لوگوں کو دردناک عذاب دیا جائے گا اور صحیح العقیدہ، نیک اور صالح کو نعمتوں اور اکرام سے نوازا جائے گا۔ صحیح العقیدہ گنہگار مسلمان کو اس کے گناہ کی وجہ سے عذاب قبر ہوگا لیکن متعلقین اور محبین کے ذریعہ کیے گئے ایصال ثواب کی وجہ سے عذاب میں کمی اور نرمی ہو جائے گی۔ اس عنوان کے تعلق سے کثرت سے احادیث کریمہ وارد ہیں۔ علاوہ ازیں ائمہ دین وملت کی معرکۃ الآراء تصانیف میں کئی اقوال مذکور ہیں اور مستند روایات کے ساتھ کئی واقعات بھی درج ہیں۔ ان تمام کا تفصیلی بیان یہاں ممکن نہیں۔ لہذا صرف اتنا یاد رکھو کہ عذاب قبر حق ہے۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اچھے اعمال کا بدلہ نعمتوں اور انعامات

Marfat.com

سے دیا جائے گا اور برے اعمال کا بدلہ سختی اور عذاب وذلت سے دیا جائے گا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہر مومن کو عذاب قبر سے محفوظ و مامون رکھے، اور نعمتوں وعنایتوں سے مشرف فرمائے۔ آمین

منکر نکیر کے سوالات کے وقت شیطان دھوکہ دینے قبر میں آتا ہے

امام اجل، عارف باللہ، حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب مردے سے سوال ہوتا ہے کہ تیرا رب کون ہے؟ تب شیطان اس پر ظاہر ہوتا ہے اور اپنی طرف اشارہ کرتا ہے یعنی میں تیرا رب ہوں۔ اسی لیے حکم آیا ہے کہ میت کے لیے نکیرین کے سوالات کے جوابات میں ثابت قدم رہنے کی دعا کریں۔

حوالہ:- نوادر الاصول فی معرفة اخبار الرسول، مصنف: امام ابوعبداللہ محمد بن علی الحکیم الترمذی، المتوفی ۲۵۵ھ

احادیث کریمہ میں میت کے لیے منکر نکیر کے سوالات کے جوابات میں ثابت قدم رہنے کی اور شیطان کے مکروفریب سے محفوظ رہنے کی دعا کرنا ثابت ہے:

حدیث:

"عَنْ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ الْمَيِّتِ وَقَفَ عَلَيْهِ قَالَ اسْتَغْفِرُوْا لِاَخِيْكُمْ وَاسْئَلُوْا لَهُ بِالتَّثْبِيْتِ فَاِنَّهُ الْآنَ يُسْئَلُ"

ترجمہ: "امیر المؤمنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب میت کو دفن کرنے سے فارغ ہوتے تو

Marfat.com

قبر پر وقوف فرماتے (ٹھہرتے) اور ارشاد فرماتے کہ اپنے بھائی کے لیے استغفار کرو اور اس کے لیے نکیرین کے جواب میں ثابت قدم رہنے کی دعا مانگوں، کہ اب اس سے سوال ہوگا۔"

حوالہ:- (١) السنن لابی داؤد، کتاب الجنائز، بالاستغفار عند القبر للمیت، جلد٢، ص٤٥٩

(٢) المستدرك للحاکم، کتاب الجنائز، جلد١، ص٣٧٠

(٣) الجامع الصغیر للسیوطی، جلد٢، ص٤١٩

(٤) جامع الاحادیث، جلد٢، ص١٩

(٥) فتاوی رضویه (مترجم) جلد٩، ص٦٩٤

حدیث:

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ ایک جنازہ میں حاضر تھا۔ جب آپ نے اس کو قبر میں رکھا تو "بِسۡمِ اللّٰهِ وَفِی سَبِیۡلِ اللّٰهِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوۡلِ اللّٰهِ" پڑھا۔ جب اینٹیں دی جانے لگیں تو آپ نے دعا کی کہ:

"اَللّٰهُمَّ اَجِرۡهَا مِنَ الشَّیۡطَانِ وَمِنۡ عَذَابِ الۡقَبۡرِ اَللّٰهُمَّ جَافِ الۡاَرۡضَ عَنۡ جَنۡبِهَا وَصَعِّدۡ رُوۡحَهَا وَاَلۡقِهَا مِنۡكَ رِضۡوَانًا"

ترجمہ: "اے اللہ! شیطان سے اس کو محفوظ رکھ اور عذاب قبر سے۔ اے اللہ! زمین کو اس کے دونوں پہلوؤں سے کشادہ فرما۔ اس کی روح کو بلند فرما اور اس کو اپنی شرف لقاء سے مشرف فرما، اس حال میں کہ تو اس سے راضی ہو۔"

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ اے ابن عمر! کیا اس سلسلہ میں تم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کچھ سنا ہے یا خود اپنی

رائے سے یہ دعائیہ کلمات کہہ رہے ہو؟ آپ نے فرمایا: بے شک میں اس طرح کی دعا پر قادر ہوں، لیکن میں نے یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے۔

حوالہ:- (۱) السنن لابن ماجہ، باب ماجاء فی ادخال المیت القبر، جلد۱، ص ۱۱۲

(۲) جامع الاحادیث، جلد۲، ص ۱۴

حدیث:

"عَنْ عَمْرِو بِنْ مُرَّةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ کَانُوْا یَسْتَحِبُّوْنَ اِذَا وُضِعَ الْمَیِّتُ فِی اللَّحْدِ اَنْ یَقُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ اَعِذْہُ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ"

ترجمہ: "حضرت عمرو بن مرہ تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ صحابۂ کرام اور تابعین عظام مستحب جانتے تھے کہ جب میت کو لحد میں رکھا جائے، تو دعا کریں کہ اللہ! اسے شیطان مردود سے پناہ دے۔"

حوالہ:- (۱) نودار الاصول للحکیم الترمذی، ص ۳۲۳

(۲) فتاوی رضویہ، جلد۲، ص ۶۷۰

مندرجہ بالا احادیث کریمہ سے ثابت ہوا کہ دفن کے فوراً بعد کا وقت میت کے لیے بہت ہی اہمیت رکھتا ہے، کیوں کہ یہ وہ وقت ہے کہ جب نکیرین کے سوالات ہوں گے اور نکیرین کے سوالات کے جوابات دینے میں بہکانے کے لیے شیطان لعین کا دخل ہوتا ہے۔ لہذا ایسے وقت میں میت کا ثابت قدم رہنا بہت ہی ضروری ہے اور ثابت قدمی کے لیے شیطان کے مکروفریب سے بچنا بھی ضروری ہے اور شیطان کے مکروفریب سے میت کو مامون ومحفوظ رکھنے کے لیے شیطان کو بھگانے کی تدبیر کرنی چاہیے۔

14

چودھواں باب

بعد دفن تلقین کا بیان

Marfat.com

تلقین کا بیان

تلقین کا لغوی معنی تعلیم کرنا یا سکھانا ہے۔ سکھایا اسی کو ہی جاتا ہے، جو سنتا ہے اور سمجھتا ہے۔ یہاں ہم جس تلقین کے تعلق سے گفتگو کریں گے، وہ کوئی مدرسہ یا اسکول میں تعلیم دینے یا سکھانے کے تعلق سے نہیں بلکہ بعد موت اور دفن کرنے کے بعد قبر کے پاس کھڑے ہو کر میت کو تلقین کرنے کے متعلق ہے۔ حالانکہ اسی کتاب میں "**جان کنی یعنی سکرات کا عالم اور تلقین کرنے کا بیان**" کے عنوان میں قریب المرگ شخص کو کلمۂ طیبہ تعلیم کرنے کا مفصل بیان کیا گیا ہے۔ قریب المرگ شخص کو تلقین کرنے کا مقصد صرف اور صرف یہی ہے کہ ہمارے یاد دلانے سے اسے کلمہ شریف یاد آجائے اور وہ حالت سکرات میں کلمہ شریف پڑھ لے، تاکہ اس کی زندگی کا آخری کلمہ "لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہو اور وہ ایمان کی حالت میں دنیا سے رخصت ہو۔

لیکن!

میت کو دفن کرنے کے بعد تلقین کرنے کا مقصد میت کو نکیرین یعنی منکر اور نکیر کے سوالات کے جوابات سکھانا ہے۔ بعد دفن مردہ کو تلقین کرنا حدیث سے ثابت ہے۔ علاوہ ازیں مذہب اہل سنت کے عظیم الشان ائمۂ کرام اور علمائے عظام کی معتبر و مستند کتابوں میں تلقین کرنے کے ثبوت وافر تعداد میں موجود ہیں۔

- امام اجل، استاذ الفقہاء، فخر العلماء، علامہ کمال الدین محمد بن عبد الواحد بن الہمام المتوفی ۸۶۱ھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"نُسِبَ اِلَی اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ وَخِلَافُهٗ اِلَی الْمُعْتَزِلَةِ"

ترجمہ: "اس تلقین کا مطلوب ہونا اہل سنت و جماعت کی طرف منسوب ہے اور اس کا

خلاف معتزلہ کی طرف۔''

حوالہ:- فتح القدیر، مطبوعہ: مکتبہ نوریہ رضویہ،سکھر(پاکستان)
باب الجنائز، جلد۲،ص٦٨

نوٹ:

معتزلہ ایک گمراہ فرقہ ہے، جو معقول پسند کہلاتا ہے، یعنی مذہب کے ہر معاملہ اور ہر عقیدہ میں عقل کو دخل دیتا ہے۔ان کے نزدیک قرآن مجید مخلوق ہے۔

بعد دفن تلقین کی حدیث:

حضور اقدس، رحمت عالم وجان عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ:

''اِذَا مَاتَ اَحَدُکُمْ فَسَوَّیْتُمْ عَلَیْهِ التُّرَابَ فَلْیَقُمْ اَحَدُکُمْ عَلٰی رَأْسِ قَبْرِهٖ ثُمَّ یَقُوْلُ یَا فُلَانُ ابْنُ فُلَانَة فَاِنَّهٗ یَسْمَعُ وَلَا یُجِیْبُ ثُمَّ لِیَقُلْ یَا فُلَانُ ابْنُ فُلَانَة الثَّانِیَةَ فَاِنَّهٗ یَسْتَوِی قَاعِدًا ثُمَّ لِیَقُلْ یَا فُلَانُ ابْنُ فُلَانَة -یَقُوْلُ اَرْشِدْنَا یَرْحَمُکُمُ اللّٰهُ وَلٰکِنَّکُمْ لَاتَسْمَعُوْنَ فَیَقُوْلُ اُذْکُرْمَا خَرَجْتَ عَلَیْهِ مِنَ الدُّنْیَا شَهَادَةِ اَنْ لَّااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّكَ رَضِیْتَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَبِمُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم نَبِیًّا وَبِالْقُرْآنِ اِمَامًا''

ترجمہ: ''جب تمہارا کوئی مسلمان بھائی انتقال کر جائے اور تم اس کی قبر پر مٹی برابر کر چکو، تو تم میں سے ایک شخص اس کی قبر کے سرہانے کھڑا ہو کر کہے کہ اے فلاں بن فلانہ! وہ مردہ اس کہنے کو سنے گا اور جواب نہ دے گا۔ پھر دوسری مرتبہ کہے کہ اے فلاں بن فلانہ! وہ مردہ سیدھا ہو کر بیٹھ جائے گا۔ پھر تیسری مرتبہ کہے کہ اے فلاں بن فلانہ! وہ

مردہ کہے گا کہ ہمیں ارشاد کر، اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے۔ مردہ جواب دیتا ہے، اس کی زندوں کو خبر نہیں ہوتی۔

پھر اس طرح تلقین کرے کہ:

یاد کر اسے (یعنی اس عقیدہ کو) جس پر تو دنیا سے نکلا یعنی یہ گواہی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اور یہ کہ تو اللہ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر، حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر اور قرآن کے امام ہونے پر راضی تھا۔''

اب آگے حدیث شریف کے الفاظ اس طرح ہیں کہ:

''فَاِنَّ مُنکَراً وَّنَکِیراً یَأخُذُ کُلُّ وَاحِدٍ مَنهُمَا بِیَدِ صَاحِبِهٖ وَیَقُولُ اِنطَلِقْ بِنَا مَا نَقعُدُ عِندَ مَنْ قَدْ لُقِّنَ حُجَّتَهٗ''

ترجمہ: ''اس پر یعنی لوگوں کے اس طرح تلقین کرنے پر منکر نکیر ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کہیں گے کہ چلو! اس کے پاس کیا ٹھہریں، جس کو لوگ اس کی حجت سکھا چکے۔ اس ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کسی نے عرض کی یا رسول اللہ! اگر میت کی ماں کا نام معلوم نہ ہو تو میت کو کس طرح پکارے؟ ارشاد فرمایا کہ حضرت حوآء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف نسبت کرے۔''

حوالہ:- الطبرانی فی المعجم الکبیر، مطبوعه: مکتبه فیصلیه، بیروت.
حدیث نمبر ۷۹۷۹، جلد۸، ص۲۹۸/۲۹۹

سند:

جب ابوالمغیرہ کا انتقال ہوا، تو ایک شخص نے تلقین کی۔ اور ابوالمغیرہ ابوبکر بن ابی مریم سے روایت کرتے تھے کہ ان کے شیوخ یہ عمل کیا کرتے تھے اور اسماعیل بن

Marfat.com

عیاش اس بارے میں حدیث ابی امامہ روایت کیا کرتے تھے، جو معجم طبرانی میں ہے۔ اور سعید بن منصور (المتوفی ۲۲۰ھ) نے اپنی سنن میں ذکر کیا ہے کہ راشد بن سعد تابعی (المتوفی ۱۰۸ھ) اور ضمرہ بن جندب اور حکیم بن عمیر تابعی نے فرمایا کہ لوگ دفن کے بعد تلقین کو مستحب جانتے تھے۔

حوالہ:- زاد المعاد جلد ۱، بحث تلقین، ص۱۴۹

تلقین کے تعلق سے فقہائے کرام کے اقوال:

(۱) حضرت امام زاہد صفاء رحمت اللہ تعالیٰ علیہ جو مجتہد فی المذہب اور صرف دو واسطے سے امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ کے تلمیذ رشید ہیں۔ وہ اپنی کتاب "تلخیص الادلہ" میں فرماتے ہیں کہ:

"وَیَنْبَغِیْ اَنْ یُلَقِّنَ الْمَیِّت عَلٰی مَذْهَبِ الْاِمَامِ الْاَعْظَمِ وَالْمُقْتَدیٰ اَلْمُکَرَّمِ وَمَنْ لَّمْ یُلَقِّنْ فَهُوَ عَلٰی مَذْهَبِ الْاِعْتِزَالِ"

ترجمہ: "امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور پیشوائے مکرم کے مذہب پر میت کو تلقین کرنا چاہیئے۔ جو تلقین نہ مانے وہ معتزلی ہے۔"

حوالہ:- تفہیم المسائل، مطبوعہ: مطبع محمدی، لاھور، ص ۸۰

(۲) امام بدرالدین ابو محمد عینی المتوفی ۸۵۵ھ رحمت اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مشہور زمانہ کتاب "بنایہ شرح ھدایہ" میں فرماتے ہیں کہ:

"تلقین کیوں کر نہ کی جائے گی، حالاں کہ نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہوا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بعد دفن تلقین کا حکم دیا۔

(۳) استاذ الفقہاء، امام علامہ عبد العلی البرجندی المتوفی ۹۳۲ھ، اپنی کتاب

Marfat.com

شرح النقایہ میں صاحب عباب علیہ الرحمۃ والرضوان سے نقل فرماتے ہیں کہ:

"میں نے اپنے استاد امام الفقہاء حضرت حسن بن منصور قاضی خان المتوفی ۵۹۲ھ سے سنا کہ فتاوی ظہیریہ کے مصنف امام اجل حضرت ظہیر الدین ابوبکر بن محمد بن احمد مرغینانی المتوفی ۶۱۹ھ رحمت اللہ تعالیٰ علیہ سے حکایت فرماتے تھے کہ بعض ائمہ کرام نے تلقین فرمائی اور مجھے اپنے لیے تلقین کرنے کی وصیت فرمائی، تو ان کے انتقال پر میں نے انھیں تلقین کی، لہذا تلقین کرنے کا جواز ثابت ہوا۔"

(۴) امام جلیل علامہ السید احمد المصری الطحطاوی المتوفی ۱۳۰۲ھ علیہ الرحمۃ والرضوان اپنی مشہور و معروف کتاب "طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح" میں صاحب "حلیۃ المجلی شرح منیۃ المصلی" امام محمد بن محمد بن محمد امیر الحاج حلبی حنفی المتوفی ۸۷۹ھ رحمت اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل فرماتے ہیں کہ:

"میت کو تلقین کیوں نہ کی جائے؟ حالاں کہ اس میں کوئی نقصان نہیں، بلکہ میت کا فائدہ ہے۔"

ثابت ہوا کہ بعد دفن میت کو تلقین کرنا از روئے حدیث شریف اور اقوال فقہائے کرام ایسا اچھا کام ہے کہ جو شرعاً جائز اور مستحسن ہے اور اس کے منع ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ لہٰذا اپنے مسلمان بھائی کی میت کو دفن کرنے کے بعد اس کی قبر کے قریب کھڑے ہو کر تلقین کر کے منکر نکیر کے سوالات کے جوابات سکھا کر اس کی مدد کر کے ثواب و اجر کے حقدار بننے کی سعادت حاصل کرنی چاہیئے۔

Marfat.com

15

پندرھواں باب

اذان قبر

Marfat.com

اذان قبر

میت کو دفن کرنے کے بعد قبر کے پاس اذان دینا ملت اسلامیہ میں رائج اور مشروع ہے۔ لیکن دور حاضر میں یہ مسئلہ منافقین زمانہ کے اختلاف کی وجہ سے عوام الناس میں ایسا الجھا ہوا ہے کہ قبر پر اذان دینے کے معاملہ میں کئی مقامات پر شدید اختلافات رونما ہوتے ہیں بلکہ کہیں کہیں تو جبر وظلم اور مار پیٹ تک نوبت پہنچتی ہے۔ منافقین زمانہ دفن میت کے بعد قبر پر اذان دینے کو سختی سے روکتے ہیں بلکہ تشدد کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ لہذا قارئین کرام کی آسانی اور فتنہ وفساد سے بچنے کے لیے اس مسئلہ کو عام فہم، سلیس زبان میں شرعی دلائل کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے۔

مسئلہ:

دفن کے بعد قبر پر اذان دینا یقیناً جائز ہے۔ اس کے منع ہونے کی شریعت مطہرہ میں کوئی دلیل نہیں اور جس کام سے شریعت نے منع نہ فرمایا ہو، وہ کام ہرگز منع نہیں۔ صرف یہی دلیل اس اذان کو جائز کہنے والوں کے لیے کافی ہے۔ البتہ جو لوگ منع کرتے ہیں ان پر لازم ہے کہ وہ شرعی دلیلوں سے اپنا دعویٰ ثابت کریں۔

حوالہ:- إیذان الأجر فی أذان القبر، مطبوعہ، یونائیٹڈ انڈیا پریس، لکھنؤ، بار ہفتم، ص ۲

دلیل نمبر ۱

صحیح احادیث کریمہ سے ثابت ہے کہ منکر نکیر کے سوالات کے وقت شیطان دھوکہ دینے اور بہکانے کے لیے قبر میں پہنچتا ہے۔ حدیث پاک ملاحظہ فرمائیں:

حدیث:

امام ترمذی اپنی کتاب ''نوادر الاصول'' میں امام اجل حضرت سفیان ثوری رضی

Marfat.com

اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

''إذَا سُئِلَ الْمَيِّتُ مَنْ رَبُّكَ تَرَائَ لَهُ الشَّيْطَانُ فِي صُورَةٍ يُشِيرُ إلٰى نَفْسِهِ أَيْ أَنَا رَبُّكَ، فَلِهٰذَا وَرَدَ سُؤَالُ التَّثْبِيتِ لَهُ حِيْنَ يُسْئَلُ۔''

ترجمہ: ''جب مردے سے سوال ہوتا ہے کہ تیرا رب کون ہے؟ شیطان اس پر ظاہر ہوتا ہے اور اپنی طرف اشارہ کرتا ہے۔ یعنی میں تیرا رب ہوں۔ اس لیے حکم آیا کہ میت کے لیے جواب میں ثابت قدم رہنے کی دعا کریں۔''

حوالہ:- نوادر الأصول في معرفة أحاديث الرسول، مطبوعه دار صادر، بيروت، ص ٣٢٣

■ امام ترمذی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں:

''وَ يُؤَيِّدُهُ مِنَ الْأَخْبَارِ قَوْلُ النَّبِي صلى الله عليه وسلم عِنْدَ دَفْنِ الْمَيِّتِ اللّٰهُمَّ أَجِرْهُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَلَوْ لَمْ يَكُنْ لِلشَّيْطَانِ هُنَاكَ سَبِيْلٌ مَا كَانَ لِيَدْعُو لَهُ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم بِأَنْ يُجِيْرَهُ مِنَ الشَّيْطَانِ۔''

ترجمہ: ''قبر میں بہکانے کے لیے شیطان آتا ہے، اس کی تائید ان حدیثوں سے ہوتی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میت کو دفن کرتے وقت دعا فرماتے کہ الٰہی! اسے شیطان سے بچا، اگر وہاں شیطان کا کچھ بھی دخل نہ ہوتا، تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میت کے لیے شیطان کے مکر سے حفاظت کی دعا کیوں فرماتے؟'' (ایضاً)

ثابت ہوا کہ منکر نکیر کے سوالات کے وقت شیطان قبر میں خلل انداز ہوتا ہے اور جواب دینے میں بہکاتا ہے۔ یہ وہ نازک مرحلہ ہوتا ہے کہ اس وقت میت کا جواب میں ثابت قدم رہنا ضروری بلکہ اشد ضروری ہے۔ میت کو ثابت قدم رکھنے کے لیے احادیث

Marfat.com

کریمہ میں حکم آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ اے اللہ! اسے شیطان سے محفوظ رکھ۔ شیطان سے محفوظ رہنے کے لیے شیطان کو بھگانا بھی ضروری ہے۔ اگر شیطان بھاگ گیا، تو اب بہکانا غیر ممکن ہے۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ شیطان کو کس طرح بھگائیں؟ شیطان کو بھگانے کی تدبیر بھی ہمارے رحیم وکریم آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں تعلیم فرمائی ہے۔

حدیث:

صحیح بخاری شریف اور صحیح مسلم شریف میں جلیل القدر صحابی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

"إذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ وَ لَهُ حُصَاصٌ۔"

ترجمہ: "جب موذن اذان کہتا ہے، شیطان پیٹھ پھیر کر گوز زناں (پاد مارتا ہوا) بھاگتا ہے۔"

حوالہ:- الصحیح لمسلم، باب فضل الأذان و هرب الشیطان، مطبوعه قدیمی کتب خانه، کراچی، جلد ۱، ص ۱۶۷

حدیث:

صحیح مسلم شریف میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب موذن اذان کہتا ہے تو شیطان چھتیس ۳۶ میل تک بھاگ جاتا ہے۔ (ایضاً)

حدیث:

امام ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی (المتوفی ۳۶۰ھ) اپنی کتاب "المعجم الاوسط" میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

"حدیث میں حکم آیا ہے کہ جب شیطان کا کھٹکا ہو، فوراً اذان کہو کہ وہ دفع ہو جائے گا۔"   بحوالہ:- فتاوی رضویہ (مترجم) جلد ۵، ص ۶۵۵

یہاں تک کی گفتگو سے ثابت ہوا کہ منکر نکیر کے سوالات کے وقت قبر میں شیطان مداخلت کرتا ہے اور جواب دینے میں میت کو بہکاتا ہے۔ اور حدیث شریف کے ارشاد کے مطابق شیطان اذان سے بھاگتا ہے اور شیطان کو دفع کرنے کے لیے اذان کہنے کا حکم حدیث شریف میں وارد ہے۔ لہذا اپنے مسلمان بھائی کو قبر میں منکر نکیر کے سوالات کے صحیح جواب دینے میں ثابت قدم رکھنے، شیطان کے بہکاوے اور کھٹکے سے محفوظ و مامون، نیز اس کو دور بھگانے کے لیے، اذان کہی جاتی ہے اور یہ اذان حدیثوں سے اخذ کی ہوئی ہے بلکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عین ارشاد کے مطابق ہے اور اس میں اپنے مرحوم مسلمان بھائی کی عمدہ امداد اور اعانت بھی ہے۔

دلیل نمبر۲

حدیث:

امام احمد، امام طبرانی اور امام بیہقی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے ہیں:

"لَمَّا دُفِنَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ وَ سُوِّیَ عَلَیْهِ فَسَبَّحَ النَّبِیُّ ﷺ وَ سَبَّحَ النَّاسُ مَعَهُ طَوِیْلًا ثُمَّ کَبَّرَ وَ کَبَّرَ النَّاسُ ثُمَّ قَالُوا : یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لِمَ سَبَّحْتَ ثُمَّ کَبَّرْتَ؟ قَالَ : لَقَدْ تَضَایَقَ عَلٰی هٰذَا الرَّجُلِ الصَّالِحِ قَبْرُهٗ حَتّٰی فَرَّجَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ"

ترجمہ: "جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دفن ہو چکے اور ان کی قبر درست

Marfat.com

کردی گئی تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دیر تک سُبْحَانَ اللّٰہِ ، سُبْحَانَ اللّٰہِ فرماتے رہے اور صحابہ کرام بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ سُبْحَانَ اللّٰہِ کہتے رہے۔ پھر حضور اقدس اَللّٰہُ أَکْبَرُ ، اَللّٰہُ أَکْبَرُ فرماتے رہے اور صحابہ بھی حضور کے ساتھ اَللّٰہُ أَکْبَرُ کہتے رہے۔ پھر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے عرض کی یارسول اللہ! حضور اول تسبیح پھر تکبیر کیوں فرماتے رہے؟ ارشاد فرمایا کہ اس نیک مرد پر اس کی قبر تنگ ہوئی تھی ، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے وہ تکلیف اس سے دور فرما کر قبر کشادہ فرمادی۔"

حوالہ:- مسند الإمام أحمد بن حنبل ، مطبوعه ، دار الفكر ، بيروت ، جلد ۳، ص ۳۶۰ اور ۳۷۷

شرح حدیث:

اس حدیث کی شرح میں علامہ امام شرف الدین حسن بن محمد طیبی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح مشکوۃ میں فرماتے ہیں:

" أَیْ مَا زِلْتُ أُکَبِّرُ وَ تُکَبِّرُوْنَ وَ أُسَبِّحُ وَ تُسَبِّحُوْنَ حَتّٰی فَرَّجَهُ اللّٰہُ تَعَالٰی ۔"

ترجمہ: "حدیث کے معنی یہ ہیں کہ میں اور تم برابر (مسلسل) اَللّٰہُ أَکْبَرُ، اَللّٰہُ أَکْبَرُ اور سُبْحَانَ اللّٰہِ ، سُبْحَانَ اللّٰہِ کہتے رہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس تنگی سے انھیں نجات بخشی۔"

حوالہ:- مرقات المفاتيح شرح مشكوة المصابيح ، الفصل الثالث من إثبات عذاب القبر ، مطبوعه مكتبه إمداديه ، ملتان، جلد ۱، ص ۲۱۱

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میت پر

Marfat.com

آسانی کے لیے دفن کے بعد قبر پر اَللّٰہُ أکْبَرُ ، اَللّٰہُ أکْبَرُ بار بار فرمایا اور یہی مبارک الفاظ اذان میں چھ ۶ رمرتبہ ہیں۔تو دفن کے بعد قبر پر اَللّٰہُ أکْبَرُ، اَللّٰہُ أکْبَر کہنا عین سنت نبوی ہوا۔رہا سوال یہ کہ اذان میں صرف اَللّٰہُ أکْبَرُ ، اَللّٰہُ أکْبَرُ ہی نہیں بلکہ دیگر زائد کلمات طیبہ بھی ہیں۔حدیث شریف کا پھر ایک مرتبہ بغور مطالعہ فرمائیں ،تو معلوم ہوگا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دفن کرنے کے بعد ان کی قبر پر صرف اَللّٰہُ أکْبَرُ ، اَللّٰہُ أکْبَرُ ہی نہیں فرمایا بلکہ اللہ اکبر کے ساتھ ساتھ سُبْحَانَ اللّٰہِ، سُبْحَانَ اللّٰہِ بھی فرمایا ہے۔جس کا مطلب یہ ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میت کی آسانی کے لیے قبر پر تکبیر اور تسبیح یعنی اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا فرمائی۔آپ للہ انصاف فرمایئے! کہ اذان میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا ہے یا نہیں؟اور یہ حمد وثنا بھی ہم حدیث نبوی کی متابعت میں ہی کرتے ہیں۔

اذان میں جو دیگر زائد کلمات ہیں ، وہ تمام اللہ تبارک وتعالیٰ کے ذکر پر ہی مبنی ہیں۔اوران زائد کلمات سے معاذ اللہ کچھ نقصان نہیں ، بلکہ یہ زائد کلمات زیادہ فائدہ مند اور مقصد کی تائید کرتے ہیں۔قبر پر اذان دینے کا مقصد صرف یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے رحمت الٰہی کا نزول ہو اور اس کی برکت سے میت پر قبر میں آسانی ہو۔

ہمارے لیے قبر پر بعد دفن اذان دینے کے لیے مندرجہ بالا حدیث شریف ہی ثبوت کے لیے کافی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دفن کرنے کے بعد ان کی قبر پر دیر تک اَللّٰہُ أکْبَرُ ،اَللّٰہُ أکْبَر فرماتے رہے اور ہم بھی اپنے مردوں کو دفن کر کے انھیں کلمات اَللّٰہُ أکْبَرُ، اَللّٰہُ أکْبَرُ کو بہ صورت اذان ادا کرتے ہیں۔اس تکبیر سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مقصد

Marfat.com

ذکرخدا کے ذریعہ نزول رحمت و برکت کر کے میت پر آسانی پیدا کرنا تھا اور اذان دینے میں وہی کلمات دہرا کر ہمارا مقصد بھی یہی ہے۔

شاید اب بھی کوئی منع کرنے والا یہ رونا روئے کہ اذان میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے علاوہ جو دیگر کلمات ہیں، ان کا کیا مطلب؟ جواباً عرض ہے کہ آپ مسائل حج سے اگر واقف ہیں، تو آپ کو معلوم ہوگا کہ حدیث شریف میں "تلبیہ" کے کون سے الفاظ وارد ہیں؟ اگر نہیں معلوم ہے تو ہم وہ حدیث پیش کیے دیتے ہیں:

حدیث:

"عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : لَبَّیْكَ ، اَللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ ، لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ ، إِنَّ الْحَمْدَ وَ النِّعْمَةَ لَكَ وَ الْمُلْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ۔"

ترجمہ: "حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعائے تلبیہ میں یہ الفاظ کہے لَبَّیْكَ ، اَللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ ، لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ ، إِنَّ الْحَمْدَ وَ النِّعْمَةَ لَكَ وَ الْمُلْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ۔"

حوالہ:- (١) الصحیح لمسلم ، باب التلبیة و صفتها ، جلد ١ ، ص ٣٧٥

(٢) الجامع لابی داؤد ، باب کیف التلبیة ، جلد ١ ، ص ٢٥٢

(٣) الجامع للترمذی ، باب ما جاء فی التلبیة ، جلد ١ ، ص ١٠٢

(٤) السنن للنسائی ، کیف التلبیة ، جلد ٢ ، ص ١٣

(٥) السنن لابن ماجه ، باب التلبیة ، جلد ٢ ، ص ٢٠٩

(٦) المسند لأحمد بن حنبل ، جلد ١ ، ص ٣٠٢

حدیث شریف میں تلبیہ کے وہی الفاظ وارد ہیں، جو مندرجہ بالا حدیث میں مذ

Marfat.com

ہیں۔لیکن اجلہ صحابہ عظام مثلاً: • امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم • حضرت عبداللہ بن عمر • حضرت عبداللہ بن مسعود • حضرت امام حسن مجتبیٰ وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین تلبیہ کے الفاظ میں دیگر الفاظ ملانے کو روا رکھتے ہیں اوران حضرات کے نقش قدم پر چل کر ملت اسلامیہ کے عظیم الشان ائمہ کرام اور فقہائے عظام نے بھی تلبیہ میں زیادت الفاظ کو روا رکھنا اختیار فرمایا ہے۔

فقہ کی مشہور ومعروف کتاب ''ہدایہ'' میں ہے:

''لَا یَنْبَغِی أَنْ یُخِلَّ بِشَیْءٍ مِنْ هٰذِهِ الْكَلِمَاتِ لِأَنَّهٗ هُوَ الْمَنْقُوْلُ فَلَا یُنْقِصُ عَنْهُ وَ لَوْ زَادَ فِیْهَا جَازَ لِأَنَّ الْمَقْصُوْدَ الثَّنَاءُ وَ إِظْهَارُ الْعُبُوْدِیَّةِ فَلَا یُمْنَعُ مِنَ الزِّیَادَةِ عَلَیْهِ۔''

ترجمہ: ''ان کلمات میں کمی نہ کرنی چاہیئے کہ یہی کلمات نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منقول ہیں۔تو ان کلمات میں سے گھٹائے نہیں اور اگر بڑھائے تو جائز ہے کہ مقصود اللہ تعالیٰ کی تعریف اور بندگی کا اظہار کرنا ہے۔تو کلمات (الفاظ) زیادہ کرنے کی ممانعت نہیں۔''

حوالہ:- الهداية ، باب الإحرام ، مطبوعه المكتبة العربية كراچی ، جلد۱ ،ص۲۱۷

قبر پر بعد دفن اذان دینے سے منع کرنے والے حضرات سوچیں کہ قبر پر اذان دینے والے آخر کرتے کیا ہیں؟ اپنے مسلمان میت کی آسانی کے لیے اللہ کا ذکر ہی تو کرتے ہیں۔کوئی ناچ گانا یا فلمی ترانہ یا گالی گلوج تو بکتے نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا، اس کی کبریائی اور وحدانیت کا بیان، اس کے محبوب اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت

Marfat.com

،اور اپنی بندگی کا اقرار ہی تو کرتے ہیں۔ ان موذن کی زبان سے وہی الفاظ نکلتے ہیں جن کے کہنے اور سننے والے دونوں پر اجر وثواب مرتب ہوتا ہے۔ پھر انھیں اس کار خیر سے کیوں روکا جاتا ہے؟ ارے معاملہ صرف اذان سے باز رکھنے تک ہی منحصر نہیں بلکہ ظلم و تشدد کا یہ عالم ہے کہ قبر پر اذان دینے کے معاملہ کو اتنا بڑھاتے ہیں کہ مار پیٹ تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے؟

دلیل نمبر ۳

حدیثوں سے ثابت ہے اور کتب فقہ میں بھی یہی حکم لکھا ہوا ہے کہ میت کے پاس نزع یعنی سکرات کی حالت میں کلمہ طیبہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پڑھا جائے۔ تا کہ اسے سن کر مرنے والے کو کلمہ شریف یاد آجائے اور وہ دنیا سے جاتے وقت کلمہ شریف پڑھ لے تا کہ اس کا خاتمہ ایمان پر ہو اور اس کا آخری کلمہ، کلمہ طیبہ ہو۔

حدیث:

حضرت ابوسعید خدری، حضرت ابو ہریرہ اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

''لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ۔''

ترجمہ: ''اپنے مرنے والوں کو لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ سکھاؤ۔''

حوالہ:- سنن أبی داؤد ،باب فی التلقین ، جلد ۲، ص ۸۸

جو شخص جاں کنی کی حالت میں ہے، وہ ابھی زندہ ہے لیکن ایسا مجبور ہوتا ہے کہ

Marfat.com

مثل مردہ اس کی حالت ہوتی ہے اور وہ مجازاً مردہ ہے۔ اسے کلمہ اسلام سکھانے کی حاجت اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عنایت سے اسے کلمہ یاد آجائے اور اس کا خاتمہ اسی کلمہ پاک پر ہو اور وہ شیطان لعین کے بہکاوے اور بہلاوے میں نہ آئے۔

جو دفن ہو چکا ہے، وہ حقیقۃً مردہ ہے۔ اسے بھی کلمہ پاک سکھانے کی حاجت ہے کہ بعون اللہ تعالیٰ جواب یاد ہو جائے اور شیطان کے بہکانے میں نہ آئے اور بیشک اذان میں یہی کلمہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ تین مرتبہ ہے۔

بلکہ!

اذان کے کلمات منکر نکیر کے سوالات کے جوابات سکھاتے ہیں:

منکر نکیر کے تین سوال ہیں:

(۱) مَنْ رَبُّكَ ؟ — یعنی ''تیرا رب کون ہے؟''

(۲) مَا دِيْنُكَ ؟ — یعنی ''تیرا دین کیا ہے؟''

(۳) مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِي هٰذَا الرَّجُلِ ؟ — یعنی ''تو اس مرد یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں کیا اعتقاد رکھتا تھا؟''

اب آئیے! دیکھیں کہ منکر نکیر کے مذکورہ تین سوالات کے جوابات اذان سے کس طرح معلوم ہوں گے؟

(۱) اذان کی ابتداء میں : اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ چار مرتبہ۔

- اذان کے درمیان میں : اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ دو مرتبہ۔

Marfat.com

● اذان کے درمیان میں : أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ دو مرتبہ ہے۔

یہ تمام کلمات منکر نکیر کے پہلے سوال تیرا رب کون ہے؟ کا جواب سکھائیں گے کہ ان کے سنتے ہی یاد آئے گا کہ میرا رب اللہ ہے۔

(۲) اذان کے درمیان میں : حَیَّ عَلَی الصَّلَاۃِ دو مرتبہ اور

حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ دو مرتبہ ہے۔

یہ کلمات منکر نکیر کے دوسرے سوال تیرا دین کیا ہے؟ کا جواب تعلیم کریں گے کہ میرا دین وہ تھا، جس کا نماز رکن اور ستون ہے۔ الصَّلَاۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ یعنی ''نماز دین کا ستون ہے۔'' یعنی میرا دین اسلام ہے۔ جس میں نماز پڑھنی فرض ہے۔

(۳) اذان کے درمیان میں أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللهِ دو مرتبہ ہے۔

یہ کلمات اسے منکر نکیر کے تیسرے سوال کا جواب سکھائیں گے کہ میں انھیں اللہ تعالیٰ کا رسول جانتا تھا۔

المختصر!

دفن کے بعد قبر پر اذان دینا عین ارشاد نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعمیل ہے۔ یہاں تک ہم نے صرف تین دلیلیں پیش کی ہیں، جن کے مطالعہ سے قارئین کرام پر صاف ظاہر ہو گیا ہوگا کہ دفن کے بعد قبر پر اذان دینا جائز بلکہ مستحب ہے۔ اس مسئلہ کی جن صاحب کو تفصیلی معلومات درکار ہو، وہ امام اہل سنت، مجدد دین وملت، امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی کتاب ''ایذان الاجر فی اذان القبر'' (سن تصنیف ۱۳۰۷ھ) کا مطالعہ فرمائیں۔ اس کتاب میں آپ نے پندرہ ۱۵ / دلائل قاہرہ سے اذان قبر کا جواز ثابت کیا ہے۔

Marfat.com

اذان قبر پر جاہلانہ اعتراض اور اس کا علمی جواب:

اذان قبر کے منکرین بعض جہال یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اذان تو نماز کا اعلان کرنے اور اس کی اطلاع کے لیے ہوتی ہے، یہاں کون سی نماز ہوگی۔ جس کے لیے اذان کہی جاتی ہے؟

یہ اعتراض سراسر جہالت پر مبنی ہے۔ ان کی جہالت انھیں کو زیب دیتی ہے۔ شریعت مطہرہ میں نماز کے علاوہ کئی موقعوں پر اذان دینا مستحب فرمایا گیا ہے۔ مثلاً: احادیث کریمہ میں ہے کہ:

- جب شیطان کا کھٹکا ہو، تب اذان کہو، وہ دفع ہو جائے گا۔

(طبرانی، المعجم الأوسط)

- جب آگ دیکھو، ''اللہ اکبر'' کی بکثرت تکرار کرو، وہ آگ بجھ جائے گی۔

(مرقاۃ المفاتیح)

- جب کسی بستی میں اذان دی جائے، تو اللہ تعالیٰ اس دن اس بستی کو اپنے عذاب سے امن دیتا ہے۔ حوالہ:- طبرانی، المعجم الکبیر، جلد ۱، ص ۲۵۷

- جب حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام جنت سے زمین (ہندوستان) میں اترے، انھیں گھبراہٹ ہوئی، تو حضرت جبریل نے اتر کر اذان دی۔

حوالہ:- حلیۃ الأولیاء، جلد ۲، ص ۱۰۷

- ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امیر المومنین، مولائے کائنات، حضرت سیدنا علی مشکل کشا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غمگین دیکھا، ارشاد فرمایا: اے علی! میں تمھیں غمگین پاتا ہوں، اپنے گھر والوں میں سے کسی سے کہو کہ وہ تمھارے کان میں اذان کہے۔ اذان غم اور پریشانی کو دفع کرتی ہے۔

حوالہ:- مرقاۃ المفاتیح، جلد ۲، ص ۱۴۹

Marfat.com

● حضرت سیدنا امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ولادت ہوئی، تب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے کان میں اذان کہی۔ (ترمذی اور ابوداؤد)

اسی لیے آج ہر مسلمان کے گھر میں پیدا ہونے والے بچہ کے کان میں اذان دینے کا دستور و رواج ملت اسلامیہ میں شرق سے لے کر غرب تک اور شمال سے لے کر جنوب تک عام ہے۔

مندرجہ تمام مقامات و مواقع میں اذان کے بعد کوئی نماز نہیں ہے بلکہ ایک قاعدہ یاد رکھیں کہ اذان دینے سے نماز پڑھنا واجب یا فرض نہیں ہو جاتا۔ بلکہ نماز سے پہلے عام طور سے پانچوں وقت مسجد میں جو اذان دی جاتی ہے، وہ سنت موکدہ ہے اور یہ سنت موکدہ بھی جماعت قائم کرنے کے لیے ہے۔ اگر مسجد کے علاوہ کسی ایسے مکان میں جماعت قائم کی جائے جہاں محلّہ کی مسجد کی اذان کی آواز پہنچتی ہے۔ تو اب جماعت قائم کرنے کے لیے اذان کہنا وہاں بھی سنت موکدہ نہیں بلکہ مستحب ہے۔

المختصر! ہر اذان کے بعد نماز نہیں اور اذان دینا کبھی کبھی حصول برکت اور دفع ضرر کے لیے بھی ہوتا ہے اور قبر پر دی جانے والی اذان اسی پر محمول کی جائے۔

اس جواب پر منکرین کا مضحکہ خیز اعتراض:

ابھی ہم نے چند ایسی اذانوں کا ذکر کیا، جن کے بعد نماز نہیں، مگر منکرین ان تمام اذانوں کو فراموش کر کے صرف بچے کے کان میں دی جانے والی اذان بطور دلیل پیش کرتے ہیں کہ نومولود یعنی تازہ پیدا شدہ بچے کے کان میں دی جانے والی اذان کے بعد تو نماز ہے۔ اور وہ نماز بعد موت ہوتی ہے۔ یعنی نماز جنازہ۔ لیکن یہ اذان جو دفن کے بعد قبر پر دی جاتی ہے، اس کی نماز کون سی ہے؟

Marfat.com

سب سے پہلی بات یہ کہ بچے کے کان میں دی جانے والی اذان کو نماز جنازہ کی اذان بتانا خالص جہالت ہے۔ کسی کے مرنے سے سالہا سال پہلے اس کی ولادت کے وقت کان میں دی گئی اذان کو اس کی نماز جنازہ کی اذان بتانا نری جہالت ہی ہے۔ بچے کی پیدائش کے فوراً بعد اس کے کان میں جو اذان دی جاتی ہے، وہ اذان شیطان کے ضرر اور شر سے محفوظ کرنے کے لیے دی جاتی ہے۔

مگر! پھر بھی میدان دلیل میں آ کر منکرین کا یہ کہنا کہ بچہ کے کان میں دی جانے والی اذان، نماز جنازہ کی اذان ہے۔ اس ضعیف اور لاغر مریض دلیل کا جواب ترکی بہ ترکی یہ ہے۔

جواب اعتراض:

اگر منکرین بچہ کے کان میں دی جانے والی اذان کو نماز جنازہ کی اذان مانتے ہیں، تو نماز جنازہ صرف قیام یعنی کھڑے ہو کر ادا کی جاتی ہے اور اس نماز میں رکوع، سجدہ، قعدہ وغیرہ نہیں۔ صرف قیام ہے اور قیام نماز کے تمام افعال (کاموں) میں ادنیٰ فعل ہے۔ سب سے افضل فعلِ نماز سجدہ ہے۔ حدیث شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ

''بندہ کو خدا سے سب سے زیادہ قرب حالت سجدہ میں حاصل ہوتا ہے۔''

(مسلم شریف)

نماز کا سب سے اعلیٰ فعل یعنی سجدہ نماز جنازہ میں نہیں۔ صرف ادنیٰ فعل یعنی قیام (کھڑے ہونا) سے ہی جنازہ کی نماز ہوتی ہے۔ پھر بھی یہ نماز مقبول ہے۔ اور درست ہو جاتی ہے۔

Marfat.com

جس کا مطلب یہ ہے کہ بچے کے کان میں جو اذان دی جاتی ہے اس اذان کو نماز جنازہ کی اذان اگر مان بھی لیں تو یہ کہنا ہوگا کہ اس اذان کے بعد صرف ادنی افعال نماز یعنی قیام سے نماز ادا کی جاتی ہے۔

باقی رہا یہ سوال کہ دفن کے بعد قبر پر دی جانے والی اذان کے بعد اب کون سی نماز ادا کی جائے گی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ:

۞ قرآن مجید پارہ ۲۹، سورۂ قلم، آیت نمبر ۴۲ میں ہے:

''يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّ يُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ''

ترجمہ: ''جس دن ایک ساق کھولی جائے گی اور سجدہ کو بلائے جائیں گے، تو نہ کرسکیں گے۔'' (کنز الایمان)

تفسیر:

• اس آیت کی تفسیر میں امام المفسرین، رئیس المجتہدین، حضرت علامہ امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن کمال السیوطی (المتوفی ۹۱۱ھ) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

''هُوَ عِبَارَةٌ عَنْ شِدَّةِ الأَمْرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِلْحِسَابِ وَ الْجَزَاءِ۔''

ترجمہ: ''قیامت کے دن کی سختی حساب اور جزاء کے معاملے میں۔''

حوالہ:- تفسیر جلالین شریف، مطبوعہ، بیروت، ص ٥٦٥

یعنی جب کشف ساق ہوگا یعنی قیامت کے دن حساب اور جزاء کے معاملہ میں سختی پیش آئے گی، اس دن بھی کفار اور منافقین سجدہ نہ کریں گے یعنی ان کو بلایا جائے گا لیکن وہ اپنے کفر اور نفاق کی وجہ سے سجدہ نہ کرسکیں گے۔

لیکن!

Marfat.com

الحمدللہ! صحیح العقیدہ مومنین اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوں گے، بعد دفن قبر پر دی جانے والی اذان اس نماز کی اذان ہے۔ حالاں کہ یہ نماز کا فعلِ سجدہ نماز جنازہ کے فعلِ قیام سے افضل ہے۔ منکرین کے اعتراض کا جواب قرآن سے مل گیا کہ بعد دفن قبر پر دی جانے والی اذان روز محشر ہونے والی نماز کی اذان ہے۔

لہذا بروز محشر جو لوگ نماز (سجدہ) ادا کریں گے، وہ بعد دفن قبر پر اذان دیتے ہیں اور منافقین کشف ساق کے وقت یعنی روز محشر سجدہ ادا نہ کر سکیں گے، وہ قبر پر اذان نہیں دیتے بلکہ انکار کرتے ہیں اور سختی سے منع کرتے ہیں کیونکہ قیامت کے دن جب ان سے سجدہ ہی نہ ہو سکے گا، تو پھر اس نماز کے لیے دفن کے بعد قبر پر کیوں اذان دیں؟۔

16

سولھواں باب

تعزیت کا بیان

Marfat.com

تعزیت کا بیان

تعزیت کے لغوی معنی ہیں: مردہ کے پسماندگان سے اظہار ہمدردی کرنا۔ جب کسی مسلمان کا انتقال ہو جائے، تو اس کے ورثاء اور رشتہ داروں کے پاس تعزیت کے لیے جانا سنت ہے۔

حدیث:

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو اپنے مسلمان بھائی کی مصیبت میں تعزیت کرے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے کرامت (عزت) کا جوڑا پہنائے گا۔ (ابن جامه)

حدیث:

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو کسی مصیبت زدہ کی تعزیت کرے اسے اس کی مثل ثواب ملے گا۔ (ترمذی)

حدیث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جسے کسی جنازہ کی خبر ملے وہ اہل میت کے پاس جا کر ان کی تعزیت کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک قیراط ثواب لکھے گا۔

حوالہ:- صحیح ابن سکن، بحوالہ: فتاوی رضویہ (مترجم) جلد ۹، ص ۴۰۱

تعزیت سے متعلق اہم مسائل

مسئلہ:

تعزیت کا وقت موت سے تین دن تک ہے، تین دن کے بعد تعزیت کرنا مکروہ

Marfat.com

ہے۔ کہ غم تازہ ہوگا، مگر جب تعزیت کرنے والا یا وہ جس کی تعزیت کی جائے وہاں موجود نہ ہو، یا موجود ہے مگر تعزیت کرنے والے تک موت کی خبر نہ پہنچنے کی وجہ سے علم نہیں، تو تین دن کے بعد بھی تعزیت کرنے میں حرج نہیں۔

حوالہ:- جوهره نیره ، ردالمحتار، بهار شریعت، حصه ٤، ص١٦٨

مسئلہ:

افضل یہ ہے کہ تعزیت دفن کے بعد قبر سے پلٹ کر ہو، اور اگر دفن سے پہلے تعزیت کریں، تو بھی بلا کراہت جائز ہے۔

حوالہ:- (١) فتاوی رضویه (مترجم) جلد٩، ص٤٠١

(٢) بهار شریعت ، حصه ٤ ، ص١٦٨

مسئلہ:

مستحب یہ ہے کہ میت کے تمام اقارب سے تعزیت کریں، چھوٹے، بڑے، مرد، عورت سب سے تعزیت کریں۔ لیکن عورت سے عورت کے محارم ہی تعزیت کریں یا عورت تعزیت کرے۔ حوالہ:- عالمگیری، بهار شریعت، حصه ٤، ص١٦٨

مسئلہ:

تعزیت میں یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ میت کی مغفرت فرمائے اور اسے اپنی رحمت میں ڈھانپے اور تم کو صبر کی توفیق اور مصیبت پر ثواب عطا فرمائے۔ (حوالہ:- ایضاً)

حدیث

حضور اقدس، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان الفاظ میں تعزیت فرماتے تھے کہ "لِلّٰهِ مَا اَخَذَ وَاَعْطٰى وَ كُلُّ شَىْءٍ عِنْدَهُ بِاَجَلٍ مُسَمًّى"

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ کا ہی ہے جو اس نے لیا اور دیا۔ اور اللہ کے نزدیک ہر چیز مقرر مدت

کے ساتھ ہے“

حوالہ:- سنن نسائی، الجزء الاول،کتاب الجنائز،باب الامر بالا ستحسان والصبر، حدیث نمبر۱۸۷۹، ص۳۰۹، مطبوعہ:جرمنی

مسئلہ:

میت کے عزیزوں اور رشتہ داروں کا گھر میں بیٹھنا کہ لوگ ان کی تعزیت کو آئیں،اس میں کوئی حرج نہیں۔ حوالہ:-بہار شریعت، حصہ ٤، ص١٦٨

مسئلہ:

قبرستان میں تعزیت کرنا بدعت ہے۔ اور دفن کے بعد میت کے گھر آنا اور تعزیت کرکے اپنے اپنے گھر جانا اگر اتفاقاً ہوتو حرج نہیں لیکن اس کی رسم نہ کرنا چاہیئے۔ اور دفن سے پہلے یا دفن کے بعد یا اور کسی وقت تعزیت کے لیے میت کے مکان پر لوگوں کا مجمع کرنا پسندیدہ نہیں اور کریں تو گناہ بھی نہیں۔ (حوالہ:-ایضاً)

مسئلہ:

جو ایک مرتبہ تعزیت کر آیا ہو،اسے دوبارہ تعزیت کے لیے جانا مکروہ ہے۔

حوالہ:- درمختار، بہار شریعت، حصہ ٤، ص١٦٩

مسئلہ:

میت کے گھر والوں کو تین دن تک اس لیے بیٹھنا کہ لوگ آئیں اور تعزیت کر جائیں جائز ہے مگر ترک بہتر ہے۔اور یہ اس وقت ہے کہ فرش بچھا کر اور آرائش کے ساتھ تکلفات نہ کرنا ہو،ورنہ منع ہے۔

حوالہ:- عالمگیری، ردالمحتار، بہار شریعت، حصہ ٤،ص١٦٩

مسئلہ:

میت کے پڑوسی یا رشتہ دار اگر میت کے گھر والوں کے لیے اس دن اور رات

Marfat.com

کے لیے کھانا لائیں، تو بہتر ہے اور انھیں اصرار کر کے کھلائیں۔ (حوالہ:-ایضاً)

مسئلہ:

میت کے گھر والوں کے لیے جو کھانا بھیجا جاتا ہے، یہ کھانا صرف گھر والے کھائیں اور کھانا انھیں کے لائق مقدار میں بھیجا جائے، زیادہ نہ بھیجا جائے۔ یہ کھانا میت کے گھر والوں کے علاوہ اور لوگ نہیں کھا سکتے۔ اور صرف پہلے دن کھانا بھیجنا سنت ہے۔
(حوالہ:-ایضاً)

مسئلہ:

تعزیت کے لیے اکثر رشتہ دار عورتیں جمع ہو کر روتی، پیٹتی اور نوحہ کرتی ہیں۔ انھیں کھانا نہ دیا جائے کہ گناہ پر مدد کرنا ہے۔

حوالہ:- کشف الغطاء، بہار شریعت، حصہ ٤، ص١٦٩

نوحہ یعنی بلند آواز سے رونا، پیٹنا، چلانا

نوحہ یعنی بلند آواز سے اور زور سے چیخنا، چلانا، رونا، پیٹنا، واویلاہ کرنا، اس کو بین بھی کہتے ہیں۔ یہ افعال زمانہ جاہلیت کے ہیں اور بالا جماع ناجائز اور حرام ہیں۔ ایسا کرنے والے مرد اور عورت آخرت میں سخت عذاب کے مستحق ہوں گے۔

مسئلہ:

نوحہ یعنی میت کے اوصاف مبالغہ کے ساتھ بیان کر کے بلند آواز سے چیخ کر رونا کہ جس کو بین کہتے ہیں بالا جماع حرام ہے۔ یوہیں واویلاہ یعنی وامصیبتاہ کہہ کر چلانا حرام ہے۔ حوالہ:- جوہرہ نیرہ، بہار شریعت، حصہ ٤، ص ١٧٠

مسئلہ:

گریبان پھاڑنا، منہ نوچنا، بال کھولنا، سر پر خاک ڈالنا، سینہ کوٹنا، ران پر ہاتھ

مارنا، یہ سب جاہلیت کے کام ہیں اور حرام ہیں۔ (حوالہ:-ایضاً)

حدیث:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ "جو منھ پر طمانچہ مارے اور گریبان پھاڑے اور جاہلیت کا پکارنا پکارے (نوحہ کرے) وہ ہم سے نہیں۔" (بخاری اور مسلم)

حدیث:

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ میری امت میں چار کام زمانۂ جاہلیت کے ہیں۔ جن کو وہ نہ چھوڑیں گے۔ (۱) اپنے حسب (سلسلۂ خاندان) پر فخر کرنا (۲) دوسرے کے نسب (خاندان) پر طعن کرنا (۳) ستاروں کی چال سے بارش کی امید کرنا اور (۴) نوحہ کرنا۔ پھر فرمایا کہ نوحہ کرنے والی نے مرنے سے پہلے توبہ نہ کی، تو قیامت کے دن اس حال میں کھڑی کی جائے گی کہ اس کے بدن پر قطران (گندھک) کا کرتا ہوگا اور خارش (کھجلی) کی چادر ہوگی۔ (مسلم شریف)

حدیث:

صحیحین میں حضرت ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ (۱) جو سر مونڈائے (یعنی کسی کے مرنے پر سر مونڈائے جیسے ہندو قوم کے لوگ بھدرا کرتے ہیں) (۲) نوحہ کرے اور (۳) کپڑے پھاڑے، میں اس سے بری ہوں۔ (مسلم شریف)

حدیث:

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی

Marfat.com

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جب کوئی مرنے والا مرتا ہے اور اس پر رونے والا کھڑا ہو کر کہتا ہے کہ اے میرے پہاڑ! اے میرے سردار! یا اسی قسم کے کوئی دیگر الفاظ کہتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس میت پر دو فرشتے مقرر فرما دیتا ہے، جو اس میت کے سینے میں مکے مارتے ہیں اور کہتے ہیں: کیا تو ایسا ہی تھا؟

حوالہ:- ابن ماجہ، ترمذی، بحوالہ: الترغیب والترھیب، مطبوعہ بیروت، جلد٤، ص٣٤٩

حدیث:

ایک عورت اپنے بیٹے کے انتقال پر رو رہی تھی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ ”جب تم میں سے کوئی اپنی میت پر روتا ہے، تو اس کے رونے سے میت کے بھی آنسو نکل آتے ہیں۔ تو اے خدا کے بندو! اپنے بھائیوں کو تکلیف نہ دو۔“

حوالہ:- عمدۃ القاری شرح البخاری، مصنف: علامہ امام بدرالدین ابی محمد محمود بن احمد عینی حنفی المتوفی ٨٥٥ھ، مطبوعہ ادارۃ المنیریۃ، بیروت، جلد٨، ص٧٩

حدیث:

حضرت ابوبکر بن ابی شیبہ اور امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب طبرانی المتوفی ٣٦٠ھ نے روایت کی کہ مندرجہ بالا حدیث میں جس خاتون کا ذکر ہوا، ان کا نام حضرت قیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے۔ ان سے روایت ہے کہ وہ خدمت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر تھیں اور اپنے بیٹے کو یاد کر کے روئیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”یہ کیا طریقہ ہے کہ دنیا میں زندگی تک تو اپنے ساتھی سے

اچھا سلوک اور مرے پیچھے ایذا دو"

پھر ارشاد فرمایا کہ:

"فَوَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ اَنَّ اَحَدَکُنَّ لَتَبْکِیْ فَتَسْتَعِیْنَ لَهٗ صُوَیْحِبَةٌ فَیَاعِبَادَاللّٰهِ لَا تُعَذِّبُوْا مَوْتَاکُمْ"

ترجمہ: "قسم ہے اس کی! جس کے ہاتھ (دست قدرت) میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جان پاک ہے کہ تمھارے رونے پر تمھارا مردہ رونے لگتا ہے۔ تو، اے خدا کے بندو! اپنی اموات کو عذاب نہ کرو۔"

حوالہ:- المعجم الکبیر للطبرانی، مکتبہ فیصلیہ، بیروت، جلد ۲۵، ص ۱۰

حدیث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ

"اِنَّ هٰذِهِ النَّوَائِحَ یُجْعَلْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ صَفَّیْنِ فِیْ جَهَنَّمَ صَفٌّ عَنْ یَمِیْنِهِمْ وَصَفٌّ عَنْ یَسَارِهِمْ فَیَنْبَحْنَ عَلٰی اَهْلِ النَّارِ کَمَا تَنْبَحُ الْکِلَابُ. رواہ الطبرانی فی الاوسط"

ترجمہ: "بے شک یہ نوحہ کرنے والیاں قیامت کے دن جہنم میں دو صفوں کے درمیان ہوں گی۔ اور وہ دو صفیں اہل جہنم کی ہوں گی، جن میں سے ایک صف ان نوحہ کرنے والیوں کے دائیں اور ایک صف بائیں ہوگی۔ تو وہ نوحہ کرنے والیاں جہنم والوں پر کتے کی طرح بھونکیں گی۔"

حوالہ:- اَلترھیب والترغیب، مطبوعہ: بیروت، جلد ٤، ص ۳۵۱

Marfat.com

17

ستر ھواں باب

سوگ اور عدت کا بیان

Marfat.com

سوگ اور عدت کا بیان

نوٹ:

شوہر کے طلاق دینے پر اور شوہر کے انتقال پر، دونوں صورتوں میں عورت پر عدت واجب ہے، لیکن یہاں ہم صرف ان مسائل کو ہی بیان کریں گے، جو موت کی عدت سے تعلق رکھتے ہیں۔

مسئلہ:

سوگ کے شرعی اصطلاح میں یہ معنی ہیں کہ زینت (بناؤ سنگار) کو ترک کرنا واجب ہے۔ یعنی ہر قسم کے زیور سونے چاندی جواہر وغیرہ کے ● ہر قسم اور ہر رنگ کے ریشم کے کپڑے اگر چہ سیاہ (کالے رنگ کے) ہوں، نہ پہنے ● خوشبو بدن یا کپڑوں میں لگا کر استعمال نہ کرے ● تیل کا استعمال نہ کرے۔ اگر چہ اس میں خوشبو نہ ہو، جیسے روغن زیتون وغیرہ ● کنگھا نہ کرے ● سیاہ سرمہ نہ لگائے، سفید خوشبودار سرمہ بھی نہ لگائے ● مہندی نہ لگائے، ہاتھ پاؤں کہیں بھی، پورا ہاتھ صرف انگلی کہیں بھی نہ لگائے ● زعفران، کسم یا گیرو کا رنگا ہوا یا سرخ رنگ کا کپڑا نہ پہنے، یا گلابی، دھانی، چمپئی اور طرح طرح کے رنگ جس میں تزین ہو، المختصر! بھڑ کیلے رنگ والے کپڑے نہ پہنے۔

حوالہ:- جوہرہ نیرہ، عالمگیری، درمختار، بہار شریعت، حصہ ۸، ص ۱۳۰

مسئلہ:

عدت میں عورت کو یہ چیزیں منع ہیں۔ (۱) ہر قسم کا گہنا یہاں تک کہ انگوٹھی چھلا بھی (۲) مہندی (۳) سرمہ (۴) عطر (ہر قسم کا) (۵) ریشمی کپڑا (۶) ہار پھول (۷) بدن یا کپڑے میں کسی قسم کی خوشبو (۸) سر میں کنگھی کرنا اور اگر مجبوری ہو تو موٹے

Marfat.com

دندانوں کی کنگھی کرے، جس سے فقط بال سلجھالے، پٹی نہ جھکالے یعنی مانگ نکال کر بال نہ سنوارے (۹) خوشبودار اور میٹھا تیل سر میں ڈالنا (۱۰) کسم، زعفران، پڑیا، گیرو، یوہنی ہر رنگ کہ جس سے زینت ہوتی ہو، ایسے رنگین کپڑے پہننا (۱۱) چوڑیاں اگرچہ کانچ کی ہوں، الغرض ہر قسم کا سنگار عدت کے ختم ہونے تک منع ہے۔

حوالہ:- فتاوی رضویہ (مترجم) جلد۱۳، ص ۳۳۱

مسئلہ:

عذر کی وجہ سے مندرجہ بالا چیزوں میں سے کچھ چیزوں کا استعمال کرسکتی ہے، لیکن یہ استعمال کرنا صرف اور صرف ضرورت کی بناء پر ہو۔ زینت یا سنگار کے ارادے سے ہرگز نہ ہو۔ مثلاً: دردسر کی وجہ سے سر میں تیل لگاسکتی ہے یا تیل لگانے کی عادت ہے اور جانتی ہے کہ تیل نہ لگانے سے سر میں درد ہوجائے گا، تو لگاسکتی ہے۔ اس صورت میں بھی خوشبو والا تیل استعمال نہ کرے۔

ماخوذاز:- بہار شریعت، حصہ ۸، ص ۱۳۰

مسئلہ:

جس کپڑے کا رنگ پرانا ہوگیا ہو کہ اب اس کا پہننا زینت نہیں، اسے پہن سکتی ہے۔ یوہیں سیاہ (کالے) رنگ کے کپڑے میں بھی حرج نہیں، جب کہ وہ کپڑے ریشم کے نہ ہوں۔

حوالہ:- عالمگیری، بہار شریعت، حصہ ۸، ص ۱۳۰

مسئلہ:

کسی کے مرنے کے غم میں سیاہ کپڑے پہننا جائز نہیں مگر عورت کو تین دن تک شوہر کے مرنے پر غم کی وجہ سے سیاہ کپڑے پہننا جائز ہے اور سیاہ کپڑے غم ظاہر کرنے کے لیے نہ ہوں، تو مطلقاً جائز ہے۔

Marfat.com

حوالہ:- درمختار، ردالمحتار، بہار شریعت، حصہ ۸، ص ۱۳۱

مسئلہ:

تین دن سے زیادہ سوگ (رنج وغم کی حالت میں رہنا) جائز نہیں، مگر عورت اپنے شوہر کے مرنے پر چار مہینے اور دس دن سوگ کرے۔

حوالہ:- (۱) فتاوری رضویہ (مترجم) جلد۱۳، ص۲۹۷ اور ۲۹۳

(۲) بہار شریعت، حصہ ٤، ص ۱۷۰

حدیث:

امام بخاری اور امام مسلم نے ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ اور ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنھما سے روایت کی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ:

''لَا یَحِلُّ لِاِمْرَاَۃٍ تُوْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ اَنْ تَحِدَ عَلٰی مَیِّتٍ فَوْقَ ثَلٰثَ لَیَالٍ اِلَّا عَلٰی زَوْجٍ اَرْبَعَۃَ اَشْھُرٍ وَ عَشْرًا''

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھنے والی عورت کے لئے حلال نہیں کہ وہ شوہر کو موت کے علاوہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے، صرف شوہر کی موت کے لئے چار مہینے دس دن سوگ ہے۔''

حوالہ:- صحیح مسلم شریف، مطبوعہ: قدیمی کتب خانہ، کراچی، باب: وجوب الاحداد فی عدۃ الوفاۃ، جلد ۱، ص ٤۸٦

مسئلہ:

کسی قریبی رشتہ دار کے مرجانے پر عورت کو صرف تین دن تک سوگ کرنے کی اجازت ہے، اس سے زائد کی نہیں۔ اور اگر عورت شوہر والی ہو، تو شوہر اس سے یعنی تین

دن کے سوگ سے بھی منع کر سکتا ہے۔

حوالہ:- ردالمحتار ،بهار شریعت، حصه ۸، ص ۱۳۱

مسئلہ:

طلاق دینے والا سوگ کرنے سے منع کرتا ہے یا شوہر نے مرنے سے پہلے کہہ دیا تھا کہ میں مر جاؤں تو میرا سوگ مت کرنا، جب بھی سوگ کرنا واجب ہے۔

(حوالہ:-ایضاً)

مسئلہ:

عورت مدت عدت میں چار پائی پر سو سکتی ہے، یہ زینت میں داخل نہیں۔اسی طرح سونے بیٹھنے میں بچھونا بچھانا بھی منع نہیں۔

حوالہ:- (۱)فتاوی رضویه (مترجم) جلد۱۳، ص ۳۳۱

(۲)بهار شریعت، حصه ۸، ص ۱۳۱

مسئلہ:

اگر عورت حاملہ ہے، تو اس کی عدت وضع حمل یعنی حمل کا خارج ہو جانا ہے۔وضع حمل سے عدت پوری ہونے کے لئے کوئی خاص مدت مقرر نہیں۔موت کی عدت ہو یا طلاق کی عدت ہو، اگر عورت حاملہ ہے، تو جس وقت بچہ پیدا ہو، عدت ختم ہو جائے گی۔ اگر چہ ایک منٹ کے بعد بچہ پیدا ہوگیا، اور اگر بچہ پیدا نہ ہوا بلکہ حمل ساقط (Abortion) ہوگیا۔تو اگر اس گر جانے والے (ساقط ہونے والے) حمل میں بچہ کے اعضاء (Organs) بن چکے ہیں، تو اس حمل کے ساقط ہونے سے بھی عدت پوری ہو جائے گی، اور اگر اعضاء نہیں بنے تو اب عدت شرعاً طے شدہ مدت کے مطابق پوری کرے یعنی طلاق کی عدت تین حیض آنے تک اور موت کی عدت چار مہینے اور دس دن۔

حوالہ ماخوذ از:-(۱)فتاوی رضویہ (مترجم) جلد۱۳، ص ۳۱۲/ ۳۱۹/

Marfat.com

۲۹٤/۳۲٤
(۲) بہار شریعت، حصہ ۸ ،ص ۱۲٦

نوٹ:

عورت کو حمل قرار پانے کے بعد چار مہینہ میں بچہ کے تمام اعضاء کا ڈھانچہ (Skeleton) بن جاتا ہے۔ دل، دماغ، اور دیگر، اندرونی اعضاء یعنی اعضاء رئیسہ (Vitay Organs) پانچ مہینہ میں بنتے ہیں۔ پانچویں مہینے میں رحم (بچہ دانی -Uterus) کے اندر بچہ کامل تیار ہوجاتا ہے۔ اب پانچویں مہینے کے بعد اس میں بڑھوتری (Progress) ہوتی ہے۔

مسئلہ:

عورت کا نکاح ہوا اور خلوت بھی نہیں ہوئی بلکہ ابھی رخصتی بھی نہیں ہوئی کہ شوہر کا انتقال ہوگیا، تو بھی عورت پر چار مہینہ اور دس دن عدت لازم ہے اور اس مدت کے گزرنے سے پہلے اس کا نکاح ناجائز اور حرام ہے۔

حوالہ:- فتاوی رضویه (مترجم) جلد۱۳،ص۳۲۳/۳۱٤/ ۲۹۸

مسئلہ:

عدت کے درمیان عورت (بیوہ) سے نکاح بلکہ نکاح کی گفتگو بھی حرام ہے۔ اور جب تک عدت نہ گزرے نکاح کا پیغام دینا بھی حرام قطعی ہے۔

حوالہ:- فتاوی رضویه (مترجم) جلد۱۳، ص۲۹۷/۳۱۹

مسئلہ:

عدت میں نکاح کا پیام دینا بھی حرام ہے اور اگر پیام نہیں، مثلاً: اس کے گھر والے دریافت کریں کہ نکاح ثانی کا ارادہ ہے یا نہیں؟ تو حرج نہیں۔

حوالہ:- فتاوی رضویه (مترجم) جلد۱۳، ص۳۳۲

Marfat.com

عورت عدت کے دن کہاں گزارے؟

مسئلہ:

ایام عدت وفات میں عورت پر لازم ہے کہ وہ اپنے شوہر کے مکان پر رہے اور شوہر کے اسی مکان پر رہ کر ہی عدت کے دن پورے کرے۔ اس مکان کو چھوڑ کر دوسرے مکان میں سکونت نہیں کرسکتی، مگر ضرورت کی بناء پر مکان بدل سکتی ہے۔ اور ضرورت کی تفصیل آگے بیان ہوگی۔ شرعاً جس کو ضرورت مانا گیا ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ اس کے بغیر چارہ نہ ہو۔ آج کل معمولی باتوں کو جس کی کچھ حاجت نہیں محض اپنی طبیعت کی خواہش کو ضرورت سمجھتے ہیں، وہ یہاں مراد نہیں۔

حوالہ:- (۱) فتاوی رضویہ (مترجم) جلد ۱۳، ص ۳۲۷

(۲) بہار شریعت، حصہ ۸، ص ۱۳۳

مسئلہ:

عدت موت کا نفقہ یعنی کھانے پینے وغیرہ کا انتظام کسی پر لازم نہیں۔ عورت خود اپنے پاس سے کھائے۔ اگر پاس کچھ نہ ہو تو دن کو محنت و مزدوری کے لیے باہر جاسکتی ہے۔ اگر عورت کے پاس اتنا مال ہے کہ چار مہینہ دس دن گھر بیٹھ کر کھا سکے، تو اب اسے کمانے کے لیے نکلنا جائز نہیں۔ اور اگر اس کے پاس چار مہینہ دس دن کے بجائے کچھ دن چلے اتنا کھانے کا سامان ہے، تو جتنے دنوں کھانے کا سامان پاس رکھتی ہے، اتنے دنوں اسے گھر بیٹھ کر کھانا لازم اور کھانے کا سامان ختم ہونے کے بعد نکلنا جائز اور وہ بھی صرف دن میں نکلے، رات اپنے گھر گزارے۔

حوالہ:- فتاوی رضویہ (مترجم) جلد ۱۳، ص ۳۳۰

مسئلہ:

اگر عدت والی عورت گھر میں رہ کر کوئی محنت کر کے اپنا خرچ نکال سکے اتنا کما سکتی

Marfat.com

ہے، تو اس کا گھر سے باہر نکلنا حلال نہ ہوگا کیوں کہ اس کا باہر نکلنا ضرورت کی بناء پر جائز ہوا ہے اور جب ضرورت نہیں تو جواز بھی نہیں۔

حوالہ:- فتاوی رضویہ (مترجم)، جلد۱۳، ص ۳۲۸

نوٹ:

امام اہل سنت، مجدد دین وملت حضرت امام احمد رضا محقق بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فتاوی سے بیان کردہ اس مسئلہ کو راہبر ومشیر بنا کر عدت والی خواتین کمانے کے لیے گھر سے باہر جانے کے بجائے گھر میں ہی رہ کر کوئی گھریلو کاروبار (x`gm|`x) مثلاً چرخہ کاتنا، سلائی مشین ہو تو کپڑے سینا، سویٹر وغیرہ بنانا، ٹوپی بنانا، وغیرہ حلال کاروبار کر کے اپنا گزارا کریں، یہی بہتر ہے۔

مسئلہ:

عدت والی عورت پر جس مکان میں عدت گزارنا واجب ہے، اس مکان کو چھوڑ نہیں سکتی۔ مگر اس صورت میں کہ اسے کوئی جبراً نکال دے۔ مثلاً وہ مکان کرایہ کا ہے اور مکان مالک کہتا ہے کہ کرایہ دے یا مکان خالی کر اور اس کے پاس کرایہ نہیں یا وہ مکان گر جائے یا گر جانے کا خطرہ ہو یا وہاں چور ڈاکو کا خوف ہو اور مال کے نقصان کا اندیشہ ہو، یا دیگر اس قسم کی شرعاً صحیح ضروریات ہوں، تو مکان چھوڑ کر قریب ترین مکان میں منتقل ہوسکتی ہے۔

حوالہ:- (۱) درمختار، مطبوع مجتبائی، دھلی، باب الحداد، جلد۱، ص ۲۶۰

(۲) فتاوی رضویہ (مترجم)، جلد۱۳، ص۳۲۸/۳۲۷

(۳) بہار شریعت، حصہ۸، ص۱۳۳

مسئلہ:

عدت والی عورت کو شرعاً مجبوری کی وجہ سے مکان بدلنے کی جو اجازت دی گئی ہے، اس میں واقعی سچی مجبوری اور عذر شرعی دیکھا جائے گا، اگر ایام عدت تک وہاں رہنے میں جان یا مال یا ناموس پر کوئی صحیح اندیشہ اور واقعی خوف نہیں یا اگر ہے بھی تو اس کا علاج بھی ممکن ہے ، مثلاً اس کے بعض محارم رشتہ دار اس کے پاس رہ سکتے ہیں یا قابل اعتماد عورت کو ساتھ دینے کے لئے رکھ سکتی ہے اگر چہ اجرت دینی پڑے، تو اسے ہرگز اجازت نہیں کہ مکان تبدیل کرے۔

حوالہ:- فتاوی رضویہ (مترجم) جلد۱۳، ص۳۳۳

مسئلہ:

عورت ایام عدت میں اپنے استحقاق وراثت کے استحکام یعنی بحثیت وارث اپنا حق حاصل کرنے کے لیے گھر سے کچہری جاسکتی ہے۔ اگر کچہری نہ گئی، تو اس کی جائیداد یا دیگر حقوق وراثت کا نقصان ہوگا، تو دن ہی دن میں جا کر واپس گھر آجائے۔

حوالہ:- فتاوی رضویہ (مترجم) جلد۱۳، ص۳۲۹

18

اٹھارھواں باب

نماز جنازہ کی تکرار

Marfat.com

نماز جنازہ کی تکرار

نماز جنازہ کی تکرار یعنی بار بار جنازے کی نماز پڑھنا مذہب حنفی میں منع ہے۔ فقہ حنفی کی معتبر و معتمد کتب شاہد عادل ہیں کہ جنازے کی نماز کی تکرار ناجائز اور نامشروع ہے۔

چند حوالے پیش خدمت ہیں۔

حوالہ ۱:

امام اجل، برہان الملت والدین، شیخ الاسلام حضرت علامہ برہان الدین ابوالحسین علی بن ابی بکر مرغینانی حنفی علیہ الرحمۃ والرضوان المتوفی ۵۹۳ھ فرماتے ہیں کہ:

''اِنْ صَلّٰی غَیْرُ الْوَلِیِ وَالسُّلْطَانِ اَعَادَ الْوَلِیُّ اِنْ شَاءَ لِاَنَّ الْحَقَّ لِلْاَوْلِیَاءِ وَاِنْ صَلَّی الْوَلِیُّ لَمْ یَجُزْ لِاَحَدٍ اَنْ یُصَلِّیَ بَعْدَہٗ لِاَنّ الْفَرْضَ یَتَادّٰی بِالْاَوَّلِ وَالنَّفْلُ بِھَا غَیْرُ مَشْرُوْع''

ترجمہ: ''اگر ولی یا حاکم اسلام کے سوا اور لوگ نماز جنازہ پڑھ لیں، تو ولی کو اعادہ یعنی پھر سے پڑھنے کا اختیار ہے کہ نماز جنازہ اولیاء یعنی رشتہ داروں میں سب سے قریب کا حق ہے اور اگر ولی نماز جنازہ پڑھ چکا، تو اب کسی کو جائز نہیں کہ وہ نماز جنازہ پھر پڑھیں کیوں کہ نماز جنازہ پڑھنے کا فرض تو پہلی مرتبہ پڑھنے سے ادا ہو چکا اور یہ نماز بطور نفل پڑھنی مشروع نہیں۔''

حوالہ:- الھدایة فی شرح البدایة، مطبوعه: المکتبة العربیه کراچی، فصل فی الصلوة علی المیت، جلد۱، ص ۱۶۰

حوالہ ۲:

فخر العلماء والفقہاء علامہ محمد ابراہیم بن محمد حلبی حنفی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ المتوفی

۹۵۶ھ نماز جنازہ کی تکرار کے سلسلہ میں فرماتے ہیں کہ:

"لَا یُصَلّٰی عَلَیْهِ لِئَلَّا یُوَدِّی اِلٰی تَکْرَارِ الصَّلٰوةِ عَلٰی مَیِّتٍ وَاحِدٍ فَاِنَّهٗ غَیْرُ مَشْرُوْعٍ"

ترجمہ: "اس پر نماز نہ پڑھی جائے تاکہ ایک میت پر دو مرتبہ نماز نہ ہو کہ یہ نامشروع ہے، یعنی شرع کے موافق نہیں۔"

حوالہ:- غنیة المستملی شرح منیة المصلی، مطبوعه: سهیل اکیڈمی، لاهور، فصل فی الجنائز، ص ٥٩٠

حوالہ: ۳

رئیس الفقہاء، خاتم المحققین، امام محمد بن علی حصکفی دمشقی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ المتوفی ۱۰۸۸ھ فرماتے ہیں کہ:

"لَیْسَ لِمَنْ صَلّٰی عَلَیْهَا اَنْ یُعِیْدَ مَعَ الْوَلِی لِاَنَّ تَکْرَارَهَا غَیْرُ مَشْرُوْعٍ"

ترجمہ: "جو پہلے پڑھ چکا، وہ ولی کے ساتھ بھی اعادہ کا اختیار نہیں رکھتا کہ نماز جنازہ کی تکرار غیر مشروع ہے۔"

حوالہ:- درمختار شرح تنویر الابصار، مطبوعه: مجتبائی دهلی، باب: صلوة الجنائز، جلد ١، ص ١٣٣

حوالہ: ۴

مقتداء علماء احناف، عالم جلیل حضرت علامہ الشیخ نظام الدین رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کی زیرنگرانی پانچ سو (۵۰۰) علماء احناف کی مرتب شدہ فقہ حنفی کی سب سے معتبر

Marfat.com

کتاب فتاوی عالمگیری میں ہے کہ:

''لَا یُصَلّٰی عَلٰی مَیّتٍ اِلَّا مَرَّةً وَاحِدَةً وَالتَّنَفُّلُ بِصَلٰوةِ الْجَنَازَةِ غَیرُ مَشْرُوْع''

ترجمہ: ''کسی میت پر ایک مرتبہ کے سوا نماز نہ پڑھی جائے اور جنازے کی نماز نفل ادا کرنا غیر مشروع ہے۔''

حوالہ:- فتاوی هندیه، مطبوعه:نورانی کتبَ خانه، پیشاور، الفصل فی الصلوة علی المیت، جلد۱، ص۱۶۳

حوالہ:۵

اعتماد العلماء والمشائخ، فاضل نبیل، علامہ زین الدین بن ابراہیم نجیم مصری رحمت اللہ تعالیٰ علیہ المتوفی ۹۷۰ھ فرماتے ہیں کہ:

''اِنْ کَانَ الْمُصَلِّی سُلْطَانًا اَوْ الْاِمَامُ الْاَعْظَمُ اَوْ الْقَاضِی اَوْ وَالِی الْمِصْرِ اَوْ اِمَامُ حَیِّهِ لَیْسَ لِلْوَلِی اَنْ یُعِیْدَ''

ترجمہ: ''اگر بادشاہ اسلام یا امیر المؤمنین یا قاضی شرع یا اسلامی حاکم مصر یا امام الحی نماز پڑھ چکا، تو اب ولی کو بھی اعادہ کا اختیار نہیں۔''

حوالہ:- بحر الرائق، مطبوعه: ایچ، ایم، سعید کمپنی، کراچی، فصل السلطان احق بصلوة، جلد۲، ص۱۸۱

حوالہ:۶

استاذ العلماء، مقتداء فقہاء حضرت علامہ شمس الدین محمد خراسانی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ المتوفی ۹۶۲ھ شرح نقایہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ:

Marfat.com

"لَا یُصَلّٰی عَلٰی مَیِّتٍ اِلَّا مَرَّۃً"

ترجمہ: "کسی مردے پر ایک مرتبہ سے زیادہ نماز نہ پڑھی جائے۔"

حوالہ:- جامع الرموز شرح نقایہ، مطبوعہ: مکتبہ اسلامیہ، ایران، فصل فی الجنازۃ، جلد ۱، ص ۲۸۵

مزید حوالوں کی وضاحت:

یہاں تک ہم نے سلطان الھند، عطاء رسول، خواجہ معین الدین غریب نواز چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کی چھٹی شریف کی مناسبت سے صرف چھ حوالے پیش کیے ہیں۔ حالاں کہ فقہ حنفی کی سینکڑوں کتابوں میں صاف لکھا ہوا ہے کہ نماز جنازہ جب ایک مرتبہ پڑھ لی گئی، فرض ادا ہو گیا اور جس نے نہیں پڑھی اس کے لئے فوت ہو گئی، اب اس کی تکرار جائز نہیں۔

چند کتب احناف کے نام ذیل میں درج ہیں۔

- حلیۃ المجلی، مصنف: امام محمد بن محمد ابن میر الحاج حلبی المتوفی ۸۷۹ھ
- جوہرہ نیرہ، مصنف: ابوبکر بن علی بن محمد حدادیمنی حنفی المتوفی ۸۰۰ھ
- اصلاح الوقایہ، مصنف: علامہ احمد بن سلیمان بن کمال باشا المتوفی ۹۴۰ھ
- تنویر الابصار، مصنف: شمس الدین محمد بن عبداللہ بن احمد غزی تمرتاشی، المتوفی ۱۰۰۴ھ
- التجنیس والمزید، مصنف: علامہ برہان الدین علی بن ابی بکر مرغینانی، المتوفی ۵۹۳ھ
- ردالمحتار، مصنف: علامہ محقق محمد امین ابن عابدین شامی المتوفی ۱۲۵۲ھ
- سراج الوہاج، مصنف ابوبکر بن علی بن محمد حدادیمنی حنفی، المتوفی ۸۰۰ھ
- شرح نقایہ برجندی، مصنف: امام علامہ عبدالعلی برجندی ہروی، المتوفی ۹۳۲ھ

Marfat.com

- قدوری، مصنف: امام ابوالحسین احمد بن محمد بن جعفر قدوری، المتوفی ۴۲۸ھ
- کافی شرح وافی، مصنف: امام ابوالبرکات حافظ الدین عبداللہ نسفی، المتوفی ۷۱۰ھ
- کنز الدقائق، مصنف: علامہ عبداللہ بن احمد بن محمد زیلعی، المتوفی ۷۱۰ھ
- فتاوی قاضی خان، مصنف: علامہ قاضی فخر الدین حسن بن منصور، المتوفی ۵۹۲ھ
- فتاوی ظہیریہ، مصنف: امام ظہیر الدین ابوبکر محمد بن احمد، المتوفی ۶۱۹ھ
- مجمع الانھر، مصنف: الشیخ عبداللہ بن محمد بن سلیمان المعروف آفندی دامات، المتوفی ۱۰۷۸ھ
- مراقی الفلاح، مصنف: علامہ حسن بن عمار بن علی شرنبلالی المتوفی ۱۰۶۹ھ
- فتاوی ولوالجیہ، مصنف: علامہ عبدالرشید بن ابی حنیفہ ولوالجی، المتوفی ۵۴۰ھ
- ملتقی الابحر: مصنف: امام ابراھیم بن محمد حلبی حنفی، المتوفی ۹۵۶ھ
- منیۃ المصلی، مصنف: علامہ سدید الدین محمد بن محمد کاشغری، المتوفی ۷۰۵ھ
- النقایہ مختصر الوقایہ، مصنف: امام صدر الشریعہ عبداللہ بن مسعود، المتوفی ۷۴۵ھ
- نور الایضاح، مصنف: علامہ حسن بن عمار بن شرنبلالی، المتوفی ۱۰۶۹ھ
- الوافی فی الفروع، مصنف: امام حافظ الدین عبداللہ بن احمد نسفی، المتوفی ۷۱۰ھ
- الوقایہ، مصنف: علامہ محمود بن صدر الشریعہ، المتوفی ۶۷۳ھ
- جامع البحار، مصنف: علامہ شمس الدین محمد بن عبداللہ بن احمد غزی تمرتاشی المتوفی ۱۰۰۴ھ
- خزانۃ المفتیین، مصنف: امام علامہ حسین بن محمد سمعانی سمیقانی، المتوفی ۷۴۰ھ کے بعد
- ذخیرۃ العقبی، مصنف: امام جلیل علامہ یوسف بن جنید چلپی، المتوفی ۹۰۵ھ
- تبیین الحقائق، مصنف: امام فخر الدین ابو محمد عثمان بن علی زیلعی المتوفی ۷۴۳ھ
- بدائع الصنائع، مصنف: ملک العلماء علاء الدین ابی بکر بن مسعود کاسانی، المتوفی ۵۸۷ھ

Marfat.com

- فتاوی بزازیہ، مصنف: امام محمد بن محمد بن شہاب الدین بزازی حنفی، المتوفی ۸۲۷ھ
- عنایہ شرح ہدایہ، مصنف امام محقق اکمل الدین محمد بن محمود بابرتی، المتوفی ۷۸۶ھ
- فتح القدیر، مصنف: محقق علی الاطلاق علامہ کمال الدین محمد بن الہمام مکی، المتوفی ۸۶۱ھ
- المستصفی، مصنف: علامہ حافظ الدین عبداللہ بن احمد نسفی، المتوفی ۷۱۰ھ
- منحۃ الخالق، مصنف: علامہ محقق محمد امین ابن عابدین شامی، المتوفی ۱۲۵۲ھ
- ملتقی الحقائق، مصنف: امام ابراہیم بن محمد حلبی حنفی، المتوفی ۹۵۶ھ
- جواہر الاخلاطی، مصنف: امام برہان الدین ابراہیم بن ابوبکر الاخلاطی

ضروری ہدایت:

اس مسئلہ کی تفصیلی بحث کے لئے امام اہل سنت، مجدد دین وملت شیخ الاسلام والمسلمین، امام احمد رضا محقق بریلوی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب ''النہی الحاجز عن تکرار صلاۃ الجنائز (۱۳۱۵ھ) کا مطالعہ فرمائیں۔

علاوہ ازیں امام احمد رضا محقق بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنی کتاب ''الھادی الحاجب عن جنازۃ الغائب'' (۱۳۲۶ھ) میں تکرار نماز جنازہ کے عدم جواز کے ثبوت میں براہین ودلائل کے انبار لگادیئے ہیں۔ آپ نے فقہ اسلامی کی پچاسی (۸۵) کتابوں سے کل دوسوسات (۲۰۷) عبارات حوالے میں نقل فرما کر مسئلہ واضح فرمادیا کہ نماز جنازہ کی تکرار جائز نہیں۔

ایک اہم نکتہ:

امام احمد رضا محقق بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نماز جنازہ کی تکرار کے منع ہونے کے تعلق سے ایک اہم نکتہ بیان فرماتے ہیں کہ:

''اب اگر نماز جنازہ میں تکرار کی اجازت دیتے ہیں تو لوگ تسویف وکسل (ٹال

Marfat.com

مٹول، (Procrastination) کی گھاٹی میں پڑیں گے۔ کہیں گے کہ جلدی کیا ہے؟ اگر ایک نماز ہو چکی، ہم دوبارہ پڑھ لیں گے، اس تقدیر پر اگر لوگوں کا انتظار کیا جائے ،تو جنازہ کو دیر ہوتی ہے اور جلدی کیجیے تو جماعت ہلکی رہتی ہے اور دونوں باتیں مقصود شرع کے خلاف۔ لاجرم (مجبوراً) مصلحت شرعیہ اسی کی مقتضی (تقاضا کرنے والی) ہوئی کہ تکرار کی اجازت نہ دیں۔ جب لوگ جانیں گے کہ اگر نماز ہو چکی تو پھر نہ ملے گی اور ایسے افضال عظیمہ (بڑی فضیلتیں) ہاتھ سے نکل جائیں گے، تو خواہی نہ خواہی جلدی کرتے حاضر آئیں گے اور میت کے فائدے اور اپنے بھلے کے لئے جلدی جمع ہو جائیں گے اور شرع مطہر کے دونوں مقصد باحسن وجوہ رنگ ظہور پائیں گے (اچھی طرح پورے ہو جائیں گے)۔"

حوالہ:- (۱) فتاوی رضویه (مترجم) ، جلد۹، ص۳۱۳

(۲) النهی الحاجز عن تکرار صلاۃ الجنائز

نماز جنازہ کی تکرار کی ممانعت میں احادیث کریمہ کے دلائل

دلیل نمبر:۱

جب امیر المؤمنین، خلیفۃ المسلمین، سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا، تب جلیل القدر صحابیٔ رسول حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہیں گئے ہوئے تھے۔ امیر المؤمنین کی شہادت کی خبر ملتے ہی جلد از جلد مدینہ طیبہ آئے لیکن آتے آتے دیر ہو گئی۔ نماز جنازہ پڑھ لی گئی اور تدفین بھی ہو چکی۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز جنازہ میں شرکت کا موقع نہ ملا، اس پر آپ نے فرمایا کہ:

"عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بِنْ سَلَامٍ لَمَّا فَاتَتْهُ الصَّلوٰةُ عَلٰی عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ

تَعَالیٰ عَنہُ قَالَ اِنْ سَبَقْتُ بِالصَّلٰوۃِ فَلَمْ اَسْبَقْ بِالدُّعَاءِ لَہٗ"

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آنے سے پہلے امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنازہ کی نماز ہو چکی، تو فرمایا کہ دعا کی بندش تو نہیں، میں ان کے لئے دعا کروں گا۔"

حوالہ:- فتح اللہ المعین، ناشر: ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی، (پاکستان) جلد۱، ص۳۵۳

اگر نماز جنازہ کی تکرار جائز ہوتی تو حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنازہ کی نماز ضرور پڑھتے، مگر آپ نے نماز جنازہ پہلی مرتبہ ہونے کے بعد نماز جنازہ کی تکرار نہ کی بلکہ یہ فرمایا کہ "دعا کی بندش تو نہیں، میں ان کے لئے دعا کروں گا۔" جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ نماز جنازہ کی تکرار منع ہے لیکن دعا کرنے کی تو ممانعت نہیں لہذا میں ممنوع کام یعنی تکرار نماز جنازہ نہ کروں گا بلکہ مشروع کام یعنی دعا کروں گا۔

دلیل نمبر:۲

خاتون جنت، جگر پارۂ رسول، راحت جان مصطفیٰ، شہزادیٔ شہ کونین، حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے شفیق سرتاج اور خاوند سعید، سید السادات، مولائے کائنات حضرت علی مشکل کشا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وصیت فرمائی کہ میں جب دنیا سے جاؤں تو مجھے رات میں دفن کریں تاکہ میرے جنازے پر نامحرم کی نظر نہ پڑے۔ چنانچہ آپ کی وصیت کے مطابق آپ کو رات میں ہی دفن کر دیا گیا۔ اجلۂ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حضرت خاتون جنت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی

Marfat.com

نماز جنازہ میں شرکت کی سعادت سے محروم رہ گئے۔ بلکہ امیر المومنین، خلیفۃ المسلمین امام المتقین، اصدق الصادقین حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اعظم و دیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی شرکت نہ فرما سکے۔

پھر کیا ہوا؟

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ المتوفی ۱۲۳۹ھ فرماتے ہیں کہ:

"در بعض روایات آمده که روز دیگر ابوبکر صدیق و عمر فاروق ودیگر اصحاب بخانۂ علی مرتضی بجهت تعزیت آمدند شکایت کردند که چرا مارا خبر نه کردی تاشرف نماز و حضوری دریافتیم - علی مرتضی گفت فاطمه رضی الله تعالیٰ عنها وصیت کرده بود که چوں از دنیا بروم مرا به شب دفن کنی تا چشم نامحرم بر جنازۂ من نیفتد - پس بموجب و صیت وے عمل کردم - این ست روایت مشهور"

ترجمہ: "بعض روایت میں آیا ہے کہ دوسرے دن حضرات ابوبکر صدیق و عمر فاروق و دیگر صحابہ حضرت علی مرتضیٰ کے گھر تعزیت کے لئے آئے اور شکایت فرمائی کہ ہمیں خبر کیوں نہ دی کہ ہم نماز اور حاضری کا شرف حاصل کرتے۔ حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا کہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وصیت کی تھی کہ میں جب دنیا سے جاؤں تو مجھے رات میں دفن کریں تاکہ میرے جنازے پر نامحرم کی نظر نہ پڑے، تو میں نے ان کی وصیت کے مطابق عمل کیا۔ یہ ہے روایت مشہور۔"

حوالہ:- تحفہ اثناعشریہ، مطبوعہ: سہیل اکیڈمی، لاہور، باب دھم، ص ۲۸۱

ناظرین کرام غور فرمائیں کہ اگر نماز جنازہ کی تکرار جائز ہوتی تو حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق اعظم اور دیگر اصحاب کبار رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہرگز حضرت خاتون جنت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جنازے کی نماز فوت ہونے کا افسوس نہ کرتے بلکہ وہ تمام حضرات دوبارہ جماعت قائم کر کے نماز جنازہ ادا فرمالیتے لیکن انھوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ نماز جنازہ فوت ہونے کی شکایت فرماتے ہوئے حضرت مولی علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ آپ نے ہمیں خبر کیوں نہ دی تا کہ ہم بھی نماز اور حاضری کا شرف حاصل کرتے۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ ان حضرات کو نماز جنازہ میں شرکت کے شرف سے محروم ہونے کا افسوس ہے اور نماز جنازہ سے محروم اس لئے ہوئے کہ نماز جنازہ فوت ہوگئی اور نماز جنازہ فوت اس لئے ہوگئی کہ نماز جنازہ کی تکرار جائز نہ ہونے کی وجہ سے اسے دوبارہ پڑھنا ممکن نہیں۔

دلیل نمبر:۳

امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل المعروف بہ امام بخاری المتوفی ۲۵۶ھ اور امام ابوالحسین مسلم بن الحجاج قشیری المعروف بہ امام مسلم المتوفی ۲۶۱ھ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے استاد امام ابوبکر عبداللہ بن محمد احمد النسفی المعروف بہ ابن ابی شیبہ المتوفی ۲۱۱ھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

''عَنْ صَالِحٍ مَوْلَی التَوْأمَةَ عَمَّنْ اَدرَكَ اَبَابَكرٍ وَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنهُمَا اَنَّهُمْ كَانُوا اِذَا تَضَایَقَ بِهِم المُصَلّٰی انصَرَفُوا وَلَمْ یُصَلُّوا عَلَی الجَنَازَةِ فِی المَسْجِدِ''

ترجمہ: ''حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق و دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عادت کریمہ تھی کہ جب نماز جنازہ میں مصلّٰی تنگی کرتا کہ اس میں گنجائش نہ پاتے تو واپس چلے

جاتے اور نماز جنازہ مسجد میں نہ پڑھتے۔"

حوالہ:- المصنف لابن ابی شیبہ، ناشر: ادارہ القرآن والعلوم الاسلامیہ، کراچی، باب: من کرہ الصلوۃ علی الجنائز فی المسجد، جلد۳، ص۳٦۵

اس حدیث کے ضمن میں امام اہل سنت، مجدد دین وملت امام احمد رضا محقق بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں کہ:

"نماز جنازہ کے جو فضائل جلیلہ ہیں وہ حضرت صدیق و فاروق و دیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر مخفی نہ تھے۔ نہ ان سے توقع کہ ایسے فضل جلیل کے لئے تشریف بھی لائیں اور پھر باوصف قدرت اسے چھوڑ کر چلے جائیں، اگر نماز جنازہ دوبارہ جائز ہوتی، تو تنگی مصلّٰی کیا حرج کرتی اور واپس جانے کی کیا وجہ تھی؟ جب پہلے لوگ پڑھ چکتے، اس کے بعد دوسری جماعت فرمالیتے۔"

حوالہ:- فتاوی رضویہ (مترجم) جلد۹، ص۳۰٦

دلیل نمبر:۴

علم فقہ کا یہ مسلم مسئلہ ہے کہ پانی موجود ہوتے ہوئے تندرست کو تیمّم کر کے نماز پڑھنا جائز نہیں۔ اگر پڑھے گا تو اس کی نماز نہ ہوگی مزید برآں وہ گنہگار ہوگا۔ اب ایک حدیث شریف ملاحظہ فرمائیں:

حدیث:

"عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ اِذَا خِفْتَ اَنْ تَفُوْتَكَ الْجَنَازَةُ وَاَنْتَ غَیْرُ وَضُوْءٍ فَتَیَمَّمْ وَصَلِّ"

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب تمھیں نماز جنازہ کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو اور وضو نہیں، تو تیمّم کر کے پڑھ لو۔"

حوالہ:- المصنف لابن شیبہ، ناشر: ادارۃ القرآن، کراچی، باب فی

Marfat.com

الرجل یخاف الخ، جلد۳، ص ۳۰۵

جلیل القدر صحابیٔ رسول حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما، جن کا فعل ہمارے لیے حجت ہے وہ بھی مذکورہ حدیث پر عمل کرتے تھے۔ امام بیہقی اور دار قطنی نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے کہ:

''اَنَّهُ اَتَی الجَنَازَةَ وَهُوَ عَلٰی غَیرِ وَضُوءٍ فَتَیَمَّمَ ثُمَّ صَلّٰی عَلَیهَا''

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس ایک جنازہ آیا، اس وقت ان کا وضو نہ تھا، تیمّم کر کے نماز میں شریک ہو گئے۔''

حوالہ:- سنن دارقطنی، مطبوعہ: نشر السنة، ملتان، باب الوضوء والتیمم من آنیة المشرکین، جلد۱، ص ۲۰۲

تیمم کر کے نماز جنازہ پڑھنے کے تعلق سے روایات:

(۱) حضرت عطاء بن ابی رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب تجھے نماز جنازہ فوت ہو جانے کا خوف ہو تو تیمّم کر کے نماز پڑھ لے۔

(۲) حضرت عامر شعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب نماز جنازہ کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو، تیمّم کرے۔

(۳) حضرت حکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب تجھے نماز جنازہ فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو اور تو بے وضو ہے تو تیمّم کر کے نماز پڑھ لے۔

(۴) حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نماز جنازہ کے لئے تیمّم کر لے۔

مندرجہ چاروں روایات بحوالہ:- المصنف لابن ابی شیبه، جلد۲، ص ۴۹۸

(۵) حضرت ابن شہاب زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب تیرے

Marfat.com

سامنے اچانک جنازہ آئے اور تیرا وضو نہیں، تو تیمّم کر کے نماز پڑھ لے۔

حوالہ:- شرح معانی الآثار للطحاوی، جلد۱، ص۵۲

مذکورہ پانچ تابعین کرام کے علاوہ حضرت ابراہیم نخعی اور حضرت عکرمہ تلمیذ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم یعنی کل سات ائمہ تابعین سے ثابت ہے کہ نماز جنازہ کی تکرار جائز نہیں۔ اگر نماز جنازہ کی تکرار جائز ہوتی تو نماز فوت ہونے کے کیا معنی؟ اور اس کے لئے تندرست کو پانی موجود ہوتے ہوئے تیمّم کیونکر جائز ہوتا؟

المختصر! نماز جنازہ کی تکرار غیر مشروع اور منع ہے اور اس کے ممنوع ہونے پر دلائل کثیرہ موجود ہیں۔

Marfat.com

19

انیسواں باب

غائبانہ نماز جنازہ

Marfat.com

غائبانہ نماز جنازہ پڑھنا کیسا ہے؟

غائبانہ نماز جنازہ یعنی غائب کی نماز جنازہ پڑھنا، یعنی جہاں نماز جنازہ پڑھی جائے وہاں میت موجود نہ ہو بلکہ دوسرے مقام پر ہو۔ مثلاً احمد آباد میں کسی کا انتقال ہو گیا اور بمبئی کے لوگ بمبئی شہر میں اس کی نماز جنازہ پڑھیں۔

کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ عالمی شہرت رکھنے والے کسی شخص کا یا کسی مشہور و معروف مذہبی رہنما و مقتداء کے انتقال کی خبر پاکر مختلف ممالک اور مختلف شہروں میں اس کی نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے۔ غائبانہ نماز جنازہ پڑھنے والے لوگوں میں سے اکثر لوگ اس مسئلہ سے ناواقف ہیں کہ:

مسئلہ:

مذہب مہذب حنفی میں جنازۂ غائب پر نماز محض ناجائز ہے۔ ائمۂ حنفیہ کا اس کے عدم جواز پر اجماع ہے۔

حوالہ:- (۱) فتاوی رضویہ (مترجم) جلد۹، ص ۳۴۱

(۲) الهادی الحاجب عن جنازة الغائب، مطبوعہ رضا اکیڈمی، بمبئی، ص ۳۵

نکتہ:

غائب کی نماز جنازہ پڑھنے میں ایک بات یہ لازم آئے گی کہ نماز جنازہ کی تکرار ہوگی۔ کیوں کہ جہاں کہیں بھی کسی مسلمان کا انتقال ہوا ہوگا، وہاں اس کی نماز جنازہ ضرور پڑھی گئی ہوگی۔ مثلاً احمد آباد میں کسی کا انتقال ہوا اور اس کی غائبانہ نماز جنازہ بمبئی، بنگلور، حیدر آباد، دہلی، کلکتہ وغیرہ شہروں میں پڑھی گئی۔ تو سب سے پہلے اس کے جنازہ کی نماز

Marfat.com

احمد آباد میں ہی پڑھی جائے گی، دیگر شہروں میں اس کی نماز بعد میں ہی پڑھی جائے گی۔

تو یہاں دو باتیں لازم آئیں گی:

(۱) نماز جنازہ کی تکرار ہوگی۔

(۲) غائب کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔

پہلی بات یہ کہ نماز کی تکرار جائز ہے یا نہیں؟ یہ مسئلہ اوراق سابقہ میں تفصیل کے ساتھ بیان کر کے ثابت کر دیا گیا ہے کہ نماز جنازہ کی تکرار غیر مشروع اور ممنوع ہے۔

اب معاملہ اس بات پر وضاحت طلب ہے کہ غائب کی نماز جنازہ جائز ہے یا نہیں؟

فقہ حنفی کی معتبر و مستند کتب میں صاف صراحت سے لکھا ہوا ہے کہ غائب کی نماز جنازہ جائز نہیں۔ مثلاً:

حوالہ نمبر ا:

محقق علی الاطلاق، علامہ کمال الدین محمد بن عبدالواحد ابن الہمام مکی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ (المتوفی ۸۶۱ھ) فرماتے ہیں کہ:

''وَشَرطُ صِحَتِهَا اِسلَامُ المَيِّتِ وَطَهَارَتُهُ وَوَضعُهُ اَمَامَ المُصَلِّي فَلِهٰذَا القَيدِ لَا تَجُوزُ عَلٰى غَائِبٍ''

ترجمہ: ''صحت نماز جنازہ یعنی جنازہ کی نماز صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ میت مسلمان ہو، پاک ہو، جنازہ نمازی کے آگے زمین پر رکھا ہو۔ اسی شرط کے سبب کسی غائب کی نماز جنازہ جائز نہیں۔''

حوالہ:- فتح القدیر، ناشر: مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر (پاکستان) فصل فی الصلوۃ علی المیت، جلد ۲، ص ۸۰

حوالہ نمبر۲:

امام الفقہاء، شیخ الاسلام، شمس الدین، علامہ محمد بن عبداللہ بن احمد غزی تمرتاشی صاحب تنویر الابصار المتوفی ۱۰۰۴ھ رحمت اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ:

''اِنَّ اَبَاحَنِیْفَۃَ لَا یَقُوْلُ بِجَوَازِ الصَّلٰوۃِ عَلَی الْغَائِبِ''

ترجمہ: ''ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنازۂ غائب پر نماز جائز نہیں مانتے۔''

حوالہ:- فتاوی امام غزی تمرتاشی، مطبوعہ بریلی شریف، کتاب طھارۃ الصلوۃ، ص ٤

حوالہ نمبر۳:

رئیس الفقہاء، خاتم المحققین، امام محمد بن علی حصکفی دمشقی المتوفی ۱۰۸۸ھ علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں کہ:

''شَرْطُهَا حُضُوْرُهٗ فَلَا تَصِحُّ عَلٰی غَائِبٍ''

ترجمہ: ''جنازہ کا حاضر ہونا شرط نماز ہے۔ لہذا کسی غائب پر نماز جنازہ صحیح نہیں۔''

حوالہ:- درمختار، مطبع مجتبائی، دھلی، باب صلوۃ الجنائز، جلد ۱، ص ۱۲۱

علاوہ ازیں فقہ کی حسب ذیل کتب میں بھی صاف لکھا ہوا ہے کہ میت کا نمازی کے سامنے موجود ہونا نماز جنازہ کی شرط ہے، لہذا کسی غائب کی نماز جنازہ درست نہیں۔

مزید حوالوں کی کتابوں کے نام:

- ملتقی الابحر، مصنف: امام ابراھیم بن محمد حلبی حنفی المتوفی ۹۵۶ھ

Marfat.com

- مجمع الانھر شرح ملتقی الابحر، مصنف: الشیخ عبداللہ بن محمد بن سلیمان آفندی دامات ۱۰۷۸ھ
- کافی شرح وافی، مصنف: امام ابوالبرکات حافظ الدین عبداللہ نسفی المتوفی ۷۱۲ھ
- حلیۃ المجلی، مصنف: امام محمد بن محمد بن امیر الحاج حلبی المتوفی ۸۷۹ھ
- بحرالرائق، مصنف: علامہ زین الدین بن ابراھیم نجیم مصری، المتوفی ۹۷۰ھ
- برھان شرح مواھب، مصنف: علامہ ابراھیم بن موسیٰ طرابلسی، المتوفی ۹۲۲ھ
- ارکان اربعہ: مصنف: ملک العلماء، بحر العلوم علامہ عبدالعلی لکھنوی، المتوفی ۱۲۲۵ھ
- غنیۃ شرح منیہ، مصنف: علامہ برھان الدین ابراہیم بن محمد حلبی حنفی، المتوفی ۹۵۶ھ
- وافی، مصنف: امام جلیل علامہ حافظ الدین عبداللہ بن احمد نسفی، المتوفی ۷۱۰ھ
- نھر الفائق، مصنف: فخر العلماء علامہ عمر بن نجم مصری، المتوفی ۱۰۰۵ھ
- شرنبلالیہ علی الدرر، مصنف: علامہ حسن بن عمار بن علی شرنبلالی، المتوفی ۱۰۶۹ھ

علاوہ ازیں • شلبیہ علی تبیین الحقائق • خادم علی الدرر • فتاویٰ خلاصہ • شرح مجمع البحرین • فتاویٰ ھندیہ • ابوسعود وغیرہ کتب معتبرہ میں صاف حکم مذکور ہے کہ صحت نماز جنازہ کے لئے میت کا موجود ہونا شرط ہے لہذا غائب کی نماز جنازہ جائز نہیں۔

عام طور پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے زمانۂ اقدس میں غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھی

حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس کی بھی نماز جنازہ میں شرکت فرمالیں اس کی نجات ومغفرت وبخشش میں کوئی شبہ نہیں۔ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

- میری نماز مسلمان پر موجب رحمت ہے۔
- تاریکی سے بھری ہوئی قبر کو میں اپنی نماز سے روشن فرما دیتا ہوں۔

حضور اقدس، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مذکورہ ارشادات عالیہ کے ثبوت میں ہم یہاں دو احادیث کریمہ بطور ثبوت پیش کرتے ہیں۔

حدیث:

امام احمد، ابن حبان، حاکم اور ابن ماجہ نے حضرت ابن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ حضور اقدس، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسلمانوں پر نماز جنازہ پڑھنے کے سلسلہ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"لَا یَمُوْتَنَّ فِیْکُمْ مَیِّتٌ مَاکُنْتُ بَیْنَ اَظْهُرِکُمْ اِلَّا اٰذَنْتُمُوْنِیْ بِهٖ فَاِنَّهٗ صَلٰوتِیْ عَلَیْهِ رَحْمَةٌ"

ترجمہ: "جب تک میں تم میں تشریف فرما ہوں، ہرگز کوئی میت تم میں نہ مرے جس کی اطلاع مجھے نہ دو کہ اس پر میری نماز موجب رحمت ہے۔"

حوالہ:- مسند احمد بن حنبل، مطبوعہ: دار الفکر، بیروت، جلد ٤، ص ٣٨٨

حدیث:

امام مسلم اور ابن حبان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ حضور اقدس، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"هٰذِهِ الْقُبُوْرُ مَمْلُوْءَةٌ ظُلْمَةً عَلٰی اَهْلِهَا وَاِنِّیْ اُنَوِّرُهَا بِصَلٰوتِیْ عَلَیْهِمْ"

ترجمہ: "بیشک یہ قبریں اپنے ساکنوں پر تاریکی سے بھری ہوئی ہیں اور بیشک میں اپنی

Marfat.com

نماز سے انھیں (قبروں کو) روشن فرما دیتا ہوں۔"

حوالہ:- صحیح مسلم شریف، مطبوعہ: نور محمد اصح المطابع، کراچی، کتاب الجنائز، جلد ۱، ص ۳۱۰

مذکورہ دونوں احادیث کریمہ کے ضمن میں امام عشق و محبت، مجدد دین و ملت، امام احمد رضا محقق بریلوی فرماتے ہیں کہ:

"بہ ایں ہمہ حالانکہ زمانۂ اقدس میں صدہا صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے دوسرے مواضع (مقام) میں وفات پائی، لیکن کبھی کسی حدیث صریح صحیح سے ثابت نہیں کہ حضور نے غائبانہ ان کے جنازہ کی نماز پڑھی، کیا وہ (دیگر مقام میں وفات پانے والے) محتاج رحمت والا نہ تھے؟ کیا معاذ اللہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان پر یہ رحمت و شفقت نہ تھی؟ کیا (حضور) ان کی قبور اپنی نماز پاک سے پرنور نہ کرنا چاہتے تھے؟ کیا جو مدینہ طیبہ میں مرتے انھیں کی قبور محتاج نور ہوتیں، اور جگہ اس کی حاجت نہ تھی؟ یہ سب باتیں بداہۃً (صاف طور پر) باطل ہیں۔ تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عام طور پر ان کی نماز جنازہ نہ پڑھنا ہی دلیل روشن و واضح ہے کہ جنازۂ غائب پر نماز ناممکن تھی، ورنہ ضرور پڑھتے کہ مقتضی بکمال وفور موجود اور مانع مفقود۔ (چاہا ہوا کامل طور پر کثرت سے موجود اور کوئی روکنے والا نہیں۔)

"لا جرم (یقیناً) نہ پڑھنا قصداً باز رہنا تھا، اور جس امر سے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بے عذر مانع بالقصد احتراز فرمائیں، وہ ضرور امر شرعی و مشروع نہیں ہو سکتا۔"

(یعنی کسی روکنے والے عذر کے بغیر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جان بوجھ کر جس کام کو نہ کریں، وہ کام کبھی بھی موافق شریعت اور جائز نہیں ہو سکتا۔)

حوالہ:- (۱) فتاوی رضویہ (مترجم) جلد ۹، ص ۳۴۶

Marfat.com

(۲) الهادی الحاجب عن جنازة الغائب، ص۳۹

تین مواقع میں حضور اقدس نے غائب کی نماز جنازہ کیوں پڑھی؟

دوسرے شہر کی میت پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نماز جنازہ پڑھنا صرف تین واقعوں میں روایت کیا جاتا ہے۔

(۱) واقعۂ نجاشی بادشاہ حبشہ (۲) واقعۂ معاویہ لیثی (۳) واقعۂ امرائے موتہ۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)

مذکورہ تینوں واقعات میں جنازہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے تھا۔ جنازہ نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے حاضر تھا، تو یہ نماز غائب پر نہ ہوئی بلکہ حاضر پر ہوئی۔

نجاشی بادشاہ کا واقعہ:

ملک حبشہ (Ethopia) کا بادشاہ اصحمہ نجاشی جو صدق دل سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لایا تھا۔ جب اس کا انتقال حبشہ میں ہوا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ میں صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو خبر دی اور صفیں باندھ کر چار تکبیریں کہیں، حضرت جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ میں دوسری یا تیسری صف میں تھا۔

حوالہ:- صحیح بخاری شریف، مطبوعہ: قدیمی کتب خانہ، کراچی، باب الصفوف علی الجنازة، جلد۱، ص۱۷۶

اس حدیث شریف کو پیش کر کے نماز جنازہ غائب پر پڑھنے کے جواز کے قائل دلیل پکڑتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حبشہ کے بادشاہ اصحمہ نجاشی کی

Marfat.com

غائبانہ نماز پڑھی ہے، لہذا غائبانہ نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے۔

اس حدیث شریف سے بظاہر تو ایسا ثابت ہوتا ہے کہ حضور اقدس، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جماعت صحابہ کے ساتھ غائبانہ نماز جنازہ پڑھی، لیکن در حقیقت یہ نماز غائبانہ نماز جنازہ نہ تھی بلکہ حاضر پر تھی، نماز پڑھنے والے تمام حضرات جانتے تھے کہ یہ غائبانہ نماز جنازہ نہیں۔

کیوں کہ...

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب اعظم واکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے زمین کو لپیٹ دیا اور اپنے محبوب کی نگاہوں سے تمام حجابات ہٹا دیئے اور جنازہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی نظروں کے سامنے دیکھ رہے تھے، تو اب حضور کے لئے یہ نماز غائب پر نہ تھی بلکہ حاضر پر تھی، جب حضور کے لئے حاضر پر تھی، تو صحابۂ کرام کے لئے بھی حاضر پر تھی، کیوں کہ اس نماز جنازہ کی امامت حضور اقدس، امام الانبیاء والمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمائی تھی اور جو نماز جنازہ باجماعت پڑھی جاتی ہے، اس میں جنازہ کا امام کے سامنے حاضر ہونا شرط ہے، مقتدیوں کے سامنے حاضر ہونا ضروری نہیں، کیوں کہ جب جنازہ امام کے سامنے حاضر ہے، تو مقتدیوں کے سامنے بھی حاضر مانا جائے گا۔ اگر امام کی نماز حاضر پر ہوئی تو مقتدیوں کی بھی حاضر پر ہوئی، چاہے مقتدیوں کو جنازہ نظر آئے یا نہ آئے۔ صرف امام کے سامنے جنازہ حاضر ہونا سب کے لئے کافی ہے۔

نجاشی بادشاہ کی بظاہر غائبانہ نماز جنازہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جنازہ ملاحظہ فرماتے ہوئے حاضر پر پڑھی اور صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم

Marfat.com

اجمعین نے یہ سمجھ کر حاضر پر پڑھی کہ ہمیں نجاشی بادشاہ کا جنازہ نظر آئے یا نہ آئے۔ ہمارے آقا و مولیٰ امام الانبیاء والمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو اس وقت امامت فرمارہے ہیں، وہ تو نجاشی بادشاہ کا جنازہ ضرور ملاحظہ فرمارہے ہیں، جب نجاشی بادشاہ کا جنازہ حضور کے سامنے حاضر ہے، تو حضور کے لیے یہ نماز غائب پر نہیں بلکہ حاضر پر ہے اور جب یہ نماز جنازہ حضور اقدس کے حق میں حاضر پر ہے، تو ہمارے لئے بھی حاضر پر ہوئی۔

صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اس خیال کے ثبوت میں اور نجاشی بادشاہ کا جنازہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے ہونے کے ثبوت میں چند حوالے احادیث کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں:

حدیث:

صحیح ابن حبان میں صحابیٔ رسول حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَّ اَخَاکُمُ النَّجَاشِی تُوُفِّیَ فَقُوْمُوْا فَصَلُّوا عَلَیْہِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَصَفُّوْا خَلْفَہٗ فَکَبَّرَ اَرْبَعًا وَھُمْ لَا یَظُنُّوْنَ اِلَّا اَنَّ جَنَازَتَہٗ بَیْنَ یَدَیْہِ"

ترجمہ: "رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا بھائی نجاشی مر گیا، اٹھو، اس پر نماز پڑھو، پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہوئے، صحابہ نے پیچھے صفیں باندھیں۔ حضور نے چار تکبیریں کہیں، صحابہ کو یہی ظن (خیال) تھا کہ نجاشی کا جنازہ حضور

Marfat.com

اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہے۔''

حوالہ:- الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، مطبوعہ مؤسسة الرسالہ، بیروت، فصل فی الصلوة علی الجنائز، جلد ۵، ص ۴۰

حدیث:

صحیح ابوعوانہ میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

''فَصَلَّيْنَا خَلْفَهُ وَنَحْنُ لَا نَرٰى اِلَّا اَنَّ الْجَنَازَةَ قُدَّامَنَا''

ترجمہ: ''ہم نے حضور کے پیچھے نماز پڑھی اور ہم یہی اعتقاد کرتے تھے کہ جنازہ ہمارے آگے موجود ہے۔''

حوالہ:- فتح الباری بحوالہ ابی عوانہ، مطبوعہ مصطفی البابی، مصر، باب الصفوف علی الجنازة، جلد ۳، ص ۴۳۲

حدیث:

جلیل القدر صحابئ رسول اور مفسر قرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ:

''كُشِفَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ سَرِيْرِ النَّجَاشِي حَتّٰى رَاٰهُ وَصَلّٰى عَلَيْهِ''

ترجمہ: ''نجاشی کا جنازہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ سلم کے لیے ظاہر کر دیا گیا تھا۔ حضور نے اسے دیکھا اور اس پر نماز پڑھی۔''

حوالہ:- شرح الزرقانی علی المواهب، مطبوعہ: دار المعرفة، بیروت، النوع الرابع فی صلوته، جلد ۸، ص ۸۷

ثابت ہوا کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا غائبوں کی نماز جنازہ

Marfat.com

پڑھنے سے باز رہنا ثابت ہے تو حضرت اصحمہ نجاشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کا جنازہ حضور کے سامنے تھا اور یہ جنازہ صرف نظر صحابہ سے غائب تھا۔ اور حنفیہ و مالکیہ علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ ایسے کی نماز جنازہ جائز ہے، جو جنازہ لوگوں سے غائب ہو اور امام اسے دیکھ رہا ہو۔

معاویہ لیثی کا واقعہ:

حضرت معاویہ بن معاویہ مزنی لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ طیبہ میں انتقال فرمایا۔ ان کے انتقال کے وقت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تبوک میں تشریف فرما تھے۔ جب تبوک میں حضرت معاویہ بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال کی خبر آئی، تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تبوک میں ان کی نماز جنازہ پڑھی۔

غائبانہ نماز جنازہ کے جواز کے قائلین اس واقعہ کو بطور دلیل پیش کر کے غائبانہ نماز جنازہ کے جواز کا استدلال کرتے ہیں۔ حالاں کہ اس واقعہ میں بھی نجاشی بادشاہ کے جنازہ کی طرح حضرت معاویہ بن معاویہ مزنی لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنازہ حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیش نظر انور کر دیا گیا تھا۔ لہذا یہ نماز بھی حاضر پر ہوئی، نہ کہ غائب پر۔

حوالہ پیش خدمت ہے:

حدیث:

امام طبرانی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان الفاظ میں روایت کی کہ حضرت جبرئیل امین علیہ الصلوۃ والسلام نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی: یارسول اللہ! معایہ بن معاویہ مزنی نے مدینہ میں انتقال کیا۔

Marfat.com

”أَ تُحِبُّ اَنْ اَطْوِیَ لَكَ الْاَرْضَ، فَتُصَلِّی عَلَیْهِ، قَالَ نَعَمْ، فَضَرَبَ بِجَنَاحِهٖ عَلَی الْاَرْضِ فَرَفَعَ لَهٗ سَرِیْرَهٗ فَصَلّٰی عَلَیْهِ وَخَلْفَهٗ صَفَّانِ مِنَ الْمَلَائِکَةِ کُلُّ صَفٍّ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ“

ترجمہ: ”کیا حضور چاہتے ہیں کہ حضور کے لیے زمین لپیٹ دوں تا کہ حضور ان پر نماز پڑھیں، فرمایا: ہاں، حضرت جبریل نے اپنا پر زمین پر مارا۔ جنازہ حضور کے سامنے ہوگیا۔ اس وقت حضور نے ان پر نماز پڑھی اور فرشتوں کی دو صفیں حضور کے پیچھے تھیں، ہر صف میں ستر ہزار فرشتے تھے۔“

حوالہ:- مرقاۃ شرح مشکوۃ، مطبوعہ: مکتبہ امدادیہ، ملتان، باب المشی بالجنازۃ، جلد ٤، ص ٤٦

حدیث:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ حضرت جبریل علیہ الصلوۃ والسلام نے بارگاہ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کی کہ کیا حضور اس پر نماز پڑھنا چاہتے ہیں؟ ارشاد فرمایا: ہاں!

”فَضَرَبَ بِجَنَاحِهِ الْاَرْضَ فَلَمْ تَبْقَ شَجَرَةٌ وَلَا اَكَمَةٌ اِلَّا تَضَعْضَعَتْ وَرُفِعَ لَهٗ سَرِیْرَهٗ حَتّٰی نَظَرَ اِلَیْهِ فَصَلّٰی عَلَیْهِ“

ترجمہ: ”پس حضرت جبریل علیہ الصلوۃ والسلام نے زمین پر اپنا پر مارا۔ کوئی پیڑ اور ٹیلہ نہ رہا، جو پست نہ ہوگیا۔ اور ان (معاویہ بن معاویہ) کا جنازہ حضور کے سامنے بلند کیا گیا، یہاں تک کہ حضور کی مقدس نظروں کے سامنے ہوگیا۔ اس وقت حضور نے ان پر نماز پڑھی۔“

حوالہ:- الاصابہ فی تمییز الصحابہ، مطبوعہ: دار صادر، بیروت،

جلد۳، ص ٤٣٦

حدیث:

ایک روایت میں اس طرح بھی آیا ہے کہ:

''هَلْ لَكَ اَنْ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَاَقْبِضُ لَكَ الْاَرْضَ قَالَ نَعَمْ فَصَلّٰى عَلَيْهِ''

ترجمہ: ''حضرت جبرئیل نے عرض کی کہ اگر حضور ان پر نماز پڑھنی چاہیں تو میں زمین سمیٹ دوں۔ فرمایا: ہاں، حضرت جبریل نے ایسا ہی کیا، اس وقت حضور نے ان پر نماز پڑھی۔''

حوالہ:- ایضاً، ص ٤٣٧

مذکورہ تینوں حوالوں میں یہ وارد ہے کہ حضرت جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارگاہ رسالت میں عرض کی کہ اگر حضور ان پر نماز پڑھنا چاہیں تو میں زمین کو لپیٹ دوں یا سمیٹ دوں، جس کا مطلب یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت تبوک نامی مقام میں تھے اور حضرت معاویہ بن معاویہ لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنازہ مدینہ منورہ میں تھا اور تبوک نامی مقام مدینہ طیبہ سے کافی دور تھا، حضور نے حضرت معاویہ بن معاویہ کے جنازہ کی نماز پڑھنے کی خواہش ظاہر فرمائی تو حضرت جبریل نے اپنا پر مار کر زمین کو ہموار کر کے سمیٹ دی، یہاں تک کہ حضرت معاویہ بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنازہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے موجود ہو گیا۔

نکتہ:

اب یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدمت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں یہ عرض کرنے کی ضرورت کیوں پڑی کہ حضور

اگر حضرت معاویہ کے جنازہ کی نماز پڑھنا چاہیں، تو میں زمین سمیٹ دوں، یعنی حضور کے لیے حضرت معاویہ کی نماز جنازہ پڑھنا ممکن نہ تھا۔ کیوں کہ حضور اس وقت تبوک میں تھے اور جنازہ مدینہ طیبہ میں تھا یعنی جنازہ حاضر نہ تھا بلکہ غائب تھا اور حضرت جبریل شریعت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اچھی طرح واقف تھے ان کے علم میں یہ بات تھی کہ غائب کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جاتی، لہذا حضرت معاویہ کا جنازہ غیر موجود یعنی غائب ہونے کی وجہ سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کی نماز جنازہ نہیں پڑھیں گے۔ البتہ اگر جنازہ حاضر ہوگا، تو ضرور پڑھیں گے۔

اسی لئے تو حضرت جبریل نے عرض کی کہ اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت معاویہ بن معاویہ کے جنازہ کی نماز پڑھنا چاہیں، تو نماز پڑھنے میں جو بات مانع یعنی منع کرنے والی ہے یعنی جنازہ غائب ہے اس مانع کو دور کردوں اور جنازہ بجائے غائب کے حاضر کردوں۔

اگر غائب کے جنازہ کی نماز پڑھنا شرعاً روا ہوتا تو حضرت جبریل کی عرض پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ضرور ارشاد فرماتے کہ رہنے دو! تکلیف گوارا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اگر حضرت معاویہ کا جنازہ غائب ہے تو کیا ہوا؟ غائب کی بھی نماز جنازہ پڑھ سکتے ہیں، مگر حضور نے ایسا ہرگز نہیں فرمایا، بلکہ حضرت جبریل نے زمین کو سمیٹ کر جنازہ حاضر کرنے کی خدمت انجام دینے کی جو درخواست کی، اس کو شرف قبولیت سے نوازتے ہوئے فرمایا کہ ہاں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خواہش کی تکمیل کے لئے حضرت جبریل علیہ الصلوۃ والسلام نے زمین پر اپنا پر مارا اور تمام حجابات زائل ہوگئے اور حضرت معاویہ کا جنازہ حضور اقدس کی نگاہوں کے سامنے ہوگیا، تب حضور نے ان کے

Marfat.com

جنازہ کی نماز پڑھی۔

علاوہ ازیں حدیث شریف کے الفاظ کہ:

''جب جنازہ حضور کی نگاہوں کے سامنے ہوگیا اس وقت حضور نے جنازہ کی نماز پڑھی۔''

اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ جب تک جنازہ غائب تھا، آپ نے نماز جنازہ نہ پڑھی بلکہ جب حضرت معاویہ کا جنازہ نگاہوں کے سامنے ہوگیا، تب آپ نے نماز پڑھی، یعنی حاضر پر نماز پڑھی، غائب پر نہ پڑھی۔

جس حدیث کو دلیل بنا کر نماز جنازہ غائب پر پڑھنے کے قائلین بطور ثبوت پیش کرتے ہیں، اسی حدیث سے صاف ثابت ہو رہا ہے کہ غائب کی نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں۔

حضور نے غائب کی نماز پڑھی اس کی وجہ:

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عام طور پر غائب کی نماز جنازہ نہیں پڑھتے تھے۔ حیات طیبہ میں دو، تین واقعات ایسے بھی ہیں کہ آپ نے غائب کی نماز جنازہ پڑھی۔ مثلاً نجاشی بادشاہ، حضرت معاویہ لیثی، امرائے موتہ۔

اوراق سابقہ میں احادیث کریمہ کی روشنی میں یہ بتایا گیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کسی کے جنازہ کی نماز پڑھنا موجب رحمت ہے۔ اور آپ جس پر نماز جنازہ پڑھ لیتے اس کی قبر سے تاریکی دور ہوجاتی اور قبر روشن ہوجاتی۔ تو ذرا سوچو! جو ذات کریمہ کی شان ''حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ'' یعنی ''تمہاری بھلائی کے چاہنے والے ہو۔''

وہ ذات کریمہ ہزاروں غائب کی نماز جنازہ چھوڑ دیں اور صرف دو تین کی ہی

Marfat.com

پڑھیں، یہ کب ان کے کرم کے شایان شان ہے؟ عام طور پر غائب کی نماز جنازہ ترک فرمانا اور دو ایک مرتبہ پڑھنا، یہ خصوصیت کی بناء پر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خصوصیت خاصہ عطا فرمائی تھی کہ بظاہر غائب اور دوسرے مقام پر جنازہ ہونے کے باوجود وہ جنازہ محبوب اکرم کی مقدس نگاہوں کے سامنے ہوتا اور بظاہر ایسے غائب پر نماز جنازہ حقیقت میں حاضر پر نماز جنازہ تھی اور غائب کی نماز جنازہ پڑھنے کے جو واقعات حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے وقوع پذیر ہوئے ہیں، وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خصوصیت خاصہ تھی، جس کا حکم عام نہیں ہو سکتا۔

حکم عام عدم جواز ہے یعنی غائب کی نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں، یہی عام حکم ہے اور اسی عام حکم پر ملت اسلامیہ کا عمل ہے۔

موت کے بعد کیا؟

ارادہ تو یہ تھا کہ ''مؤمن کی وفات'' کتاب کو ایک ہی جلد میں پوری کر دوں لیکن کچھ ضروری اور اختلافی مسائل کے سلسلہ میں ذہن میں مضامین کی آمد نے وہ طول پکڑا کہ کتاب کی ضخامت میں اضافہ ہوتا گیا، ابھی حسب ذیل عناوین لکھنا باقی ہیں۔

(۱) قبور اور مزارات کی تعظیم

(۲) قبرستان کے تعلق سے مسائل

(۳) زیارت قبور کے آداب، مسائل اور فضائل

(۴) مزارات پر عورتوں کی حاضری

(۵) طعام میت

(۶) ایصال ثواب، فاتحہ، عرس وغیرہ

Marfat.com

(۷) احوال برزخ

(۸) عذاب قبر

(۹) روح کی حقیقت

(۱۰) بعد انتقال روحوں کا اپنے گھروں میں آنا

(۱۱) میدان محشر، قیامت اور حساب و کتاب

(۱۲) پل صراط اور قیامت کی سختیاں

(۱۳) شفاعت کا بیان

(۱۴) جنت اور دوزخ کا بیان

(۱۵) دیدار الٰہی

مندرجہ بالا عناوین قرآن مجید، کتب تفاسیر، کتب احادیث اور دیگر کتب اسلاف میں اتنی تفصیل سے مذکور ہیں کہ ان عناوین کو اگر اختصاراً بھی لکھتا ہوں تو اب تک یہ کتاب ''مؤمن کی وفات'' جتنی ضخامت کی حامل ہے اس سے بھی زائد ضخامت صرف مندرجہ بالا عناوین کی ہوتی ہے۔ نتیجتاً کتاب تقریباً ایک ہزار صفحات پر مشتمل ہوجائے اور اس کی طباعت میں کافی تاخیر ہوگی، لہذا مرکز اہل سنت برکات رضا کے مخلص علماء و محبین سے تبادلۂ خیال کرنے کے بعد اور ان کے اعلیٰ ومفید مشوروں کے بعد یہ طے کیا کہ یہاں تک کے مضامین پر ''مؤمن کی وفات'' کتاب کو پوری کر کے شائع کردی جائے اور بقیہ مندرجہ بالا عنوانات ایک الگ اور مستقل کتاب کی شکل میں شائع کیے جائیں اور اس کتاب کا نام ''موت کے بعد کیا؟'' رکھا جائے۔ قارئین کرام بنظر عفو ہمارے اس فیصلہ کو شرف قبولیت سے نواز کر ممنون ومشکور فرمائیں اور راقم الحروف حقیر وفقیر، سراپا تقصیر کے حق میں دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب اعظم واکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل

Marfat.com

زیادہ سے زیادہ دینی وعلمی کاوش کرنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔آمین بجاہ سید المرسلین علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم۔

۲۸ رشعبان المعظم ۱۴۲۵ھ — خیر اندیش:

مطابق: — عبدالستار ہمدانی ''مصروف''

بروز عید دوشنبہ ۳ر اکتوبر ۲۰۰۵ء — برکاتی، نوری

Marfat.com

ماخذ و مراجع

نمبر	اسماء کتب	اسماء مصنفین، مولفین، مفسرین	سن وفات
۱	اتحاف السادة المفتیین	علامہ سید مرتضی زبیدی	۱۲۰۵ھ
۲	اھلاک الوھابیین علی توھین قبور المسلمین	امام احمد رضا محقق بریلوی	۱۳۴۰ھ
۳	ایذان الاجر فی اذان القبر	امام احمد رضا محقق بریلوی	۱۳۴۰ھ
۴	الاصابة فی تمییز الصحابہ	حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی	۸۵۲ھ
۵	امداد الفتح	علامہ حسن بن عمار بن علی شرنبلالی	۱۰۶۹ھ
۶	ارشاد الساری شرح البخاری	علامہ شہاب الدین احمد بن محمد المصری القسطلانی	۹۲۳ھ
۷	اشعة اللمعات شرح مشکوۃ	شیخ محقق عبدالحق محدث دھلوی	۱۰۵۲ھ
۸	الاصلاح للوقایہ	علامہ احمد بن سلیمان بن کمال باشا	۹۴۰ھ
۹	ارکان اربعہ	ملک العلماء بحر العلوم عبدالعلی لکھنوی	۱۲۲۵ھ

۱۰	الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان	امیر علاء الدین علی بن ملیان فارسی	۷۳۹ھ
۱۱	بہارشریعت (اردو)	صدرالشریعہ علامہ امجد علی اعظمی	۱۳۶۷ھ
۱۲	البحر الرائق	امام شیخ زین الدین بن ابراهیم بن نجیم	۹۷۰ھ
۱۳	بذل الجوائز علی الدعاء بعد صلاۃ الجنائز	امام احمد رضا محقق بریلوی	۱۳۴۰ھ
۱۴	بریق المنار بشموع المزار	امام احمد رضا محقق بریلوی	۱۳۴۰ھ
۱۵	البحر الزخار المعووف بمسند البزار	امام احمد بن عمرو بن عبدالخالق عتیکی بزار	۲۹۲ھ
۱۶	بنایة شرح هدایة	امام بدرالدین ابو محمد عیسی	۸۵۵ھ
۱۷	بدائع الصنائع	ملک العلماء علاء الدین ابو بکر بن مسعود کاسانی	۵۸۷ھ
۱۸	برهان شرح المواهب	علامہ ابراهیم بن موسی طرابلسی	۹۲۲ھ
۱۹	الترغیب والترهیب	حافظ زکی الدین عبدالعظیم عبدالقوی منذری	۶۵۶ھ
۲۰	تاریخ بغداد	علامہ محمد بن راشدالبغدادی	نا معلوم

Marfat.com

۲۱	تنویر الابصار	علامہ شمس الدین محمد بن عبداللہ غزی تمرتاشی	۱۰۰۴ھ
۲۲	تفسیر خزائن العرفان (اردو)	علامہ سید نعیم الدین مرادآبادی	۱۳۶۷ھ
۲۳	تاریخ اصفہان	امام ابو نعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی	۴۳۰ھ
۲۴	تفسیر ابن کثیر	حافظ ابوالفداء عماد الدین ابن کثیر	۷۷۴ھ
۲۵	تبیین الحقائق شرح کنزالدقائق	امام فخر الدین ابو محمد عثمان بن علی زیلعی	۷۴۳ھ
۲۶	تلخیص الادلة	امام زاہد صفاء	نامعلوم
۲۷	تفسیر جلالین شریف	امام جلال الدین سیوطی و جلال الدین محلی	۹۱۱ھ
۲۸	التجنیس	علامہ برہان علی ابو بکر مرغینانی	۵۹۳ھ
۲۹	تحفہ اثنا عشریہ	شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی	۱۲۳۹ھ
۳۰	جامع الصغیر	امام جلال الدین سیوطی	۹۱۱ھ
۳۱	جامع الترمذی	امام ابو عیسی محمد بن عیسی ترمذی	۲۷۹ھ
۳۲	جامع المضمرات شرح قدوری	علامہ محقق امام ابو یوسف بن عمر	نامعلوم

Marfat.com

٣٣	جامع الرموز شرح نقاية	علامه امام شمس الدين محمد خراسانی قهستانی	٩٦٢ھ
٣٤	جوهر ۃ نیرة شرح مختصر قدوری	ابوبکر بن علی بن محمد الحداد الیمنی	٨٠٠ھ
٣٥	جامع الاحادیث	مولانا محمد حنیف خاں رضوی	بقید حیات
٣٦	جواهر الاخلاطی	امام برهان الدین ابراهیم بن ابوبکر اخلاطی	نا معلوم
٣٧	جامع البحار	علامه شمس الدین محمد بن عبدالله غزی تمر تاشی	١٠٠٤ھ
٣٨	الحرف الحسن فی الکتابة علی الکفن	امام احمد رضا محقق بریلوی	١٣٤٠ھ
٣٩	حلیة الاولیاء	امام ابو نعیم احمد بن عبدالله اصفهانی	٤٣٠ھ
٤٠	حدیقه ندیه شرح طریقه محمدیه	علامه امام عبدالغنی بن اسماعیل بن عبدالغنی نابلسی	١١٤٣ھ
٤١	حاشیه مراقی الفلاح	علامه ابو سعود	نامعلوم
٤٢	حاشیه الطحطاوی علی مراقی الفلاح	علامه احمد بن محمد طحطاوی	١٢٣١ھ
٤٣	حلیة المجلی شرح منیة المصلی	امام محمد بن محمد بن امیر الحاج حلبی	٨٧٩ھ

Marfat.com

۴۴	حسن التوسل فی زیارت افضل الرسل	علامہ عبدالقادر فاکہی مکی	نامعلوم
۴۵	حاشیہ الشبلی علی تبیین الحقائق	علامہ شہاب الدین احمد شبلی	نامعلوم
۴۶	خزانۃ المفتیین	علامہ حسین بن محمد صنعانی سمیقانی	۷۴۰ھ
۴۷	خزانۃ الروایات	علامہ محقق سید محمد امین ابن عابدین شامی	۱۲۵۲ھ
۴۸	خلاصۃ الوفاء فی اخبار دارالمصطفی	علامہ سید نور الدین علی بن احمد سمہودی	۹۱۱ھ
۴۹	خلاصۃ الفتاوی	علامہ طاہر بن عبدالرشید بخاری حنفی	نامعلوم
۵۰	دلائل النبوۃ (للبیہقی)	حافظ ابوبکر احمد بن حسین بیہقی	۴۵۸ھ
۵۱	درمختار شرح تنویر الابصار	خاتم المحققین علامہ محمد بن علی حصکفی دمشقی	۱۰۸۸ھ
۵۲	الدر المنثور (للسیوطی)	امام علامہ جلال الدین سیوطی	۹۱۱ھ
۵۳	ذخیرۃ العقبیٰ	امام علامہ یوسف بن جنید چلپی	۹۰۵ھ

Marfat.com

٥٤	رد المحتار شرح درمختار المعروف به فتاوی شامی	سید محمد امین ابن عابدین شامی	١٢٥٢ھ
٥٥	زادالآخرة (٤ مجلد)	مولا عبدالسلام بدایونی، خلیفه اچھے میاں مارهروی	١٢٥٢ھ
٥٦	زاد المعاد	علامه شمس الدین ابو عبدالله محمد بن ابوبکر	٧٥١ھ
٥٧	السنن للنسائی	حافظ ابوعبدالرحمان احمد بن شعیب خراسانی	٣٠٣ھ
٥٨	سنن ابوداؤد	حافظ سلیمان بن اشعث بن شداد سجستانی	٢٧٥ھ
٥٩	السنن الکبری (للبیهقی)	امام ابوبکر احمد بن جسین بیهقی	٤٥٨ھ
٦٠	سنن ابن ماجه	ابو عبدالله محمد بن یزید قزوینی	٢٧٣ھ
٦١	سنن دار قطنی	امام علی بن عمر دار قطنی	٢٨٥ھ
٦٢	السراج الوهاج	ابوبکر بن علی بن محمدحداد یمنی	٨٠٠ھ
٦٣	شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور (اردو ترجمہ)	امام جلال الدین سیوطی	٩١١ھ
٦٤	شرح الکنز للملا مسکین	علامه معین الهروی المعروف به محمد ملا مسکین	٩٥٤ھ

٦٥	شرح معانی الآثار المعروف به طحاوی شریف	امام ابو جعفر طحاوی	۳۲۱ھ
٦٦	شرح الزرقانی علی موطأ امام مالك	علامه محمدعبدالباقی زرقانی	۱۱۲۲ھ
٦٧	شعب الایمان (بیهقی)	ابوبکر احمد بن حسین بن علی بیهقی	۴۵۸ھ
٦٨	شعب الایمان (لابی نعیم)	حافظ ابو نعیم احمد بن عبدالله اصفهانی	۴۳۰ھ
٦٩	شرح النقایة برجندی	امام عبدالعلی برجندی	۹۳۲ھ
٧٠	شرنبلالیة علی الدرد	عبدالله حسن بن عمار بن علی شرنبلالی	۱۰۶۹ھ
٧١	شرح الزرقانی علی المواهب	علامه محمد عبدالباقی زرقانی	۱۱۲۲ھ
٧٢	صحیح مسلم	امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری	۲۶۱ھ
٧٣	صحیح البخاری	امام ابو عبدالله محمد بن اسماعیل بخاری	۲۵۶ھ
٧٤	صغیری	علامه ابراهیم بن محمد حلبی	۹۵۶ھ
٧٥	صحیح ابن سکن	ابن سکن سعید بن عثمان	۳۵۳ھ

Marfat.com

٧٦	طحطاوی علی مراقی الفلاح	سید العلماء علامه سید امام احمد مصری طحطاوی	١٣٠٢ھ
٧٧	الطبقات الکبری لابن سعد	امام محمد بن سعد	٢٣٠ھ
٧٨	طوالع النور فی حکم السراج علی القبور	امام احمد رضا محقق بریلوی	١٣٤٠ھ
٧٩	العطایا النبویة فی الفتاوی الرضویة (عربی–اردو)	امام احمد رضا محقق بریلوی	١٣٤٠ھ
٨٠	عهود المشائخ	فخر العلماء علامه شیخ عبدالوهاب بن احمد شعرانی	٩٧٣ھ
٨١	العلل المتناهية (لابن الجوزی)	علامه ابوالفرج عبدالرحمن بن علی جوزی	٥٩٧ھ
٨٢	عناية شرح هداية	امام محقق اکمل الدین محمد بن محمود بابرتی	٧٨٦ھ
٨٣	عمدة القاری شرح البخاری	علامه امام بدر الدین ابو محمد محمودبن احمد عینی	٨٥٥ھ
٨٤	غنیة المستملی شرح منیة المصلی	امام محمد ابراهیم بن محمد الحلبی	٩٥٦ھ
٨٥	غایه شرح هدایه	امام الفقهاء علامه قاضی مصری سروجی	٧١٠ھ

Marfat.com

٨٦	فتاوی ہندیہ المعروف بہ فتاوی عالمگیری	ملا نظام الدین	١١٦١ھ
٨٧	فیروز اللغات (اردو)	مولوی فیروز الدین	نامعلوم
٨٨	فتاوی کبری	امام احمد بن علی بن حجر مکی عسقلانی	٨٥٢ھ
٨٩	فتاوی بزازیہ علی ہامش فتاوی ہندیہ	علامہ محمد شہاب الدین بن بزاز کردری	٨٢٧ھ
٩٠	فتاوی ظہیریۃ	امام ظہیر الدین ابو بکر محمد بن احمد مرغینانی	٦١٩ھ
٩١	فتاوی مصطفویہ (اردو)	تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند مصطفیٰ رضا خان	١٤٠٢ھ
٩٢	فتاوی فیض الرسول (اردو)	حضرت علامہ مفتی جلال الدین احمد امجدی	١٤٢٢ھ
٩٣	فتح الباری بشرح صحیح البخاری	امام شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی	٨٥٢ھ
٩٤	فتاوی کبری	امام صدر الشہید حسام الدین عمر بن عبد العزیز	٥٣٦ھ
٩٥	فتاوی قاضی خاں	علامہ قاضی فخر الدین حسن بن منصور	٥٩٢ھ

Marfat.com

۹۶	فتح القدير	محقق علی الاطلاق علامه کمال الدین محمد بن همام مکی	۸۶۱ھ
۹۷	الفرج بعد الشدة	ابوبکر بن ابوالدنیا	نا معلوم
۹۸	فیض عام	شاه عبدالعزیز محدث دهلوی	۱۲۳۹ھ
۹۹	فتاوی ولوالجیه	علامه عبدالرشید بن ابو حنیفه	۵۴۰ھ
۱۰۰	فتاوی غزی تمرتاشی	امام شمس الدین محمد بن عبدالله غزی تمرتاشی	۱۰۰۴ھ
۱۰۱	القرآن الکریم	کلام الله تعالیٰ	
۱۰۲	القنیه	امام نجم الدین مختار بن محمد الزاهدی	۶۵۸ھ
۱۰۳	قدوری	امام ابو الحسین احمد بن محمد بن جعفر قدوری	۴۲۸ھ
۱۰۴	کنز الایمان فی ترجمة القرآن	امام احمد رضا محقق بریلوی	۱۳۴۰ھ
۱۰۵	الکوکبة الشهابية فی کفریات ابی الوهابية (اردو)	امام احمد رضا محقق بریلوی	۱۳۴۰ھ
۱۰۶	کافی شرح وافی	امام حافظ الدین علامه نسفی	۴۲۷ھ
۱۰۷	کنز العمال (للمتقی)	علامه علی متقی بن حسام هندی برهان پوری	۹۷۵ھ
۱۰۸	کتاب الآثار	امام محمد بن حسن شیبانی	۱۸۹ھ

Marfat.com

۱۰۹	كتاب الاستيعاب في معرفة الاصحاب	امام ابوعمر يوسف بن عبدالبر	۴۵۳ھ
۱۱۰	الكامل (لابن عدی)	امام ابو احمد عبدالله بن عدی	۳۶۵ھ
۱۱۱	كشف الغمة عن جميع الأمة	علامه عبدالوهاب شعرانی مصری	۹۷۳ھ
۱۱۲	كشف النور عن اصحاب القبور	علامه عبدالغنی بن اسماعیل بن عبدالغني نابلسی	۱۱۴۳ھ
۱۱۳	لمعات التنقيح شرح مشكوة المصابيح	شیخ محقق عبدالحق محدث دهلوی	۱۰۵۲ھ
۱۱۴	مسند احمد بن حنبل	امام احمد بن حنبل	۲۴۱ھ
۱۱۵	مشكوة المصابيح	شیخ ولی الدین تبریزی	۷۴۲ھ
۱۱۶	معجم كبير (للطبرانی)	حافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد ایوب لخمی طبرانی	۳۶۰ھ
۱۱۷	معجم اوسط (للطبراني)	حافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد ایوب لخمی طبرانی	۳۶۰ھ
۱۱۸	معجم صغير (للطبرانی)	حافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد ایوب لخمی طبرانی	۳۶۰ھ
۱۱۹	مجمع الانهر فی شرح ملتقى الابحر	شیخ عبدالدین محمد بن سلیمان	۱۰۷۸ھ

Marfat.com

۱۲۰	المستدرک (للحاکم)	امام ابوعبدالله محمد بن عبدالله حاکم نیشاپوری	۴۰۵ھ
۱۲۱	مصنف عبدالرزاق	ابوبکر عبدالرزاق بن همام صنعانی	۲۱۱ھ
۱۲۲	مرقاة شرح مشکوة	امام علی بن سلطان محمد هروی قاری مکی المعروف به ملا علی قاری	۱۰۱۴ھ
۱۲۳	مختصر تاریخ دمشق (لابن عساکر)	حافظ ابوالقاسم علی بن حسین شافعی ابن عساکر	۵۷۱ھ
۱۲۴	معرفة الصحابة	علامه شهر دار بن شیر ویه الدیلمی	۸۵۸ھ
۱۲۵	مجمع الزوائد (للهیثمی)	حافظ نور الدین علی بن ابوبکر هیثمی	۸۰۷ھ
۱۲۶	موت کا منظر (اردو)	عالم فقری	بقید حیات
۱۲۷	مرأة المناجیح شرح مشکوة المصابیح	حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی	۱۳۷۶ھ
۱۲۸	الموضوعات (لابن جوزی)	علامه ابو الفرج عبدالرحمن بن علی جوزی	۵۹۷ھ
۱۲۹	مسند ابو یعلی	حافظ أحمد بن علی التمیمی	۳۰۷ھ
۱۳۰	المنة الممتازه فی دعوات الجنازه	امام احمد رضا محقق بریلوی	۱۳۴۰ھ

۱۳۱	المطالب العاليه (لابن حجر)	امام شهاب الدين احمد بن على بن حجر عسقلانی	۸۵۲ھ
۱۳۲	مصنف ابن ابی شیبه	امام ابوبكر عبدالله بن محمد احمد نسفی	۲۳۵ھ
۱۳۳	المبسوط (شرح الكافی)	امام شمس الأمه محمد بن احمد سرخسی	۴۸۳ھ
۱۳۴	موت کا منظر (اردو)	علامہ عبدالرزاق بھترالوی	بقید حیات
۱۳۵	مراقی الفلاح	علامه حسن بن عماربن على شرنبلالی	۱۰۶۹ھ
۱۳۶	مجمع بحار الانوار	علامه محمد طاهر صديقى	۹۸۱ھ
۱۳۷	مدارج النبوت (فارسی)	شیخ محقق عبدالحق محدث دهلوی	۱۰۵۲ھ
۱۳۸	المستصفی	امام حافظ الدين عبدالله بن احمد نسفی	۷۱۰ھ
۱۳۹	منحة الخالق	علامه محقق محمدامين بن عابدين شامی	۱۲۵۲ھ
۱۴۰	مستخلص الحقائق	امام ابراهيم بن محمد حلبی حنفی	۹۵۶ھ
۱۴۱	نوادر الاصول فی معرفة اخبار الرسول	امام عبدالله بن محمد بن على حكيم ترمذی	۲۵۵ھ

Marfat.com

۱۴۲	نصب الراية فی تخریج احادیث الهداية	امام عبدالله یوسف زیلعی	۷۲۶ھ
۱۴۳	نزهة القاری شرح صحیح البخاری	فقیہ الہند علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی	۱۴۲۰ھ
۱۴۴	النهی الحاجز عن تکرار صلاة الجنائز (اردو)	امام احمد رضا محقق بریلوی	۱۳۴۰ھ
۱۴۵	نہر الفائق	فخر العلماء علامہ عمر بن نجیم مصری	۱۰۰۵ھ
۱۴۶	نور الایضاح	علامہ حسن بن عمار بن علی شرنبلالی	۱۰۶۹ھ
۱۴۷	نقایة مختصر الوقایة	امام صدر الدین عبدالله بن مسعود	۷۴۵ھ
۱۴۸	وفاء الوفاء	علامہ نور الدین علی بن احمد سمہودی	۹۱۱ھ
۱۴۹	الوافی فی الفروع	امام حافظ الدین عبدالله بن احمد نسفی	۷۱۰ھ
۱۵۰	الوقایة	علامہ محمد بن صدر الشریعہ	۶۷۳ھ
۱۵۱	الهدایة فی شرح البدایہ	برہان الدین علی بن ابو بکر مرغینانی	۵۹۳ھ
۱۵۲	الہادی الحاجب عن جنازة الغائب (اردو)	امام احمد رضا محقق بریلوی	۱۳۴۰ھ

Marfat.com

ہماری چند دیگر مطبوعات

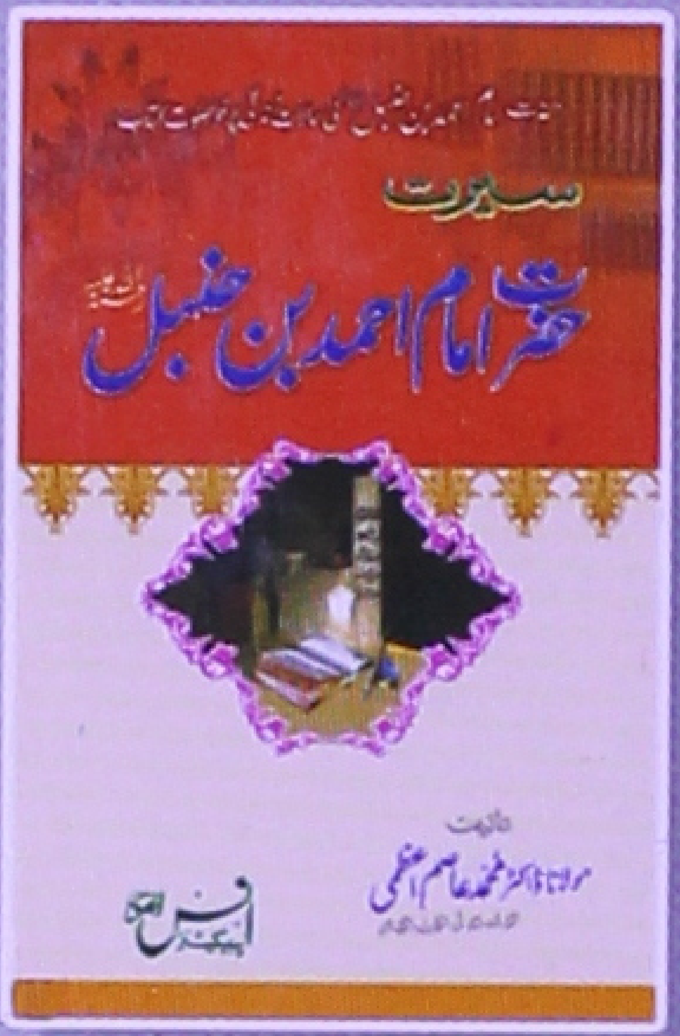

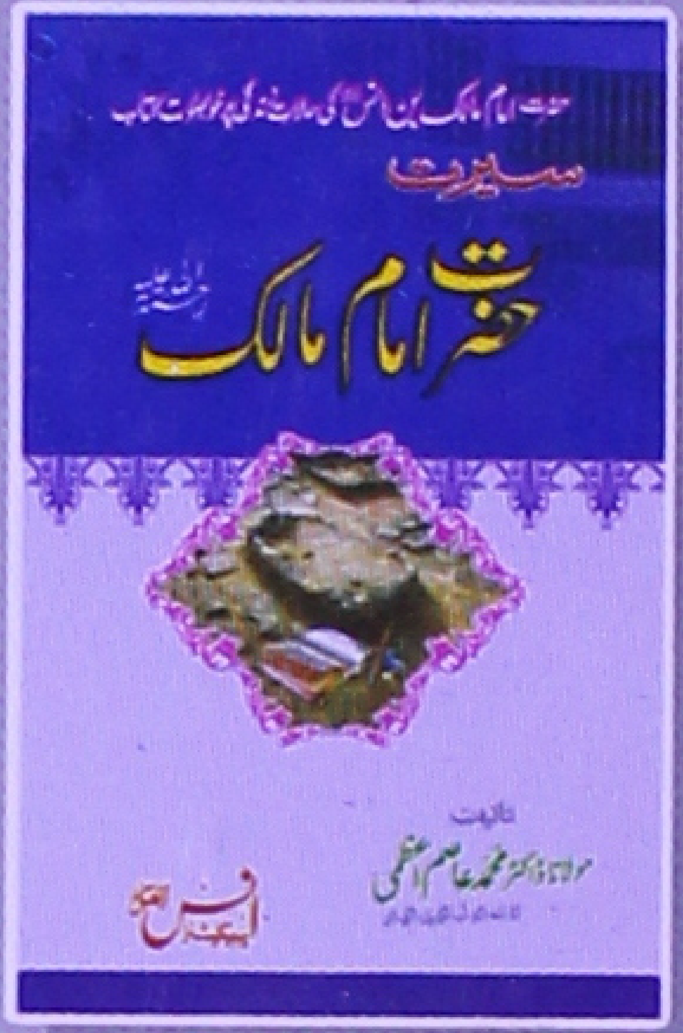

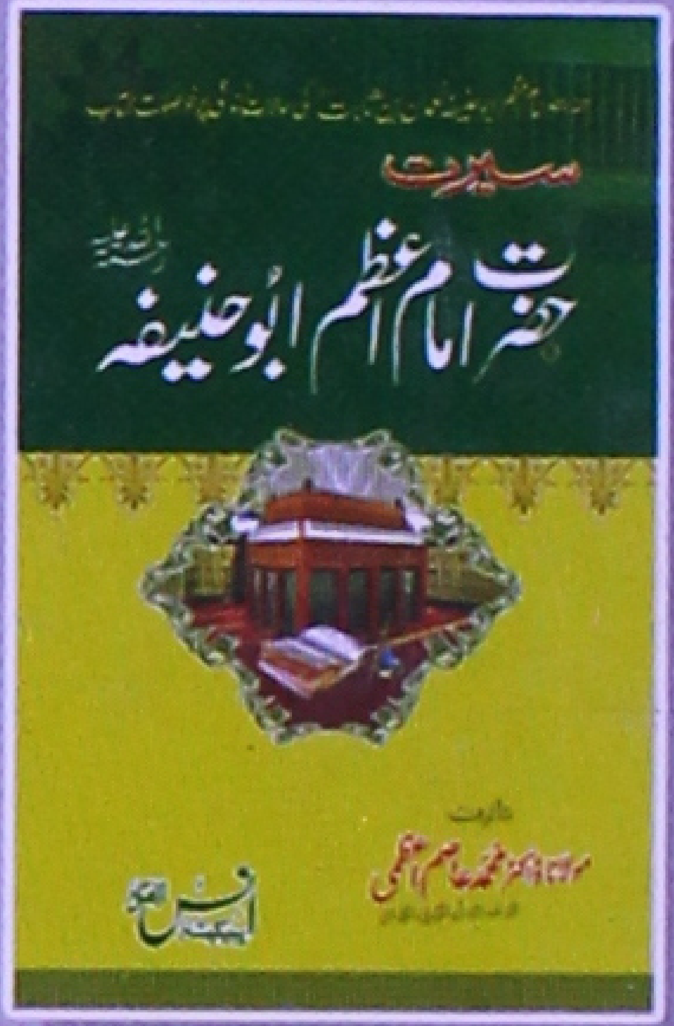

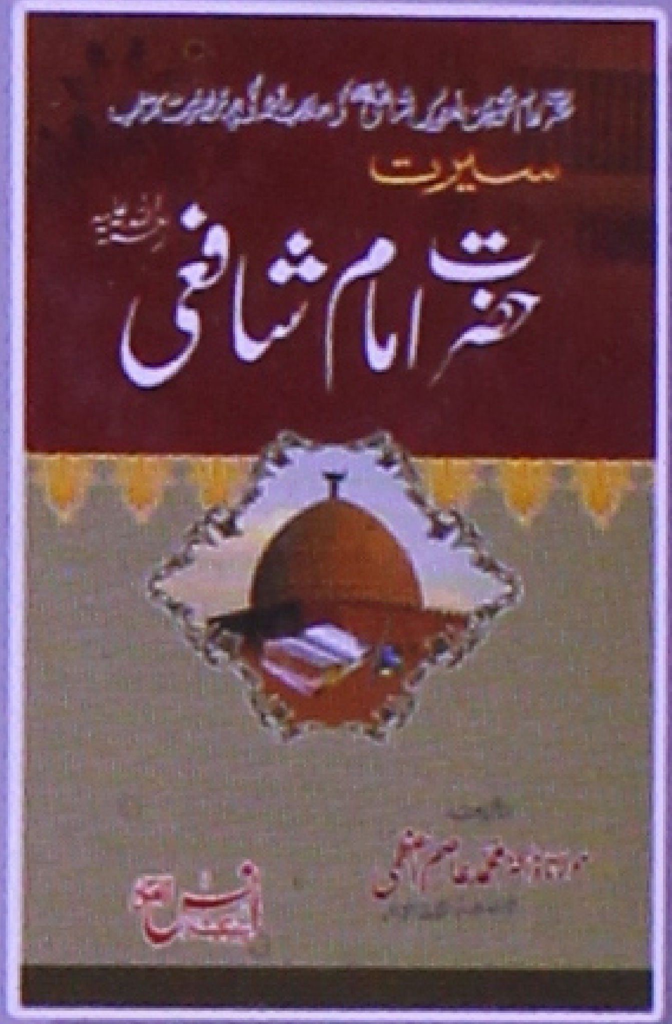

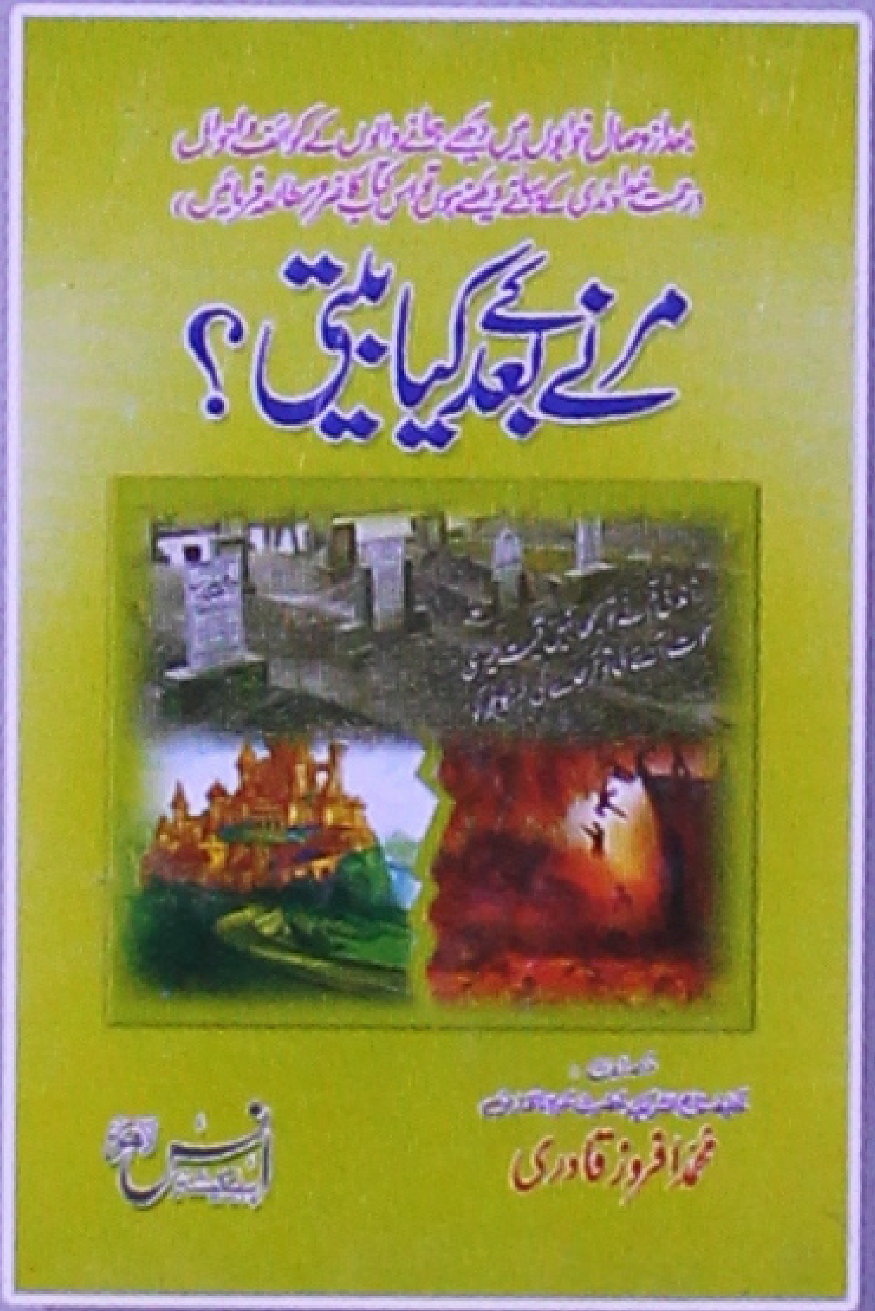

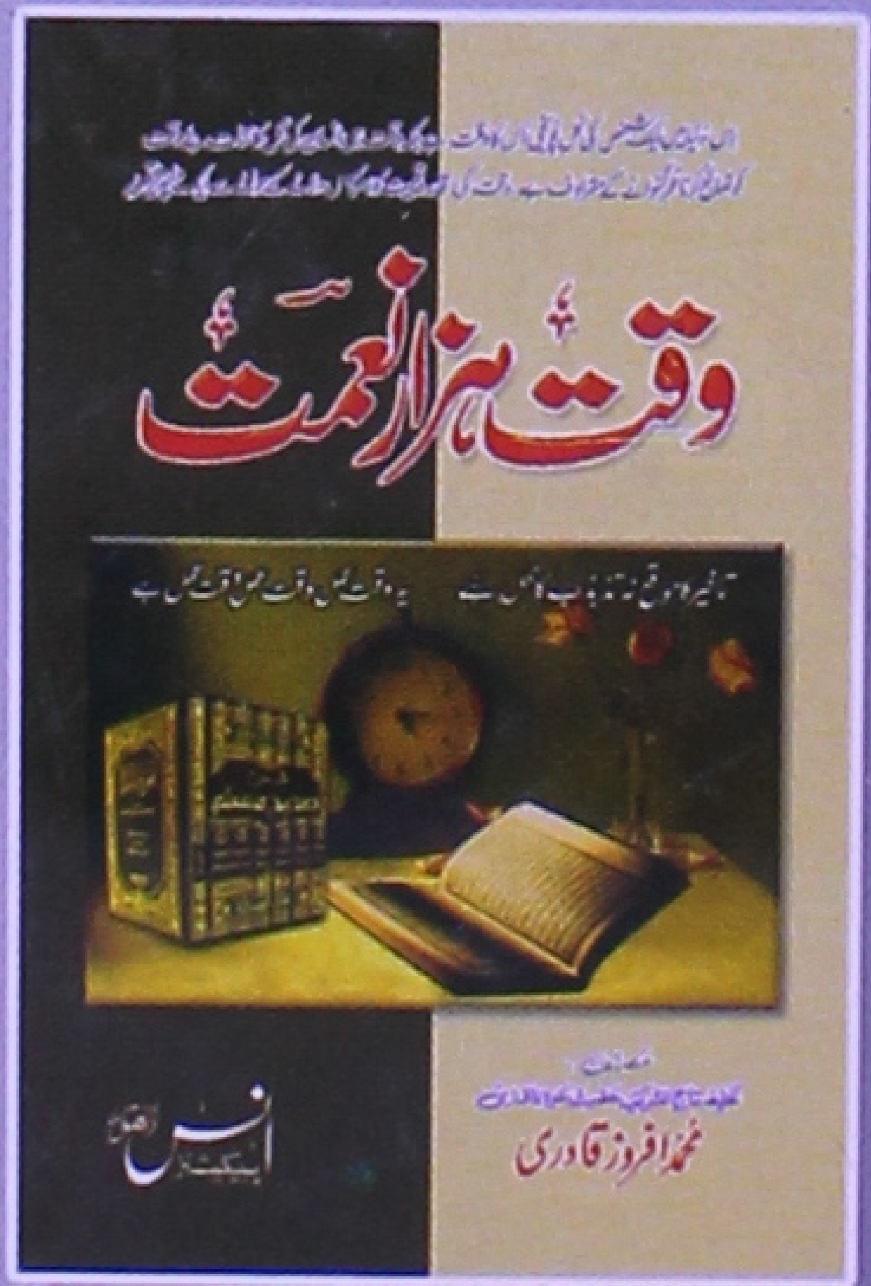

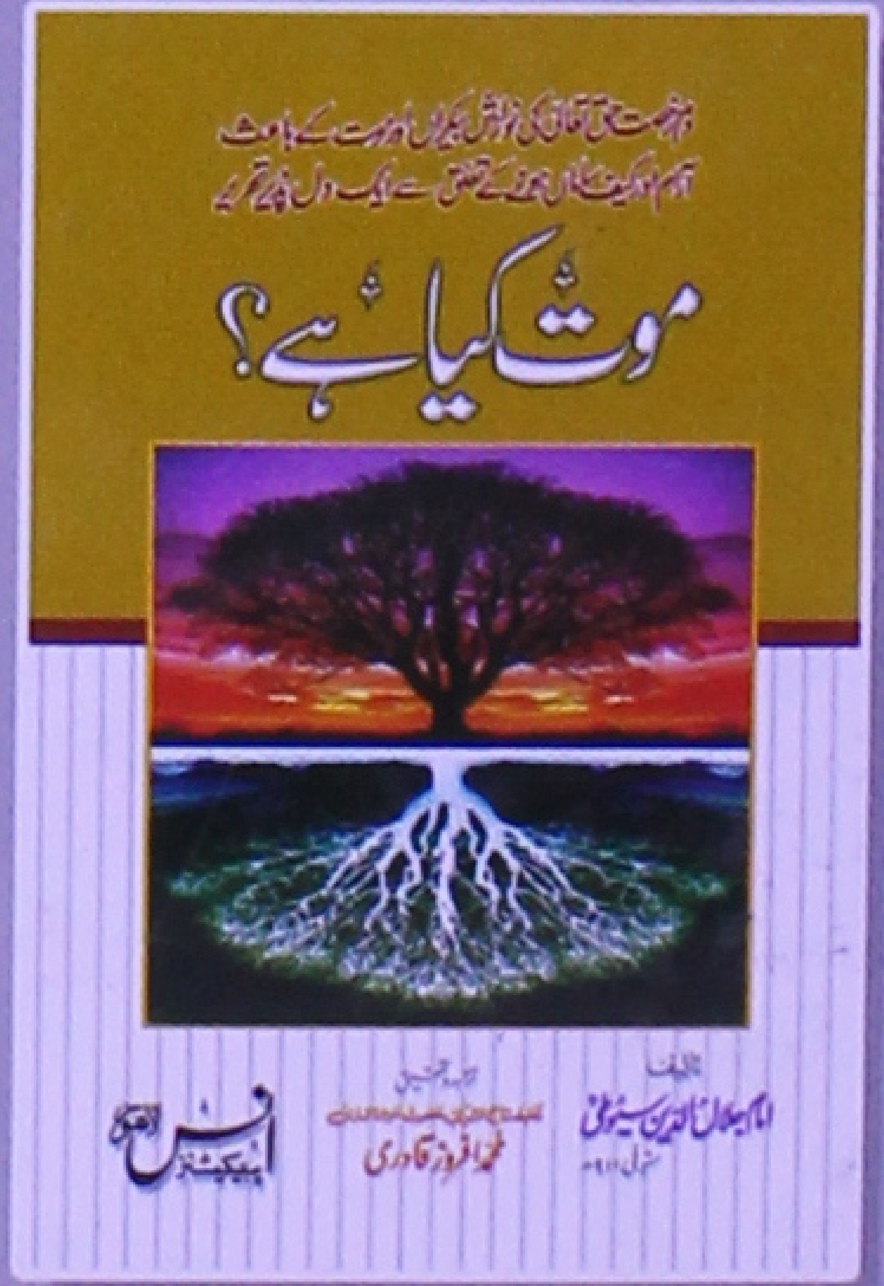

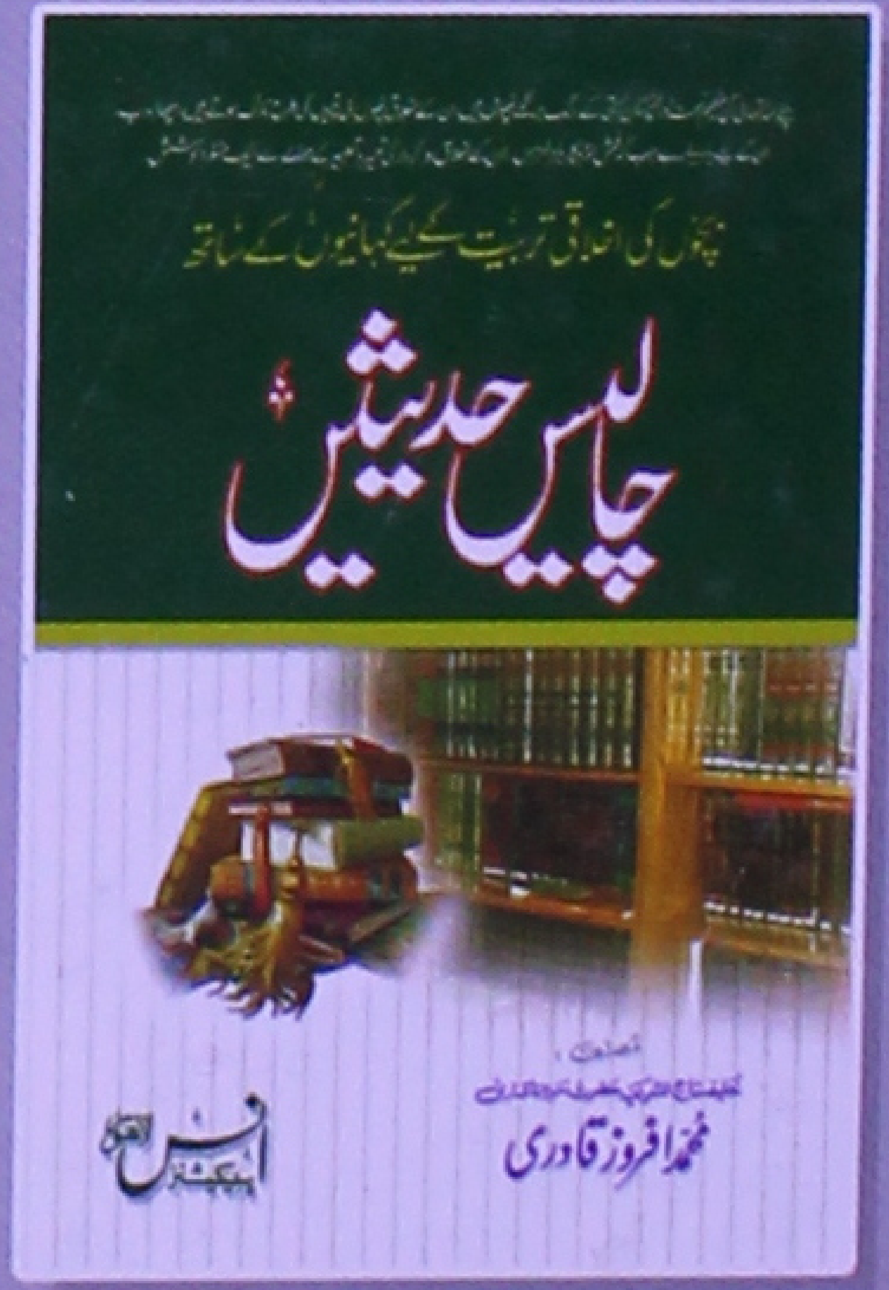

ناشر
انس پبلیکیشنز لاہور

ملنے کا پتہ
اکبر بک سیلرز
40- اُردو بازار، لاہور
Mob: 0300-8852283

Marfat.com